117

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/379. Dated. 21st April 2011. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, **Rana Mashhood Ahmad Khan,** *Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab,* shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of Acting Governor on 21 April 2011 (A.N.).

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

119

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(99)/2011/380. Dated 23rd April 2011. The following Order, made by the Acting Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, **I, Rana Mashhood Ahmad Khan, Acting Speaker,** Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 25th April 2011 at 3.00 p.m in the Assembly Chambers, Lahore.

Lahore **RANA MASHHOOD AHMAD KHAN**
25th April 2011 **ACTING SPEAKER**

121

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 25-اپریل 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

"سال 2011 میں گندم کی خرید پر عام بحث"

123

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	راجہ ریاض احمد

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔ ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے پی پی-138

2۔ میاں یاور زمان، ایم پی اے پی پی-191

3۔ سردار محمد امان اللہ خان دریشک، ایم پی اے پی پی-249

4۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے ڈبلیو-352

3۔ کابینہ

1۔ چودھری عبدالغفور : وزیر خوراک، صنعتیں، معدنیات و کانیں*

2۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور و اوقاف، بیت المال، محنت*

3۔ ملک ندیم کامران : وزیر زکوٰۃ و عشر، امداد باہمی اور بہبود آبادی

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 3-مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15-اپریل 2011) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 15-مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15-اپریل 2011) تفویض کیا گیا۔

124

4۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت،، لائیو سٹاک وڈیری

ڈویلپمنٹ،

جنگلات، ماہی پروری و جنگلی حیات

اور

سیاحت و ترقی تفریحی مقامات،

آبپاشی و قوت برقی

5۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر تجارت و سرمایہ کاری

6۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر جیل خانہ جات

7۔ جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی

خواتین،

سماجی بہبود، خزانہ، منصوبہ بندی و

ترقیات*

8۔ رانا ثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و

عشر*

ایس اینڈ جی اے ڈی،

داخلہ، پبلک،

پراسیکیوشن، مواصلات و تعمیرات

اور مال*

9- میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، ٹرانسپورٹ*

125

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
2۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
3۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ وعشراوربیت المال
4۔	جناب ظفراقبال ناگرا	:	ہاؤسنگ وشہری ترقی
5۔	جناب افتخاراحمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
6۔	سردار محمدایوب خان گادھی	:	تحفظ ماحولیات
7۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
8۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
9۔	جناب محمدآجاسم شریف	:	آبکاری ومحصولات
10۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
11۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
12۔	جناب غلام نبی	:	کامرس وسرمایہ کاری
13۔	رانامحمدارشد	:	سیاحت
14۔	جناب احسن رضاخان	:	خواندگی وغیررسمی بنیادی تعلیم
15۔	جناب عامر سعیدانصاری	:	جیل خانہ جات
16۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
17۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیزواشتمال اراضی

18۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ

19۔ چودھری ممتاز احمد ججہ : ایجوکیشن

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبرLegis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

126

20۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت

21۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

127

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

سوموار،25۔اپریل2011

(یوم الاثنین،21۔جمادی الاول1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدۃآیات30 تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ (30) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی) (31) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

سراپا خطا ہوں نگاہِ کرم ہو
میں سب سے بُرا ہوں نگاہِ کرم ہو
کسی اور سے مجھ کو نسبت نہیں ہے
میں صرف آپ کا ہوں نگاہِ کرم ہو
مجھے مانگنے کا سلیقہ نہیں ہے
مگر مانگتا ہوں نگاہِ کرم ہو
کہاں دربدر ٹھوکریں کھاؤں جا کر
میں بے آسرا ہوں نگاہِ کرم ہو
میری داستان مختصر ہو رہی ہے
میں بجھتا دیا ہوں نگاہِ کرم ہو

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب قائم مقام سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1) ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی-138
2) میاں یاور زمان، ایم پی اے	پی پی-191
3) سردار محمد امان اللہ خان دریشک، ایم پی اے	پی پی-249
4) سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے	ڈبلیو-352

شکریہ

سوالات

(محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وقفہ سوالات سے پہلے کوئی بات نہیں ہوگی۔ آپ وقفہ سوالات کے بعد بات کر لیجئے گا۔ اب چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کائرہ صاحب! آپ تو خود اس میٹنگ میں موجود تھے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! گیلری میں بلوچستان اسمبلی کے ریونیو منسٹر موجود ہیں میں انہیں اپنی طرف سے اور تمام ممبران کی طرف سے welcome کہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ House بلوچستان اسمبلی سے آئے ہوئے معزز ساتھی کو welcome کرتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2480 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سرگودھا۔ ملکہ مائنز کڈانہ ڈویژن کی لائننگ کی تفصیلات

*2480: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملکہ مائنز کڈانہ ڈویژن سرگودھا میں lining مکمل کرنے کی منظوری ہوئی تھی، منظوری کی تاریخ سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) مذکورہ منصوبہ مکمل کرنے کے لئے تخمینہ لاگت کتنا تھا؟

(ج) کیا ٹھیکیدار نے معاہدہ کے مطابق رقم کی وصولی اور کام کی تکمیل کے مراحل کو شرائط کے مطابق پورا کیا ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(د) مذکورہ منصوبہ کب تک مکمل ہوگا، تاریخ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ ملکہ مائنز کی لائننگ کے کام کی Administrative Approval مورخہ 07-01-19 کو ہوئی۔

(ب) مذکورہ منصوبہ مکمل کرنے کے لئے تخمینہ لاگت 34.50 ملین روپے تھا۔

(ج) درست ہے کہ ٹھیکیدار نے معاہدہ کے مطابق رقم کی وصولی اور کام کی تکمیل کے مراحل کو شرائط کے مطابق پورا کیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	مختص شدہ رقم (ملین روپے)	ادائیگی (ملین روپے)
2006-07	4.288	4.287
2007-08	23.025	22.840

(د) مذکورہ منصوبہ مورخہ 08-04-25 کو مکمل ہوا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ مائنز کی Administrative Approval اور مکمل ہونے پر 34.50 ملین روپے تخمینہ لاگت تھا جبکہ مخصوص رقم جو اس پر خرچ ہوئی وہ تقریباً 27 ملین روپے ہے اور ادائیگی 26 ملین روپے کے قریب ہے تو یہ اتنا difference کیسے ہے اگر یہ Administrative Approval اس کی ادائیگی اور مخصوص رقم پر ہے تو اس کی وضاحت کی جائے کہ اتنا difference کیوں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب کوئی منصوبہ بنایا جاتا ہے تو پہلے اس کا تخمینہ لاگت ہوتا ہے پھر actual work done ہوتا ہے کیونکہ اس پر کم ریٹس بھی آتے ہیں زیادہ بھی تو اس پر جب ریٹس آتے ہیں تو ان کے مطابق اس کی actual payment ہوتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جن کا سوال ہے ان کو ہی کرنے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیوں؟ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: چلیں، کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تین، ساڑھے تین کروڑ روپے کا estimate تھا، منصوبہ بھی مکمل ہو گیا، جو رقم خرچ ہوئی ہے وہ 2 کروڑ 70 لاکھ روپے ہے۔ سوال یہ ہے کہ 80 لاکھ روپے ادا کئے بغیر انہوں نے منصوبہ کیسے مکمل کر لیا ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ منصوبہ مکمل ہے اور یہاں تقریباً بیس فیصد کم پیسے لکھے ہوئے ہیں۔ ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے یا کام کے تخمینے میں غلطی کی وجہ سے پانچ یا دس فیصد پیسے بڑھنے کی بات تو سنی ہے لیکن کم ہونے کی بات آج تک نہیں سُنی۔ اس میں 80 لاکھ روپیہ کیسے کم خرچ ہوا اور جب Administrative Approval ہوتی

ہے تو اس وقت ساری رقم محکمہ آبپاشی کو شفٹ ہو جاتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ 80 لاکھ روپیہ جو بچایا ہے وہ کس مد میں، کہاں خرچ ہوا اور اس کو کہاں شفٹ کیا گیا ہے اور انہوں نے 80 لاکھ روپے کم لاگت کے ساتھ کیسے مکمل کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایک تو انہوں نے پیسے بچا دیئے ہیں آپ اس پر بھی خوش نہیں ہیں۔(قہقہہ)

چوہدری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر تو یہ clerical mistake ہے تو ڈیپارٹمنٹ نے غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے یا یہ غلط بیانی ہے اور غلط بیانی کے خلاف تو Privilege Motion آتی ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: :جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے آپ نے انہیں خود اجازت دی تھی۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے حلقے میں ہے اس کی ناقص تعمیر ہوئی ہے جو مکمل بھی نہیں ہوئی۔ منسٹر صاحب خود وہاں جا کر visit کر لیں یا اپنی کسی ٹیم کو بھیجیں جو اس کو check کرے اور اس کی enquiry کرے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

چوہدری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! یا پھر House کی کمیٹی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک understood بات ہے، اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ تخمینہ لاگت بنتا ہے کہ اتنا اتنا خرچ آئے گا اس کے بعد کنٹریکٹ ہوتا ہے، میرے پاس کنٹریکٹ کی تفصیل موجود ہے جس جس date میں payment ہوئی ہے۔ کل 2 کروڑ 78 لاکھ 27 ہزار 986 روپے کی ادائیگی ہوئی ہے۔ یہ اصل ادائیگی ہے اور اس میں saving ہوئی ہے۔ جس جس تاریخ کو بل کی ادائیگی ہوئی ہے، وہ بلز میرے پاس موجود ہیں۔ آٹھ بلز بنے ہیں اس میں پانچ فیصد security تھی جو بعد میں ادا کی گئی ہے۔ اس میں میرے پاس تمام details موجود ہیں اور میں نے ریکارڈ سے check کیا ہے اس میں بچت ہوئی ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے اس کام میں competition ہوا ہے اور ریٹ ٹھیک دیئے گئے ہیں۔ جو rough cost estimate یا تخمینہ تھا اس سے saving ہوئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات سے پہلے میں معزز ایوان کو یہ بتا دوں کہ آج جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا تو اس میں یہ بات طے شدہ تھی کہ ایک سوال پر تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں پوچھے جائیں گے تو اب اس حساب سے آپ کا آخری ضمنی سوال ہے تو وہ آپ کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر ایک ہی سوال چھ دفعہ پوچھا جائے اور منسٹر صاحب جواب نہ دیں تو اس کو آپ سوال کیوں count کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں اب انہوں نے بہت clear بات کی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا وہی سوال ہے جو میں نے پہلے کیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ جب ٹینڈر الاٹ ہوئے تو وہ 34 ملین روپے کے تھے اب جب ٹھیکیدار کو ٹینڈر الاٹ کیا تو وہ 34 ملین روپے کا تھا جب کام مکمل ہوا تو اس نے اس کو 27 ملین روپے میں مکمل کر دیا۔ میں ایک بات واضح کر دوں کہ House میں غلط بیانی پر Privilege Motion move کی جا سکتی ہے۔ وزیر موصوف اس پر ٹائم لے لیں یا اس کو pending کر دیں اور محکمہ سے دوبارہ پوچھ کر بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ کم پیسے لگے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میرے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے، کس date کو اشتہار اخبار میں آیا، کس تاریخ کو ٹینڈر set ہوا، کتنے بل ادا ہوئے، میرے پاس تمام تفصیلات موجود ہیں کہ کس کس تاریخ کو ادائیگی ہوئی، کتنی security تھی، وہ کب ادا کی گئی، ایک سال دو ماہ کے بعد security ادا کی گئی ہے۔ اس میں، میں نے تمام details check کی ہیں اگر ان کو کوئی اور چیز دیکھنی ہے تو ریکارڈ موجود ہے، آ کر دیکھ سکتے ہیں۔ اس میں تو شفاف طریقے سے کام ہوا ہے اور saving ہوئی ہے اور اگر انہیں saving پر اعتراض ہوا ہے تو یہ حیرانی کی بات ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال وہیں پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا جواب بھی وہیں پر ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ سراسر غلط بیانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے on the floor of the House یہ statement دی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال تو ایک ہی ہے کہ جو پیسے بچے وہ کہاں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ الگ بات ہے، جو پیسے بچے وہ ڈیپارٹمنٹ میں گئے اور جب بجٹ آئے گا تو آپ اس میں check کر لیجئے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کم پیسوں میں کام کیسے ہو گیا اس کی وضاحت کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ اس پر تو ان کو شاباش دینی چاہئے کہ انہوں نے 16 فیصد کم دے کر کام کرایا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): 16 فیصد low پر competition ہوا ہے، 16 فیصد تو جو شیڈول ہوتا ہے اس سے کم پر یہ ٹینڈر ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3764 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ بھل صفائی کے مختص بجٹ، سٹاف اور ٹارگٹ سے متعلقہ تفصیلات

*3764: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال 2008 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی؟

(ب) لاہور میں سال 2008 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنا سٹاف کام کرتا رہا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سال 2008 کے دوران محکمے کو بھل صفائی سے وہ نتائج حاصل نہ ہو سکے جس کا ٹارگٹ رکھا گیا تھا؟

(د) لاہور کینال کی کل کتنی لمبائی ہے اور یہ کہاں سے شروع ہو کر کہاں پر ختم ہوتی ہے؟

(ہ) محکمہ نے لاہور کینال کی صفائی کے لئے کل کتنا عملہ تعینات کر رکھا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں سال2008کے دوران بھل صفائی کے لئے8.898ملین روپے کی رقم مختص کی گئی۔

(ب) لاہور میں سال2008کے دوران بھل صفائی محکمہ کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کروائی گئی۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) لاہور برانچ کینال کی کل لمبائی تقریباً 20میل ہے۔ یہ جلو موڑ سے شروع ہو کر نیاز بیگ ٹھوکر تک جاتی ہے۔

(ہ) لاہور کینال کی صفائی کے لئے تعینات عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
1	سب ڈویژنل آفیسر	1
2	سب انجینئر	2
3	مستری	2
4	میٹ	4
5	بیلدار	10

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے جواب کے جز(ج) میں یہ پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ سال2008کے دوران محکمے کو بھل صفائی سے وہ نتائج حاصل نہ ہو سکے جن کا ٹارگٹ رکھا گیا تھا"۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے"۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جواب درست نہیں ہے۔ میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جو ٹارگٹ دیا گیا تھا اس میں انہوں نے کیا achieve کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جو ٹارگٹ تھا وہ achieve ہوا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جو لاہور کینال ہے یہ بی آر بی کینال سے نکلتی ہے اس میں بہت سارے علاقے آتے ہیں، یہ ایچی سن کالج اور لاہور کے دیگر علاقوں کو سیراب کرتی ہے۔ اس میں جو ہمارے bridges اور underpasses بنے ہوئے ہیں وہاں پر بہت زیادہ کوڑا کرکٹ پھنسا ہوا تھا اور اس وجہ سے بہت کم پانی آ رہا تھا اس کو صاف کیا گیا ہے۔ میرے

پاس اس کی تمام تفصیل موجود ہے۔ اس کا ٹینڈر ہوا ہے یہ کام کنٹریکٹ کے ذریعے ہوا ہے اور تمام مقاصد پورے ہوئے ہیں۔ اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں کہ بھل صفائی کیوں ہوتی ہے اور یہ کس لئے کی جاتی ہے؟ نہر کا جو ڈیزائن ہوتا ہے اگر اس میں silt آجائے تو پانی کا flow کم ہو جاتا ہے۔ جب اس کو de silt کیا جاتا ہے تو اس کا flow ٹھیک ہو جاتا ہے تو اس طرح اس میں کافی عرصے سے جو silt آئی تھی اس کو clean کر کے ڈیزائن کے مطابق پانی کا flow جاری کیا گیا ہے لہذا یہ مقاصد پورے ہو گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ یہ سوال ان کا ہے تو پہلے وہ ضمنی سوال کر لیں۔ اس کے بعد اگلا ضمنی سوال میں آپ کو دے دوں گا۔ جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم نے target achieve کئے ہیں اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ underpasses کے نیچے سے گندگی صاف ہو گئی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ ابھی میرے ساتھ چلیں اور خود دیکھ لیں وہاں پر گندگی کے کتنے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ کوئی صفائی نہیں ہوئی بلکہ بھل صفائی کے نام پر جو رقم رکھی گئی تھی اس کو properly utilize نہیں کیا گیا۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ جلو موڑ کی طرف جائیں وہاں پر جو کالونیاں بنی ہوئی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ یہ target پورا نہیں ہوا اور وزیر موصوف جو کچھ فرما رہے ہیں درست نہیں ہے۔ یہ ابھی وہاں پر چلے جائیں میں ان کو یہ بات ثابت کر دیتی ہوں کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ نہر سے گندگی نکال لی گئی ہے اور اب نہر کا flow بالکل ٹھیک ہے درست نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس پر ندیم حسین contractor نے کام کیا ہے۔ 20 لاکھ 23 ہزار 973 مکعب فٹ silt وہاں سے نکالی گئی ہے اور اس وقت تک payment نہیں ہوتی جب تک مقاصد حاصل نہیں ہو جاتے۔ میں معزز ممبر کی تسلی کروانے کے لئے بھی تیار ہوں یہ میرے پاس آجائیں میں ان کی تسلی کروا دوں گا اور جو silt نکالی گئی ہے وہ بھی میں نے بتا دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: درست ہے۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ جب کوئی سوال دیا جاتا ہے تو اس کا جواب House میں submit کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں rules clear ہیں کہ جواب واضح اور تفصیل سے ہونا چاہئے۔ آپ سوال کا جز (ب) دیکھ لیں کہ "لاہور میں سال 2008 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنا سٹاف کام کرتا رہا ہے تفصیل فراہم کی جائے"؟ اس کا جواب یہ ہے کہ "بھل صفائی محکمہ کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کروائی گئی"۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ جواب سوال کے مطابق ہے؟ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ 2008 کے دوران بھل صفائی کا جو target رکھا گیا تھا وہ achieve نہ ہو سکا، صرف یہ کہہ دینا کہ فلاں ٹھیکیدار کو ہم نے ٹھیکہ دیا تھا اس کا نام ہی کافی ہے، کیا یہ بھی کوئی جواب ہوتا ہے؟ آپ بتاتے کہ آپ کے target کیا تھے اور اس میں سے کتنے target achieve ہوئے، کتنے percent achieve ہوئے ابھی حکومتی بنچوں سے خاتون ممبر برملا یہ کہہ رہی ہیں کہ target achieve نہیں ہوئے ہم بھی اس پر انہیں endorse کرتے ہیں کہ کینال بھل صفائی پر اس طرح سے کام نہیں ہوا جس طرح سے ہونا چاہئے تھا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کا نوٹس لیں اگر محکمے کے لوگوں اور بیوروکریسی نے اس طرح سے اس معزز ایوان کا استحصال کرنا ہے، اس طرح سے insult کرنی ہے کہ کچی جماعت کے بچے کو بھی to the point پڑھایا جاتا ہے۔ یہاں ممبران سوال کچھ پوچھتے ہیں اور جواب کچھ اور دیا جاتا ہے یا جواب دینے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی جاتی۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کا آپ نوٹس لیں ورنہ اگر اس طرح سے سوالات کے جواب آئے تو پھر Question Hour کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے محترمہ نے بھی جو بات کی میں نے اس وقت اس لئے بات نہیں کی کیونکہ جواب تو وزیر صاحب نے دینا ہے لیکن جب آپ کسی چیز کا specific allegation لگاتے ہیں، مثال کے طور پر جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ اس flow کو برقرار رکھنے کے لئے اتنے ہزار میٹر ہم نے اس میں سے silt نکالی ہے۔ محترمہ یا تو یہ کہتیں کہ اتنی نہیں نکالی، اتنی نکالی ہے یا اتنی کم نکالی ہے پھر تو بات بنتی تھی۔ On the floor of the House خالی یہ کہہ دینا کہ یہ کام ٹھیک نہیں ہو رہا درست نہیں ہے۔ جب آپ کوئی specific بات کریں تو پھر آپ facts بھی بتائیں کہ یہ اس لئے ٹھیک نہیں ہو رہا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر اور محکمہ کس کام کے لئے ہوتا ہے۔ کیا یہ ایک عام ممبر کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر سے کتنے فیصد silt نکالی گئی ہے اور کتنی ابھی بھی موجود ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ وزیر موصوف نے بتایا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! محکمہ کس کام کے لئے ہوتا ہے؟ ہمارا کام نشاندہی کرنا ہے کہ اتنے فیصد silt ابھی بھی وہاں موجود ہے۔ اگر اس پر میں نے ہی جا کر اس کو ناپ کر silt نکال کر دکھانی ہے تو پھر وزیر کو اور محکمے کو چھٹی پر بھیج دیں۔ پھر ہم خود ہی کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جہاں تک جواب کی بات ہے۔ آپ مجھے جز (ب) کا جواب پڑھ کر بتا دیں کہ کیا House کے استحقاق کے مطابق یہ جواب دیا گیا ہے؟ سوال کیا پوچھا گیا تھا اور اس کا جواب کیا دیا گیا ہے، یہ Privilege Motion بنتی ہے اور ویسے بھی House میں Privilege Motion کا موسم آیا ہوا ہے۔ کیا محکمہ نے ہمارا ٹائم ضائع کرنا ہے یا ہمیں پاگل سمجھتے ہیں جیسے ہمیں کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ اس طرح سے نہیں چلے گا بلکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب کو محکمے کی طرف سے معذرت کرنی چاہئے اور اس بات کو ensure کرنا چاہئے کہ جو سوال پوچھا جائے اس کا تفصیل کے ساتھ جواب دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال 18۔ جولائی 2009 کو جمع ہوا ہے اس وقت میں وزیر نہیں تھا۔ جہاں تک بھل صفائی کی بات ہے یہ کام Contractor کے ذریعے ہوا ہے اس کا باقاعدہ عملہ ہے، SDO اور XEN اس کام کی نگرانی کرتے ہیں اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ وہاں پر بھل صفائی ہوئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اگر وزیر صاحب اس موقع پر موجود نہیں تھے تو کیا یہ میرا قصور ہے یا یہ محکمے والوں کا قصور ہے؟ یہ اس سوال کا جواب نہیں ہے اسی لئے میں نے یہ کہا ہے کہ وزیر صاحب معذرت کر لیں جو سوال پوچھا گیا ہے وہ بڑا categorical ہے کہ کتنا سٹاف وہاں پر کام کرتا رہا ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔ اس پر الف لیلیٰ کی سٹوری سنانا کہ میں نہیں تھا، وہ نہیں تھا، یہ نہیں تھا یہ اس

کا جواب نہیں ہے۔ مزے کی بات ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں خود نہیں تھا۔ اب سٹاف بھی نہیں تھا اور وہ خود بھی نہیں تھے، کچھ بھی نہیں تھا تو پھر پنجاب میں ہو کیا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ آئندہ جس محکمے کی طرف سے House میں جواب آئے اگر اس قسم کا incomplete جواب آئے تو محکمہ اور وزیر اس کا responsible ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو آپ کو بھی پتا ہے کہ میں on the floor of the House کئی دفعہ اس مسئلے پر کمیٹیاں بھی بنا چکا ہوں، سارا کچھ کر چکا ہوں لیکن ابھی بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے basically یہ پوچھا کہ اس پر کتنا سٹاف کام کر رہا ہے۔ ان کا جواب دینے کا مقصد یہ ہے کہ ٹھیکیداروں کو یہ کام دیا گیا، ٹھیکیدار وہاں پر سو لگائیں، ہزار لگائیں انہوں نے اس پر کام کیا اور محکمے نے results provide کئے ہیں۔ شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ کہہ دینا نامناسب بات ہے کہ یہ کام ٹھیکیدار نے کیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ "کتنا سٹاف وہاں پر کام کر تا رہا ہے"؟ اب یہ کہہ دیں کہ محکمے میں ایک وزیر ہے، ایک سیکرٹری ہے، بس بات ختم ہو گئی پھر آپ اس کو ایسے ہی لکھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات کو ابھی وہ respond کریں گے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! supervisory staff ہے، نگرانی کے لئے ہے نہ کہ صفائی کے لئے، صفائی تو انہوں نے contract پر دی ہوئی ہے۔ اس پر نگرانی کی جاتی ہے جس کے لئے SDO، XEN اور سب انجینئر ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اب بسراء صاحب کو بات کر لینے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: نہیں، جناب! میں اس سوال کے جواب سے قطعی طور پر مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ بھل سے کتنی آمدن ہوئی اور وہ بھل کہاں پر استعمال ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ایک نیا سوال ہے، اس category میں نہیں آتا۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! چونکہ بھل صفائی ہوئی تھی، بھل سے ہی related سوال ہے کہ وہ بھل جو نکالی گئی اس سے کتنی آمدن ہوئی اور وہ بھل کہاں پر استعمال ہوئی۔ اس سے زیادہ related سوال اور کیا ہو سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بالکل different سوال ہے اور ایک نیا سوال بنتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں سوال پڑھتا ہوں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں اس سوال کے جو چاروں جز (الف)، (ب)، (ج) اور (د) ہیں سارے کے سارے یہ ہیں کہ لاہور میں سال 2008 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی؟ بھل صفائی کے لئے کل کتنا سٹاف رکھا گیا؟ میرا یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے کہ وہاں سے اتنی بھل نکلتی ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس کے لئے 8.898 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ رقم جو اس کام کے لئے مختص کی گئی اور اس سے جو بھل نکلی ہے وہ کتنی ہوئی ہے اور اس کا استعمال کہاں پر ہوا ہے یہ وہ بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس طرح ان کے پاس فوری طور پر اس کا data نہیں ہوگا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وہ بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کے پاس اس کا جواب ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جی، ان کے پاس اس کا جواب ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! بھل صفائی کے لئے 7.398 ملین روپے سے brick lining کی گئی ہے اور 1.500 ملین روپے سے مرمت کی گئی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کے دو components ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر: تین کی بجائے پانچ چھ ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیں تو وزیر موصوف کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھاگٹ صاحب کو اس کی سمجھ آ گئی ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 4033 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دریائے راوی لاہور پر واقع زرعی اراضی کو دریا برد ہونے سے بچانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*4033: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرانا سیدوالا کی آبادی اور زرعی اراضی جو دریائے راوی لاہور کے کنارے پر واقع ہے دریا برد ہو رہی ہے؟

(ب) مذکورہ اراضی کو دریائے برد ہونے سے بچانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصبہ پرانا سیدوالہ کی آبادی دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے دیہی آبادی اور زرعی اراضی دریا برد ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ دریا نے اپنے بہاؤ کا رخ اس طرف تبدیل کیا ہے۔

(ب) دیہی آبادی اور زرعی اراضی کو دریا برد ہونے سے بچانے کے لئے محکمہ نے ماڈل سٹڈی کروانے کے لئے مبلغ 15 لاکھ روپے اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں جمع کروا دیئے ہیں اور اس کی recommendation آنے پر اور فنڈز موصول ہونے کی صورت میں کام شروع کروا دیا جائے گا۔ تاہم عارضی اقدامات کے طور پر Flood Season کے دوران Tree launching کے ذریعے دریا کے کٹاؤ کو روکا گیا جس کی وجہ سے نہ کوئی آبادی اور نہ ہی زرعی زمین دریا برد ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! اس کے جز (ب) کو آپ پڑھ لیں اس میں انہوں نے کہا ہے کہ زرعی اور دیہی آبادی کو دریا برد ہونے سے بچانے کے لئے اور model study کروانے کے لئے Irrigation Research Institute میں 15 لاکھ روپے جمع کروا دیئے ہیں اور آگے یہ لکھتے ہیں کہ

اس کی recommendations آنے پر اور فنڈز موصول ہونے کی صورت میں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس کی recommendations آئی ہیں اور کون سے فنڈز موصول ہونے ہیں جبکہ ایک طرف لکھ رہے ہیں کہ پندرہ لاکھ روپے جمع کروا چکے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: common sense کی بات ہے، آپ اس کو دیکھ لیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو recommendations آئیں گی ان کے مطابق جو plan بنے گا اس کے فنڈز آنے پر۔۔۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ٹھیک ہے۔ آگے انہوں نے لکھا ہے کہ tree launching سے کٹاؤ روکا گیا ہے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ tree launching کب ہوئی تھی اور کیا اتنا ٹائم ہو گیا ہے کہ جو پودے لگائے گئے تھے وہ درخت بن گئے ہیں اور انہوں نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ tree launching کتابی ہے یا practically بھی کچھ ہوا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر چار لاکھ 30 ہزار روپے خرچہ آیا تھا اس میں دو تین اور مسئلے بھی ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ راوی نہر سے پچاس کلو میٹر آگے جہاں پرانا سید والا بند ہے وہاں پر سکیم نمبر 2033 کے تحت ایک پراجیکٹ چل رہا ہے یہ ADP کی سکیم ہے، اس میں 227 ملین روپے سے سڑکات بنی ہیں، گارڈر کے لئے 400 ملین روپے اور پل کی تعمیر کے لئے 429 ملین روپے کا ایک اور پراجیکٹ ہے، یہ پل اوکاڑہ کو جڑانوالہ سے ملانے کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ پل بننے سے پرانا سید والا محفوظ رہے گا اس کو کوئی نقصان نہیں ہو گا تاہم اس کے علاوہ وہاں پر 4.806 ملین روپے یعنی 48 لاکھ روپے کی لاگت سے پتھر ڈال کر تین studs بنائے جا رہے ہیں، یہ کام ہنگامی طور پر کرنا پڑتا ہے اس لئے ہم نے tree launching کے ذریعے اسے safe کر دیا ہے اور اب وہاں پر کوئی خطرہ نہیں ہے اور جیسے میں نے عرض کیا ہے اس کے لئے 4 لاکھ 30 ہزار روپے علیحدہ سے مختص تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چوہدری صاحب! کرنل صاحب کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سوال کی وصولی 27- جولائی 2009 ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! یہ سوال میرے حلقے سے متعلق ہے لہذا مجھے بھی اس پر بات کرنے کا موقع دیجئے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: اسمبلی نے یہ سوال 9-اگست 2009 کو ترسیل کیا ہے، ابھی پھر اگست آنے والا ہے لہذا یہ ان کے لئے cut of date بتائیں کہ ان کی یہ recommendations آجائیں گی اور یہ لوگ پیسے جمع کروائیں چونکہ آگے پھر فلڈ سیزن آنے والا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاید آپ نے سنا نہیں، انہوں نے جو recommendations کی ہیں ان پر House میں ایک پورا plan بتایا ہے۔جی، رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! وہاں جو تین Tees بنانے کا ٹینڈر ہوا ہے وہ اس کے لئے ناکافی ہیں۔یہ ایک بہت قدیم قصبہ ہے پہلے یہ تحصیل ہیڈکوارٹر بھی ہوا کرتا تھا اب بھی ادھر بہت سے سرکاری دفاتر ہیں، محکمہ اریگیشن کا اپنا راجباہ بھی متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔وزیر موصوف یہ بات کر رہے تھے کہ پل کے لئے بھی سکیم آئی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ ضلع اوکاڑہ میں شاہرات کی تعمیر ہو گئی ہے لیکن ابھی تک پل پر ایک اینٹ بھی نہیں لگی۔دوسری بات یہ ہے کہ وزیر صاحب جو فرما رہے تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ ضمنی سوال ہو سکتا ہے لیکن تقریر نہیں ہو سکتی۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اس point پر بہت تقریر بنتی ہے اگر بات کریں تو بات بہت آگے تک جا سکتی ہے لیکن بات صرف اتنی سی ہے کہ قیمتی زرعی اراضی، سرکاری دفاتر اور اس قصبہ کو بچانے کے لئے جو recommendations آئی ہیں یہ ناکافی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! چودھری جاوید صاحب کا سوال بھی سن لیں پھر اکٹھا جواب دے دینا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ممبران کا محکمہ جات سے یہ سوالات پوچھنے کا استحقاق ہے لیکن ان کے جوابات اتنی دیر سے آتے ہیں کہ وہ اپنی افادیت کھو دیتے ہیں لہذا آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان کے لئے time specific کریں تاکہ ان کی افادیت اپنی جگہ پر قائم رہے۔اس میں allocation کے لئے جو 15 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں، یہ سوال 2009 کا ہے اور اس کا جواب 16-مارچ 2011 کو آیا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پیسے کس سال میں رکھے گئے تھے؟ اگر پچھلے سال رکھے گئے تھے تو کیا وہ lapse ہو گئے تھے یا اس سال کے بجٹ میں شامل ہیں اور یہ اتنی تاخیر کس کے part پر ہوئی ہے؟ 15 لاکھ

روپے کی recommendations میں، اس کا پورا plan بنانے اور اس پر implement کرنے میں آج تک دقتیں ہیں اور آج بھی اس کا جواب clear نہیں ہے لہذا وزیر موصوف بتائیں کہ دو سال کے بعد کیا کر لیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں دوبارہ وضاحت کرتا ہوں کہ اس پر ایک وقت میں تین کام ہو رہے ہیں، اب اس جگہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہاں ایک طرف tree launching ہے اور وہاں جو studs بنائے جا رہے ہیں ان کے لئے 11-03-28 کو ٹینڈر ہوئے ہیں۔ ان کے لئے 13۔مارچ کو "جنگ" اخبار میں اشتہار آیا تھا اور یہ ٹینڈر five percent below پر گئے ہیں اور ان میں پانچ پارٹیوں نے حصہ لیا تھا۔ یہ studs پچاس لاکھ کی لاگت سے بننے ہیں، long term کے لئے جو پل بن رہا ہے اس سے یہ مکمل محفوظ ہو جائے گا اور اس وقت اس جگہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہاں پر کوئی کٹاؤ نہیں ہو رہا۔ میں نے محکمے سے detailed discussion کی ہے وہاں تمام چیف انجینئرز اور XENs موجود تھے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہاں اس جگہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اس پر آخری ضمنی سوال ہوگا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ:

ڈھان دا خطرہ بچھ اونہاں توں کدھی تے گھر جنہاں دے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، اس پر بحث نہیں ہو سکتی آپ نے ایک generally سوال پوچھا ہے، rules کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جو پہلے تین چار سوال ہوئے تھے ان پر جو میں وزیر صاحب کا جواب سمجھ پائی ہوں اس کے مطابق وہ یہ surety دے رہے ہیں کہ ابھی تک جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں ان کے بعد اس گاؤں کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور جب پل بن جائے گا تو پھر یہ بالکل محفوظ ہو جائے گا۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ وہ پل کتنی دیر میں بنے گا، دوسری بات یہ ہے کہ اب پھر اگست آنے والا ہے اور مانا جا رہا ہے کہ فلڈ کا بہاؤ اس طرف ہے تو کیا وزیر صاحب on the floor of the House اس بات

کو ensure کریں گے اور گارنٹی دیں گے کہ اگر خدانخواستہ دریائے راوی کے اندر پانی آئے تو یہ گاؤں مکمل طور پر secure تصور کیا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ پرانا سیّد والا قصبہ اب safe ہے۔ منسٹر صاحب! پل کب تک بن جائے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسے میں نے بتایا ہے کہ یہ ایک لمبا پراجیکٹ ہے اور یہ ADP کی سکیم ہے اس میں دونوں طرف سڑکات بن چکی ہیں اور اب پل پر کام شروع ہے اور یہ پل 429 ملین روپے کی لاگت سے بننا ہے اس کے لئے 42 کروڑ 90 لاکھ روپے کی رقم مختص ہے اور اس سال کے ADP میں موجود ہے۔چونکہ یہ ADP کی سکیم ہے اس لئے جلدی مکمل ہو گی، اس پر 400 ملین روپے کے بند بھی بننے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! On his behalf

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On his behalf

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On his behalf

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! On his behalf

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو ضمنی سوال کرنے دوں گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ان کا سوال کیسے بنتا ہے؟ یہ میرے علاقے کا سوال ہے لہذا علاقائی بنیاد پر یہ سوال مجھے دے دیا جائے۔

میاں نصیر احمد: پنجاب کے ایوان میں علاقائی بنیاد پر بات نہیں ہونی چاہئے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ سوال میرے حلقے سے متعلق ہے اس لئے مجھے کرنے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب اتنے زیادہ on behalf ہوں تو پھر جن کا حلقہ ہے ان کی priority بنتی ہے لہذا شیر علی خان صاحب سوال کریں۔

جناب شیر علی خان: شکریہ۔یہ ڈیم میرے حلقے میں بن رہا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: حلقے کا کہاں لکھا ہے؟ rules دکھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو دوسری طرح لے لیں کہ جہاں پر اتنے زیادہ on behalf ہوں تو پھر سپیکر کی discretion رہنے دیں اور میں نے اپنی discretion استعمال کر لی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4356 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے شیخ علاؤالدین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں نئے ڈیم بنانے کی تفصیلات

*4356: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں کتنے سمال ڈیمز ہیں اور کتنے نئے ڈیم بنائے جا رہے ہیں، ان کے ناموں سے بھی آگاہ فرمائیں؟

(ب) کتنے نئے ڈیموں کی فزیبلٹی رپورٹس مکمل ہو چکی ہیں اور ان ڈیموں کی تکمیل کی مدت کیا ہے، علیحدہ علیحدہ مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب پوٹھوہار ایریا میں پانی سٹور کرنے کے لئے 49 سمال ڈیمز مکمل ہو چکے ہیں اور 10 نئے ڈیم زیر تکمیل ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تین نئے ڈیموں (مہڑہ شیرا ڈیم، جاہان ڈیم، موٹا ڈیم) کی فزیبلٹی رپورٹ تیار ہو چکی ہے۔ مہڑہ شیرا ڈیم کا PC-I پی ایس ڈی پی کے تحت منظور ہو چکا ہے مگر تاحال وفاقی حکومت نے فنڈز فراہم نہیں کئے جبکہ باقی دو ڈیموں کی صرف فزیبلٹی سٹڈی مکمل ہوئی ہے۔ ان ڈیموں کی تاریخ تکمیل بالترتیب فنڈز کی دستیابی اور PC-I کی منظوری کے بعد دی جا سکے گی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ "زیر تعمیر ڈیموں کی تفصیل دے دی ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ تین ڈیمز سیڑھیال، تاجا بارا اور حاجی شاہ میرے حلقے میں تعمیر ہو رہے ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان ڈیموں پر کام جاری ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا ان ڈیموں پر کام جاری ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کیا یہ جو زیر تکمیل ڈیمز ہیں ان پر کام جاری ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جی، ہاں زیر تکمیل ڈیموں پر کام جاری ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق ان ڈیموں پر کام جاری نہیں ہے۔ وزیر موصوف کو غلط اطلاع دی گئی ہے، جس طرح ساون میں بارشیں ہوتی ہیں اگر اس مرتبہ بھی اسی طرح زیادہ بارشیں ہوئیں تو ان ڈیموں پر باندھے گئے بند ٹوٹ سکتے ہیں اس لئے میری استدعا ہے کہ ان ڈیموں پر کام جاری کیا جائے۔ منسٹر صاحب نے غلط کہا ہے کہ ان ڈیموں پر کام جاری ہے۔ میں تین ڈیموں کے بارے میں تو بتا سکتا ہوں کہ ان پر کام جاری نہیں ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ان ڈیموں کو کب تک مکمل کر لیا جائے گا؟

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ میرا بھی حلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہان ملک صاحب! ابھی تشریف رکھیں، پہلے منسٹر صاحب شیر علی خان صاحب کے سوال کا جواب دے لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بات غلط ہے کہ صرف اس حلقے کے معزز ممبران ہی ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔ یہ misquote کیا گیا ہے، آپ کو غلط guide کیا گیا ہے اور میں اس کو challenge کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں لیکن جہاں پر ابہام ہو تو وہاں پر سپیکر کی discretion ہوتی ہے۔ میں آپ کو موقع دوں گا لیکن ابھی تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حاجی شاہ ڈیم کا تخمینہ لاگت 196 ملین روپے ہے۔ یہ ڈیم 2005 کو شروع کیا گیا تھا اور اسے 30-06-12 کو مکمل ہونا ہے۔ سیڈھیال ڈیم 2008 کو شروع ہوا اور اس کی completion کی تاریخ 30-06-12 ہے۔ اسی طرح شہباز پور ڈیم کی completion date بھی 30۔ جون 2012 ہے۔ تاجا بار اڈیم 2008 میں شروع ہوا اور 30-06-12 کو مکمل ہو گا۔ تاجا بار اڈیم اور شہباز پور ڈیم کا تخمینہ لاگت 87 ملین روپے، سیڈھیال ڈیم کا 57 ملین روپے اور حاجی شاہ ڈیم کا 82 ملین روپے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں مہڑہ شیر اڈیم، جاہان ڈیم، موٹا ڈیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان ڈیموں کی ابھی تک feasibility report مکمل نہیں ہوئی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان ڈیموں کی approval کب ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیا آپ ان تین نئے ڈیموں کے حوالے سے سوال پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، ہاں میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ ان تین نئے ڈیموں کی approval کب ہوئی تھی اور کس تاریخ سے کام شروع ہوا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ تینوں ڈیم پی ایس ڈی پی پروگرام کے تحت بن رہے ہیں۔ ان کے لئے وفاقی حکومت نے funds مہیا کرنے ہیں۔ اس کا PC-I تیار ہو چکا ہے۔ ہم نے وفاقی حکومت کو funds مہیا کرنے کے لئے لکھا ہے، جس وقت وفاقی حکومت کی طرف سے funds مہیا ہوں گے تو ان پر کام شروع ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے تو specific date پوچھی ہے کہ ان تین ڈیموں کی approval کب ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے کہ ان ڈیموں کے لئے وفاقی حکومت نے funds مہیا کرنے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کے پاس اس وقت specific date موجود نہیں ہے، وہ آپ کو معلوم کر کے بتا دیں گے۔ جی، شاہان ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! ہمیں ڈیموں کی تعمیر کے حوالے سے ایک تفصیل مہیا کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ دس ڈیم زیر تعمیر ہیں۔ ان میں سے حاجی شاہ ڈیم میرے حلقے میں تعمیر ہو رہا ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کس سال منظور ہوا اور کیا اس منصوبہ پر on ground کوئی کام ہوا ہے یا صرف ابھی تک کاغذی کارروائی ہوئی ہے اگر on ground کچھ کام ہوا ہے تو وہ کتنے فیصد ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حاجی شاہ ڈیم کا پراجیکٹ 196 ملین روپے کا ہے یعنی اس کا تخمینہ لاگت 19 کروڑ 60 لاکھ روپے ہے۔ اس پراجیکٹ پر اب تک 8 کروڑ 20 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ منصوبہ 2005 کو شروع ہوا تھا اور اس کو 12-06-30 کو مکمل ہونا ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ اس پراجیکٹ پر اب تک 82 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں تو وہ کہاں لگے ہیں، وہاں on ground تو ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور وہاں site visit کرا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہان ملک صاحب! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ جائیں گے اور اس پراجیکٹ کا site visit کرائیں گے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! جواب کی تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ 49 ڈیم مکمل ہو چکے ہیں۔ ان مکمل ہونے والے ڈیموں میں کتنا پانی store کیا گیا ہے اور اس پانی کو کہاں کہاں استعمال میں لایا جا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بالکل نیا سوال بنتا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 49 ڈیم مکمل ہو چکے ہیں ان کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ میں معزز ممبر کو یہ تفصیل دے دوں گا۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب House میں اس کی تفصیل بتا دیں تاکہ سارے معزز ممبران اس سے آگاہ ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اتنی لمبی تفصیل House میں نہیں بتائی جا سکتی۔ آپ اس تفصیل کو پڑھ لیں اور جہاں پر کوئی مسئلہ ہو تو پھر بتا دیں۔ جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "صوبہ میں کتنے سمال ڈیم ہیں اور کتنے نئے ڈیم بنائے جا رہے ہیں، ان کے ناموں سے بھی آگاہ فرمائیں" اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "صوبہ پنجاب پوٹھوہار ایریا میں پانی سٹور کرنے کے لئے 49 ڈیم مکمل ہو چکے ہیں اور 10 نئے ڈیم زیر تعمیر ہیں۔" انہوں نے پوٹھوہار ایریا بتایا ہے جبکہ میرا حلقہ پوٹھوہار سے adjacent ہے۔ وہاں پر پچھلے کئی سالوں سے ایک ڈیم بن رہا ہے۔ ہماری زمین بارانی ہے اور ڈیم بننے کی صورت میں تمام پانی ادھر چلا جائے گا اور ہمارا سارا علاقہ خشک رہ جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈیم بناتے وقت کیا criteria زیر نظر رکھا جاتا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پوٹھوہار کے علاقے میں نہری نظام نہیں ہے۔ Feasibility بناتے وقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ کتنے command area کو پانی کی سیرابی ہوتی

ہے۔ وہاں پر مویشیوں اور انسانوں کی ضروریات اور environment کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ ڈیم کی وجہ سے بارش کا پانی محفوظ ہو جاتا ہے اور ضائع نہیں ہوتا۔ ڈیم بنا کر بارش کے پانی کو جمع کیا جاتا ہے اور پھر ضرورت کے مطابق اس سے زمین کو سیراب کیا جاتا ہے۔ میرے پاس تمام ڈیموں کے command areas کی تفصیل موجود ہے۔ معزز خاتون ممبر اگر اس کو دیکھنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس پر کافی زیادہ سوال ہو چکے ہیں۔ اب اگلے سوال کو لیتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: On her behalf Question No. 4361 (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رُباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

پی پی۔28 بھلوال میں نہروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***4361: محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔28 بھلوال میں محکمہ آبپاشی کے کون کون سے راجباہ، مائنر اور انہار واقع ہیں ان کے نام اور ان کا پانی کا ڈسچارج کتنا ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ب) ان سے اس حلقہ کا کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ج) کتنے ایکڑ رقبہ کو ابھی نہری پانی فراہم نہیں کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا حکومت اس حلقہ کے تمام رقبہ کو نہری پانی وافر مقدار میں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔28 بھلوال میں محکمہ آبپاشی کے راجباہ، مائنر اور انہار کی تعداد 30 ہے اور ان کے نام اور ان کے پانی کے ڈسچارج کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان انہار سے پی پی۔28 کا 89,333 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

(ج) پی پی۔28 میں 2903 ایکڑ رقبہ کو نہری پانی فراہم نہ کیا جا رہا ہے۔

(د) جو رقبہ C.C.A میں شامل ہے۔ اس رقبہ کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے جبکہ پانی کی کمی کی وجہ سے نئے رقبہ جات کو پانی نہ دیا جا سکتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ راجباہوں اور مائنروں سے پانی کا discharge کتنے کیوسک ہے، تفصیل بتائی جائے؟ انہوں نے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب میں جو تفصیل بتائی گئی ہے کیا یہ اُتنی ہی ہے جتنے کیوسک وہاں پر required sanctioned ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان راجباہوں، مائنروں اور نہروں کا جتنا پانی sanctioned ہے اُس کے مطابق supply ہو رہی ہے اگر پانی میں کمی ہوتی ہے تو پھر وارابندی بنائی جاتی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں یہاں پر فی کیوسک لکھا ہوا ہے۔ میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ اس جواب میں پانی کی جتنی supply لکھی ہوئی ہے کیا اُتنے ہی کیوسک sanctioned بھی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان کا جتنے کیوسک پانی sanctioned ہے اس جواب میں اُس پانی کی supply بھی اتنی ہی لکھی ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ جتنے کیوسک پانی sanctioned ہے اُتنا ہی پانی چل رہا ہے، اس سے کم پانی نہیں چل رہا۔ اگر اس سے کم پانی چل رہا ہو تو ہمارا privilege بنتا ہے کیونکہ ہم وہاں سے chart لے کر دیکھ لیں گے کہ وہاں پر کتنے کیوسک پانی چل رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی! چودھری صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جتنے کیوسک پانی sanctioned ہے کیا وہاں پر اتنے ہی کیوسک پانی کی supply ہو رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جتنا پانی sanctioned ہے، supply بھی اتنی ہی ہو رہی ہے لیکن بعض اوقات پیچھے سے پانی کی کمی بیشی ہو جاتی ہے تو پھر وہاں پر فرق آ جاتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک چیز گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے کیوسک پانی sanctioned ہے کسی راجباہ کے اوپر اتنا پانی نہیں چل رہا۔ ٹیل کے لوگ برباد ہو چکے ہیں

اوران کا اپنا ریکارڈ گواہ ہے کہ پانی under sanction چل رہا ہے۔اس وقت وزیر صاحب چونکہ well prepared نہیں ہیں کیونکہ یہ over work ہوں گے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں آئندہ well prepared ہونا چاہئے۔Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے دریاؤں میں مجموعی طور پر پانی کی shortage ہے اس لئے ہماری نہروں میں پورا پانی نہیں جا رہا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں جواب دیا ہے کہ "پی پی-28 بھلوال میں 2903 ایکڑ رقبے کو نہری پانی فراہم نہیں کیا جا رہا اور انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ جو رقبہ C.C.A میں شامل ہے یہ صرف اُسی رقبے کو پانی provide کرتے ہیں۔ جس رقبے کی بات ہو رہی ہے وہ میدانی اور انتہائی زرخیز رقبہ ہے کیا ان کی حکومت کے پاس کوئی ایسا پلان ہے کہ اس 2903 ایکڑ رقبہ کو .C.C.A میں شامل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے اس معاملے کو in detail discuss کیا ہے۔ یہ 2903 ایکڑ رقبہ C.C.A میں شامل نہیں ہے اور اس کی وجوہات یہ ہیں کہ اس میں سے کچھ رقبہ دریا بُرد ہو چکا ہے، کچھ بنجر قدیم ہے اور کچھ water logging میں ہے اس وجہ سے اس رقبہ کو پانی نہیں ملا۔ اب چونکہ مجموعی طور پر پانی کی کمی ہے اور نئے رقبہ کو پانی کی allotment پر 2005 میں پابندی لگائی گئی تھی اور وہ پابندی ابھی تک جاری ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وزیر صاحب نے خود فرمایا کہ 2005 سے C.C.A پر ban ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ بنجر علاقہ ہے۔ میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ کہا تھا کہ یہ انتہائی زرخیز زمین ہے اگر ان کو اس زمین کی اہمیت معلوم ہو جائے جس سے ہم زرعی اجناس کی پیداوار میں اضافہ کر سکتے ہیں تو کیا ایسی کسان دشمن پالیسی کی وجہ سے لگے ہوئے ban کو ہٹانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے کالا باغ ڈیم نہیں بنایا۔ ہمارے پاس پانی ذخیرہ کرنے کے دو سسٹم ہیں جن میں سے ایک منگلا اور دوسرا تربیلا ہے ان کے مطابق ہمارے پاس available water پہلے ہی کم ہے اسی لئے حکومت نے 2005 سے اس پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4976 (معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جھنگ برانچ نہر فیصل آباد کی پٹڑیوں کو پختہ کرنے میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*4976: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جھنگ برانچ نہر فیصل آباد کی پٹڑیوں کو پختہ کرنے پر سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) یہ پٹڑیاں کس کس جگہ مضبوط کی گئیں اور ہر جگہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان پٹڑیوں پر کس کس ٹھیکیدار نے کام کروایا ان کے نام وپتا جات اور ان کو ادا کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) یہ کام کن ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوئے؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان پٹڑیوں کو مضبوط کرنے کا کام موقع پر نہ ہوا ہے بلکہ کاغذوں میں فرضی کام شو کرکے رقم سرکاری خزانہ سے نکلوائی گئی ہے، کیا حکومت اس سلسلہ میں تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جھنگ برانچ نہر فیصل آباد پر سال 08-2007 اور 09-2008 میں پٹڑیوں کو پختہ کرنے کا کوئی کام نہ ہوا ہے۔ صرف کمزور پٹڑیوں کو مرمت کرنے کے کام کروائے گئے ہیں جن پر آنے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	08-2007	09-2008
رقم (روپے)	بائیس لاکھ ایک ہزار آٹھ سو چھیاسی	چوالیس لاکھ تینتالیس ہزار چار سو انتیس

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام کام موقع پر قانون اور محکمانہ قواعد و ضوابط کے مطابق مکمل کئے گئے اور تھرڈ پارٹی کی تصدیق کے بعد موقع پر کام کی ادائیگی کی گئی اس لئے کسی قسم کی تحقیق کی ضرورت نہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! جز(ب،ج) اور (د) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اگر کسی سوال کے جواب کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دینا ہی مقصود ہے تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ یہ باقاعدہ practice ہے کہ جن سوالات کے جوابات لمبے ہوتے ہیں اُن کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جاتا ہے تاکہ معزز ممبران وہاں سے consult کر لیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! آپ اس سوال کی نوعیت دیکھ لیں میں آپ کو یہ سوال پڑھ کر سنا دیتی ہوں۔

(ب) یہ پٹڑیاں کس کس جگہ مضبوط کی گئیں اور ہر جگہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان پٹڑیوں پر کس کس ٹھیکیدار نے کام کروایا، ان کے نام و پتا جات اور ان کو ادا کردہ رقم تفصیل سے بتائیں؟

(د) یہ کام کن ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوئے؟

جناب والا اس کا جواب اتنا لمبا نہیں تھا۔ کیا اس ایوان کے علم میں جواب کا لانا ضروری نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایوان کی میز پر رکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جواب بہت لمبا ہوتا ہے اس کی کاپیاں بنی ہوتی ہیں، جواب لمبا ہونے کی صورت میں ایک کاپی ہی بہت bulky ہو جاتی ہے۔ اس کی logic ہی یہی ہے کہ جواب ایوان کی میز پر رکھا ہوتا ہے، آپ اس کو پڑھ لیں اور پھر بات کریں۔ اگر آپ نے جواب کو پڑھا نہیں تو ضمنی سوال نہ کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! جز(د) کا جواب دیا گیا ہے کہ تمام کام موقع پر قانون اور محکمانہ قواعد و ضوابط کے مطابق مکمل کئے گئے اور third party کی تصدیق کے بعد موقع پر کام کی ادائیگی کی

گئی اس لئے کسی قسم کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ third party کون سی تھی، اس کے پاس کیا authority تھی اور کس کی اجازت سے اس نے تحقیق کی تھی؟

(اذانِ عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جھنگ برانچ کینال کی لمبائی 99.54 میل ہے، اس کی 3100 کیوسک capacity ہے۔ جھنگ اپر کینال حافظ آباد، چنیوٹ، فیصل آباد اور جھنگ کو سیراب کرتی ہے اس کا C.C.A جو ہے وہ 701429 ایکڑ ہے اور 701 چھوٹی چھوٹی مرمت کے کام تھے اس لئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھنی پڑی ہے۔ مرمت کے کاموں کے لئے third party evaluation کا کام N.D.C (National Development Corporation) کو بطور Consultant دیا جاتا ہے اس کے علاوہ NESPAK کو نئے کاموں کے لئے Consultant مقرر ہوتا ہے۔ میرے پاس ٹھیکیداروں کی فہرست بھی موجود ہے اور جہاں جہاں کام ہوا ہے وہ فہرست بھی ہے جو میں سنا سکتا ہوں۔ محترمہ نے third party کا پوچھا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ N.D.C کو evaluation کا کام سونپا گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اسلم کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان: کیا third party کی تصدیق کے بعد اس ایوان کو تفصیل جاننے کا کوئی حق نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے وجوہات پوچھی تھیں تو جواب میں وجہ لکھ دی گئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ہر سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھنا ہے تو پھر سوال کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اگر تفصیل لمبی ہے اور انھوں نے ایوان کی میز پر رکھ دی ہے تو وزیر صاحب یہاں کم از کم خلاصہ ہی بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5133 ہے۔

ضلع وہاڑی کے زرعی رقبہ کو پانی کی فراہمی

*5133: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں کتنے رقبہ کو محکمہ آبپاشی کی طرف سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس ضلع کی تمام زرعی رقبہ کو آبپاشی کے لئے پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ آبپاشی کی طرف سے 7,71,939 ایکڑ رقبہ کو پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) فی الحال حکومت عدم دستیابی پانی کی وجہ سے تمام رقبہ کو پانی مہیا نہیں کر سکتی اور نئے رقبہ کو پانی مہیا کرنے پر حکومت کی طرف سے پابندی لگادی گئی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ فی منٹ ایک ایکڑ اراضی کو کتنا پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بھٹی صاحب! کیا آپ نے وزیر صاحب کے حساب کا امتحان لینا ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں موگا کی زمین کو چودہ منٹ اور ٹیل کی زمین کو آٹھ منٹ پانی دیا جاتا ہے جبکہ ایک گھنٹے میں ایک ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ چودہ اور آٹھ منٹ میں کیسے پانی کی فی ایکڑ کے حساب سے تقسیم ہوتی ہے اور یہ کس تناسب سے پانی کی تقسیم کے اوقات مقرر کرتے ہیں اور کیا یہ زمیندار سے پوچھ کر اوقات مقرر کرتے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مختلف نہروں کی مختلف capacity اور مختلف water allowance ہے۔ یہاں ضلع وہاڑی کی جس نہر کی بات ہو رہی ہے اس کا water allowance 3.60 cusec per thousand acres ہے اور ایک سیکنڈ میں ایک مکعب فٹ پانی گزرنے کو ایک cusec کہتے ہیں۔ کچھ نہریں سالانہ اور کچھ ششماہی ہیں۔ ششماہی نہروں کو زیادہ پانی ملتا ہے اور سالانہ نہروں کو کم پانی ملتا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری یہ گزارش تھی کہ جب زمین کو نہر کا پانی لگتا ہے تو جو زمین موگا پر ہو تو اس کے لئے چودہ منٹ دیئے جاتے ہیں اور ٹیل پر آٹھ منٹ دیئے جاتے ہیں جبکہ ایک ایکڑ زمین کو سیراب کرنے کے لئے کم از کم ایک گھنٹہ درکار ہوتا ہے۔ کیا آپ یہ ratio دفتر میں بیٹھ کر

بناتے ہیں یا زمیندار کی مشکلات کو دیکھ کر بناتے ہیں؟ آپ پانی دس منٹ دیں یا بیس منٹ دیں اگر میری ایک ایکڑ زمین ہی نہ ہوئی تو منٹ کے حساب سے فی ایکڑ ratio بنانے کا کیا فائدہ ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! command area کا 60 فیصد پانی نہر سے دیا جاتا ہے، سو فیصد نہیں دیا جاتا۔ ہم multi cropping کرتے ہیں، ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری فصل لیتے ہیں جبکہ پانی تو اتنا ہی ہے جو مقرر ہے اس میں اضافہ ٹیوب ویل کے ذریعے ہوتا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! چودہ یا آٹھ منٹ جو مقرر کئے گئے ہیں تو اتنے وقت میں تو ایک ایکڑ زمین بھی سیراب نہیں ہو سکتی کیا آپ اس کے وقت میں کچھ اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ زمیندار کو کچھ فائدہ تو ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: اولکھ صاحب! سردار خالد سلیم بھٹی صاحب پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ کا مستقبل میں نہری پانی کے وقت کو بڑھانے کا ارادہ ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہماری زمینیں ہموار نہیں ہیں، اگر زمین مکمل ہموار ہو تو زیادہ سیراب ہوتی ہے۔ کہیں زمین sandy، کہیں پختہ ہوتی ہے اسی طرح نہروں کی capacity مختلف ہوتی ہے اور ان کا water allowance بھی مختلف ہوتا ہے یعنی مختلف علاقوں میں پانی مختلف طریقوں سے فراہم کیا جاتا ہے اس لئے یہ گنتی کرنا کہ ایک ایکڑ پندرہ یا بیس منٹ میں سیراب ہو سکتی ہے یا نہیں تو یہ اس زمین پر depend کرتا ہے کہ اگر وہ ہموار ہو گی تو جلد سیراب ہو جائے گی۔ اس کے بعد پانی کی گنجائش کتنی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ کل زمین کے 60 فیصد حصے کا پانی ملتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں جز (ب) کی بات کرتا ہوں کہ آبیانہ فی ایکڑ کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے آیا جو فی منٹ دیئے جاتے ہیں۔۔۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بات یہ ہے۔۔۔

سردار خالد سلیم بھٹی: خدا کے لئے پہلے میرا پورا سوال تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! پہلے وہ اپنا سوال تو کر لیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: یہ جواب کبھی بھی صحیح نہیں دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھٹی صاحب! Chair سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ منسٹر صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ آبیانہ کی شرح کس حساب سے بناتے ہیں مثلاً مجھے موگا پر چودہ منٹ دیئے گئے اور ٹیل پر مجھے آٹھ منٹ دیئے گئے، اس حساب سے میری زمین تو سیراب نہیں ہوتی مگر مجھے آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ آیا یہ اس شرح کے ذریعے دیا جاتا ہے یا اس کا کوئی اور طریق کار ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آبیانہ fix ہے۔ خریف میں فی ایکڑ -/85 روپے اور ربیع میں -/50 روپے فی ایکڑ ہے اور یہ 2006 سے فلیٹ ریٹ مقرر ہو گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں پوچھ رہا ہوں کہ شرح کس حساب سے بناتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اُن کا سوال یہ ہے کہ شرح کس حساب سے بناتے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ فلیٹ ریٹ ہے اور شرح برابر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع وہاڑی۔انہار، راجباہ اور مائنرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5134: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں کون کون سی انہار، راجباہ اور مائنرز ہیں، ان کے نام اور انکا منظور شدہ پانی کتنے کیوسک ہے؟

(ب) کتنی سالانہ، نوماہی اور ششماہی ہیں؟

(ج) ان میں اس وقت کتنے کیوسک پانی چھوڑا جارہا ہے؟

(د) کس کس نہر / راجباہ / مائنز میں کم پانی سپلائی کیا جارہا ہے؟

(ہ) کم پانی سپلائی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی میں کل 91 انہار / راجباہ سالانہ ہیں جبکہ 26 ششماہی ہیں اور کوئی نہر نوماہی نہیں ہے۔

(ج) ان میں 3895 کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے۔

(د) ضلع وہاڑی میں تمام انہار میں پانی ڈیزائن کے مطابق دیا جارہا ہے تاہم دریاؤں میں کمی بیشی کی صورت میں نہریں وارابندی پروگرام کے تحت چلائی جاتی ہیں۔

(ہ) کم پانی سپلائی کی وجہ دریاؤں میں پانی کی کمی ہے۔

نہری نظام کی بحالی کے لئے مختص رقم و دیگر تفصیلات

*5247: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل محکمہ آبپاشی نے ایک مفصل سروے کے بعد حکومت پنجاب کی مدد سے وفاق سے نہری نظام کی بحالی کے لئے 51۔ارب روپے مالیت کے دو منصوبے منظور کروائے تھے جو 2008 میں مکمل ہوئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رقم سے نہروں کی ری لائننگ کی جانی تھی اور آبی ڈھانچوں کی تعمیر نو اور مرمت کی جانی تھی اور اس سے لاکھوں ایکڑ فٹ پانی کی بچت ہونا تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان منصوبوں کو نظر انداز کرنے سے ٹیل تک پانی کی فراہمی متاثر ہوئی ہے کیا حکومت اس مسئلے کو وفاقی حکومت کے روبرو اٹھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وفاق نے مورخہ 04۔01۔07 کو ECNEC کی میٹنگ میں نہری نظام کی بحالی کے لئے دو مندرجہ ذیل منصوبے منظور کئے۔

1. Irrigation System Rehabilitation Project (ISRP) in Punjab.	Rs. 19519 (Million)
2- Lining of Irrigation Channels (Distys & Minors) in Punjab	Rs. 30996 (Million)
Total:-	Rs. 50515 (Million)

یہ منصوبے PC-1s کے حساب سے پانچ سال میں مکمل ہونے تھے جو فنڈز کی کمی کی وجہ سے ابھی تک مکمل نہیں ہو سکے۔

(ب) درست ہے، ان منصوبوں سے چھوٹی نہروں کی لائننگ اور بڑی نہروں کی بحالی اور آبی ڈھانچوں کی تعمیر و مرمت کا کام جاری ہے۔ ان مکمل شدہ منصوبوں سے پانی کی بچت ہو رہی ہے۔

(ج) درست ہے۔ اس ضمن میں فنڈز کے حصول کے لئے محکمہ انہار نے وفاقی حکومت کو بحوالہ چھٹی نمبر (P&E)I&P/15-2010(PSDP) مورخہ 03-02-11 ایک تفصیلی گزارش ارسال کی ہے۔ محکمہ انہار اپنی پوری کوشش کر رہا ہے جبکہ شدید مالی بحران اس سلسلے میں ایک بڑی رکاوٹ محسوس ہو رہی ہے۔

داجل کینال سے سیراب شدہ رقبہ اور دیگر تفصیلات

*5377: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) داجل کینال سے پنجاب کا کون کونسا علاقہ سیراب ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ داجل کینال سے پنجاب کے کاشت والے علاقوں کو سارا سال پانی میسر رہتا ہے، اگر نہیں تو کیوں، اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) داجل کینال سے ضلع ڈیرہ غازی خان اور ضلع راجن پور کا علاقہ سیراب ہوتا ہے۔

(ب) داجل کینال میں سارا سال پانی نہیں رہتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک غیر دوامی نہر ہے جس میں اپریل سے ستمبر تک پانی ہوتا ہے۔

ضلع سرگودھا، پی پی۔32 میں ڈرینوں کی صفائی کی تفصیلات

*5838: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا حلقہ پی پی۔32 میں مندرجہ ذیل ڈرینوں کی صفائی آخری بار کب کی گئی، اس پر لاگت کتنی آئی، صفائی کا کام کب مکمل ہوا اور کتنے علاقہ کو فائدہ ہوا، تفصیل بتائی جائے؟

1۔ بیڈ کلیرنس 4آر/3ایل ایف ایس ڈرین

2۔ بیڈ کلیرنس 5اے ایل ایف ڈرین

3۔ آسیاں والا ڈرین

4۔ 1۔آر/6ایل ایف ایس ڈرین

5۔ 1۔آر/7ایل ایف ایس ڈرین

6۔ 2آر۔7ایل ایف ایس ڈرین

7۔ 3ایل ایف ایس ڈرین

8۔ 7ایل ایف ایس ڈرین

9۔ چک نمبر105/7ایل ایف ایس ڈرین

10۔ ون آر ہڈا ڈرین برجی 0تا34 اور ہڈا ڈرین برجی 34تا51

(ب) کیا حکومت مذکورہ علاقہ کے سیم وتھور والے علاقہ میں نئے ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا مذکورہ علاقہ میں ٹیوب ویل آپریٹر تعینات ہیں اگر نہیں تو کب تک تعینات کر دیئے جائیں گے اور آج تک ٹیوب ویل آپریٹر تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا حلقہ پی پی۔32 میں مندرجہ ذیل ڈرینوں کی صفائی کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(I) 4آر/3 ایل ایف ایس ڈرین برجی 4000 تا 27000 دوران مالی سال 07-2006 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/346408روپے لاگت آئی اور برجی 27000تا44000

دوران مالی سال 09-2008 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر -/231652 روپے لاگت آئی اور اس سے 105 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(II) 5 اے ایل ایف ایس ڈرین، برجی 0 تا 6000 دوران مالی سال 07-2006 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/5101 روپے لاگت آئی اور اس سے 1.0 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(III) آسیاں والا ڈرین، برجی 0 تا 17000 دوران مالی سال 07-2006 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/280094 روپے لاگت آئی اور اس سے 6.25 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(IV) 1 آر 6 ایل ایف ایس ڈرین، برجی 0 تا 14000 دوران مالی سال 07-2006 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/296115 روپے لاگت آئی اور اس سے 9.00 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(V) 1 آر 7 ایل ایف ایس ڈرین، برجی 0 تا 55000 دوران مالی سال 07-2006 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/96234 روپے لاگت آئی اور اس سے 2.0 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(VI) 2 آر 7 ایل ایف ایس ڈرین، برجی 0 تا 6000 دوران مالی سال 07-2006 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/5195 روپے لاگت آئی اور اس سے 2.0 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(VII) 3 ایل ایف ایس ڈرین 5 اے ایل ایف ایس ڈرین، برجی 0 تا 28000 دوران مالی سال 07-2006 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/1792834 روپے لاگت آئی اور اس سے 110 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(VIII) 7 ایل ایف ایس ڈرین، برجی 0 تا (S) دوران مالی سال 07-2006 / 08-2007 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/1015800 روپے لاگت آئی اور اس سے 19.35 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(IX) چک نمبر 105 / 7 ایل ایف ایس ڈرین، برجی 0 تا 6000 دوران مالی سال 10-2009 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/64654 روپے لاگت آئی اور اس سے 2.0 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(X) ون آر ہڈا ڈرین برجی 000+0 تا 000+34 دوران مالی سال 08-2007 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/1470000 روپے لاگت آئی اور اس سے 50 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

ہڈا ڈرین برجی 000+34 تا 000+51 دوران مالی سال 10-2009 بیڈ کلیرنس کی گئی جس پر مبلغ -/1480275 روپے لاگت آئی اور اس سے 175 مربع میل رقبہ کو فائدہ ہوا۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ PC-I / پراجیکٹ اسٹیمیٹ باعنوان ریبورنگ آف 319 نمبر ٹیوب ویل Under Preparation ہے۔

(ج) مذکورہ علاقہ میں تمام ٹیوب ویلز پر ٹیوب ویل آپریٹرز تعینات ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، پانی چوری کے مقدمات ودیگر تفصیلات

*5916: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال 09-2008 کے دوران پانی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پانی چوری کرنے والے افراد میں سرکاری اہلکار ملوث پائے گئے؟

(ج) کیا حکومت اس معاملے کی تحقیقات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال 09-2008 کے دوران پانی چوری کے مقدمات کی تعداد درج ذیل ہے:-

سال	پسرور لنک ڈویژن	مرالہ ڈویژن (یو سی سی)	کل
2008	25 مقدمات	05 مقدمات	30
2009	38 مقدمات	08 مقدمات	46

(ب) درست نہ ہے-

(ج) پانی چوری کے معاملہ کی فوری تحقیق کی جاتی ہے اور اگر پانی چوری میں کوئی سرکاری اہلکار ملوث ہو تو اس کے خلاف بھی قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے-

سال 10-2009 کے لئے بھل صفائی سے متعلقہ تفصیل

*5959: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی نہر کی بھل صفائی کے لئے سال 10-2009 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) پنجاب میں 10-2009 میں بھل صفائی پر کتنا خرچہ آیا، آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور برانچ کینال کی بھل صفائی کے لئے مالی سال 10-2009 میں 1.760 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی-

(ب) مالی سال 10-2009 کے دوران صوبہ پنجاب میں بھل صفائی پر کل 229.22 ملین روپے خرچ ہوئے-

محکمہ آبپاشی وقوت برقی کی اراضی لیز پر دینے کا معاملہ

*5997: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-153 اور154 لاہور میں محکمہ اریگیشن کی زمین موجود ہے، اگر ہاں تو کل رقبہ کتنا ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ اراضی مختلف لوگوں کو لیز پر دی گئی، اگر ہاں تو کس کس فرد کو کتنے سالہ لیز پر دی گئی ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ہذا کا ایک راجباہ پنڈی مائنر حلقہ پی پی-153 اور154 سے گزرتا تھا- جس کا رقبہ تقریباً 35.75 ایکڑ تھا- نہر مذکورہ کا قابل کاشت رقبہ شہری آبادی میں آجانے کی وجہ سے مائنر عرصہ تقریباً30 سال سے غیر آباد ہو چکا ہے اور اس رقبہ کو محکمہ انہار نے ریونیو بورڈ کو سرنڈر کر دیا ہوا ہے اس لئے موجودہ صورت حال کے تحت محکمہ اریگیشن کے پاس کوئی زمین موجود نہ ہے-

(ب) محکمہ ہذا کی طرف سے کوئی اراضی لیز پر نہ دی گئی ہے-

ضلع قصور-نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات ودیگر تفصیلات

*6140: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں موجودہ حکومت نے نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے اگر بنایا ہے تو کس کس نہر پر اور ان منصوبوں کے لئے کتنی رقم مختص کی ہے؟

(ب) ضلع قصور میں سال2008-09 میں محکمہ انہار نے کتنے پانی چوری کے مقدمات درج کرائے اور ان میں کتنوں کا فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے زیر سماعت ہیں؟

(ج) ضلع قصور میں کتنی انہار اور راجباہ ہیں، ان کے نام اور ان کا منظور شدہ پانی کتنا ہے؟

(د) ان سے ضلع کا کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ہ) ٹیلوں پر واقع اراضی کو پانی پہنچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے حکومت پنجاب نے ضلع قصور میں نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کا منصوبہ پرائیویٹ سیکٹر میں بنایا ہے۔اس سلسلہ میں چند کمپنیوں کو LOI جاری کئے ہیں۔جن نہروں پر یہ منصوبے بنائے گئے ہیں ان کے اور کمپنیوں کا نام درج ذیل ہیں:۔

Name of Canal	Capacity	Name of Company
BS Link Canal -1 at Rd. 106+250	10MW	Olympia H.P.P
BS Link Canal -1 Tail at Rd 266+000	9 MW	New Pak Energy (HPP)
BRBD Link at RD 433+958 to 481+760	2.75 MW	Elba G.R.C construction
BRBD Link Canal RD 509 + 712	14 MW	Elba G.R.C Construction

چونکہ یہ منصوبے پرائیویٹ سیکٹر میں بنائے گئے ہیں اس لئے پبلک سیکٹر میں اس مد میں کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں سال 09-2008 میں پانی چوری کے 7286 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 5515 کا فیصلہ ہو چکا ہے اور باقی 1771 مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان راجباہ اور انہار سے ضلع قصور کا رقبہ تقریباً 6,07,565 ایکڑ سیراب کیا جاتا ہے۔

(ہ) ٹیلوں پر پانی پہنچانے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ سالانہ بندی کے دوران نہروں راجباہوں کی بھل صفائی کی جاتی ہے۔

2۔ نہروں سے پانی چوری کی روک تھام کے لئے ٹیلوں پر ٹیل کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔

3۔ پانی چوری کرنے والوں کے خلاف FIR درج، تاوان کی کارروائی اور جرمانہ کیا جاتا ہے۔

کوڑے مائنر نزد ہربنس پورہ لاہور کی تفصیلات

*6208: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوڑے مائنر نزد ہربنس پورہ لاہور کہاں سے نکلتا ہے، اس کا منظور شدہ ڈسچارج کتنا ہے؟

(ب) اس پر کتنے موگا جات ہیں اور یہ کس کس موضع کو پانی فراہم کرتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس مائنر سے بااثر افراد پانی چوری کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بااثر افراد کو محکمہ کے ملازمین کی پشت پناہی حاصل ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان بااثر ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کوڑا مائنز لاہور برانچ کی برجی نمبر240+250 سے نکلتا ہے۔جس کا منظور شدہ ڈسچارج 28 کیوسک ہے۔

(ب) کوڑا مائنز پر10 موگا جات ہیں اور یہ مندرجہ ذیل موضع جات کو پانی فراہم کرتے ہیں:۔

نمبر شمار	نام موضع
1	ہربنس پورہ
2	رکھ ٹیڑہ
3	چنڈیاں
4	تاج پورہ
5	لاہور کینٹ (ملٹری ڈیری فارم)

(ج) درست نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے محکمہ پانی چوری کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتا ہے اگر محکمہ کا کوئی اہلکار پانی چوری میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف بھی قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ہ) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

سیم و تھور سے متاثرہ اراضی اور بحالی سے متعلقہ تفصیلات

*6215:چودھری ظہیر الدین خان:کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں اس وقت سیم اور تھور سے متاثرہ اراضی کتنی ہے اور اس متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے کیا منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(ب) گزشتہ تین سال میں کتنی سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنایا گیا؟

(ج) گزشتہ تین سال میں سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے پر کتنے اخراجات ہوئے اور ان اخراجات میں سے حکومت پنجاب نے کتنی رقم فراہم کی اور وفاقی حکومت نے کیا مالی تعاون کیا؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ادارہ بحالی اراضی کی سالانہ رپورٹ کے مطابق پنجاب میں نہری پانی سے سیراب ہونے والے رقبے(C.C.A)کا 12.45 فیصد(2.89 ملین ایکڑ)رقبہ تھور کا شکار ہے اور تقریباً 0.22 فیصد(0.05 ملین ایکڑ)رقبہ سیم سے متاثرہ ہے لیکن محکمہ آبپاشی و برقیات کے پاس

فنڈز کی کمی کے وجہ سے تھور سے متاثرہ رقبے کی بحالی کے لئے ابھی تک کوئی قابل عمل اور جامع منصوبہ نہ بنایا گیا ہے۔

(ب) محکمہ آبپاشی میں گزشتہ تین سال سے متاثرہ اراضی کو بحال کرنے کے لئے کسی قسم کا کوئی منصوبہ نہ ہونے کی وجہ سے زمین کاشت کے قابل نہ بنائی جا سکی۔

(ج) گزشتہ تین سال میں تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے کسی منصوبے کے تحت کوئی رقم نظامت بحالی اراضی کو نہ تو صوبائی اور نہ ہی وفاقی حکومت سے فراہم کی گئی ہے۔

سابقہ تین سالوں میں پانی چوری سے متعلقہ کیسز کی تعداد و تفصیل

*6216: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ نہر نے سابقہ تین سالوں میں نہری پانی کی چوری کے کتنے کیس پکڑے اور چوری کرنے والے افراد کے کتنے کیس پولیس کے حوالے کئے، کتنے افراد کا چالان ہوا اور کتنے افراد مجرم قرار پائے؟

(ب) دریاؤں میں پانی کی شدید کمی کی وجہ سے نہری پانی کی چوری کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کے لئے محکمہ نہر نے کیا خصوصی منصوبہ بندی کی ہے۔ خصوصاً غریب اور ٹیل پر واقع کاشتکاروں کے پانی کے حصے کو یقینی فراہمی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں سابقہ تین سالوں میں نہری پانی کی چوری کے کیسز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دوران کمی پانی نہروں کو منظور شدہ وارابندی پروگرام کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ پروگرام برائے وارابندی دوران کمی پانی مجاز اتھارٹی سے منظور کروانے کے بعد نہروں کو ترتیب وار چلایا جاتا ہے محکمہ انہار کا فیلڈ عملہ نہروں پر دن رات گشت کرتا ہے جن کو افسران محکمہ ہذا دوران گشت چیک کرتے رہتے ہیں دوران گشت کسی قاصر کے موقع پر پکڑے جانے پر حوالہ پولیس کیا جاتا ہے اور جونہی پانی چوری کی رپورٹ عملہ سے موصول ہوتی ہے فوراً پولیس رپورٹ تیار کر کے برخلاف قاصران تاوان عائد کیا جاتا ہے۔ تاکہ پانی کی چوری کو ہر حال میں روک کر غریب اور ٹیل پر واقع کاشتکاروں کو نہری پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔

ضلع سرگودھا۔ بھل صفائی کی تفصیلات

*6226: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال09-2008اور10-2009کے دوران ضلع سرگودھا میں بھل صفائی کی مد میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کن کن انہار، راجباہ اور مائنرز کی بھل صفائی ہوئی؟

(ج) کیاحکومت نے بھل صفائی کی مد میں خرچ کردہ رقم کا آڈٹ کروایا تھا، اگر ہاں تو کتنی رقم کی خورد برد ہونے کاانکشاف ہوااوراس کے ذمہ دار کون کون تھے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھامیں بھل صفائی کی مد میں سال 09۔2008اور10۔2009کے دوران کل 9.321ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بھل صفائی کی مد میں خرچ شدہ رقم کا باقاعدہ آڈٹ ہوا آڈٹ پیراز کے جوابات تیار کئے جارہے ہیں اور اگر کسی قسم کا خورد برد ثابت ہواتوذمہ دار لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، انہار، مائنز اور راجباہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6229: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنی انہار، مائنز اور راجباہ جات ہیں ان کے نام کیا ہیں ان کا منظور شدہ پانی کتنا ہے۔ تفصیل علیحٰدہ علیحٰدہ دی جائے؟

(ب) ہر نہر، راجباہ اور مائنز سے کتنے ایکڑ اراضی سیراب ہوتی ہے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، منظور شدہ پانی سے کم پانی فراہم کرنے کی تفصیلات

*6230: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین کی کن کن نہروں، راجباہوں اور مائنرز میں ان کے منظور شدہ پانی سے کم پانی فراہم کیا جا رہا ہے، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان انہار، مائنرز اور راجباہوں کی سال 09-2008 سے آج تک سالانہ مرمت اور بھل صفائی پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان کی نگرانی پر کتنے ملازمین مامور ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پانی کی کمی کی وجہ سے ضلع بھر کی نہریں منظور شدہ وارابندی کے تحت چل رہی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 09-2008 میں ضلع منڈی بہاؤالدین کی نہروں کی مرمت پر 10.47 ملین روپے جبکہ نہروں کی بھل صفائی پر 4.11 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) ضلع منڈی بہاؤالدین کی نہروں کی نگرانی پر مامور ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	اسامی	تعداد
1	سب انجینئر	9
2	بیلدار	107
3	ارتھ ورک مستری	2
4	گیج ریڈر	8
5	میٹ	10
6	چوکیدار	3

گجرات، نئی نہروں اور رقبہ کی تفصیل

*6240: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) حکومت نے مارچ 2008 تا یکم مارچ 2010 ضلع گجرات میں کتنی نئی نہریں بنوائیں ہیں؟

(ب) ضلع گجرات میں کتنا رقبہ بارانی ہے اور کتنا رقبہ نہری ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارچ 2008 تک یکم مارچ 2010 ضلع گجرات میں کوئی نئی نہر نہ بنی ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں نہری رقبہ 59535ایکڑ جبکہ بارانی رقبہ 265158ایکڑ ہے۔

عباسیہ لنک کینال سے متعلقہ تفصیلات

*6248: میاں شفیع محمد: کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں واپڈا اسکارپ۔VI کے منصوبہ کے تحت عباسیہ لنک کینال تعمیر کی گئی ہے۔اس پر کتنی لاگت آئی ہے اوراس کے اغراض ومقاصد کیا تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس علاقے کو مذکورہ کینال کے ذریعے پانی مہیا کرنا تھا اس علاقے کا زیرزمین پانی کڑواہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نئے سسٹم کو بند کرکے پرانے سسٹم کے تحت، اس علاقے کی نہروں کو پانی فراہم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن مذکورہ علاقے کے ہزاروں کاشتکاروں کے احتجاج پر پرانا سسٹم بحال نہ کروایا جاسکا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نہر کو مستقل بنیادوں پر چلانے اور اسے ریگولر نہر کا درجہ دینے کے لئے تیار ہے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں واپڈا اسکارپ۔VI کے منصوبے کے تحت عباسیہ لنک کینال تعمیر کی گئی جس کا مقصد ضلع رحیم یار خان کی سالانہ نہروں میں 7.00کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے پانی کی سپلائی مہیا کرنا تھا جو کہ پہلے 4.2کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے پانی کی سپلائی مہیا کی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں پنجند کینال ششماہی اور سالانہ دونوں قسم کی نہروں کو پانی مہیا کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے اس علاقے میں سیم روز بروز بڑھ رہی تھی۔اس طرح سے سالانہ سپلائی عباسیہ لنک کینال میں تقسیم ہونے سے پنجند کینال کے علاقہ میں سیم کی کمی واقع مطلوب تھی۔ بابت لاگت تعمیر منصوبہ عباسیہ لنک کینال واپڈا اسکارپ وفاقی گورنمنٹ نے یہ منصوبہ مکمل کیا اور وہی اس کی لاگت بارے بہتر جانتے ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) مذکورہ لنک کینال پہلے ہی ریگولر بنیاد پر چل رہی ہے اس لئے مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

داجل کینال سے اراضی سیراب کرنے کی تفصیلات

*6251: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا محکمہ انہار داجل کینال کو نہر کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) داجل کینال میں کتنے کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے؟

(ج) داجل کینال سے پنجاب کا کل کتنا رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) داجل کینال تو پہلے ہی نہر کا درجہ رکھتی ہے۔

(ب) داجل کینال میں 1786 کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے۔

(ج) داجل کینال سے پنجاب کا کل 10110 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

جھنگ۔رنگ پور نہر سے متعلقہ تفصیلات

*6370: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ تریموں جھنگ سے نکلنے والی رنگ پور نہر دو اضلاع کو سیراب کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ نہر سال میں صرف چھ ماہ چلتی ہے جبکہ فصلوں کے لئے سارا سال پانی کی ضرورت رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کے ساتھ ساتھ کروڑوں روپے کی لاگت سے پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سکارپ ٹیوب ویل لگائے گئے تھے جو کہ اب تقریباً خراب ہو چکے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نہر کو سارا سال چالو رکھنے اور ان خراب سکارپ ٹیوب ویلز کو ٹھیک کرانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز رنگ پور نہر سے پانی کا اخراج کتنا ہے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ رنگ پور کینال دو اضلاع جھنگ اور مظفر گڑھ کو سیراب کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ رنگ پور کینال ششماہی ہے۔اس کو ہر سال 15-اپریل سے 15-اکتوبر تک چلایا جاتا ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ ٹیوب ویل سکارپ اپنی مدت پوری کر چکے تھے اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت بند کر دیئے گئے ہیں۔نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گورنمنٹ آف پنجاب نے خراب سکارپ ٹیوب ویلز حکومتی پالیسی کے تحت بند کر دیئے ہیں۔نہر رنگ پور کو پانی کی کمی کے پیش نظر سارا سال نہ چلایا جا سکتا ہے اور نہر رنگ پور کا پانی کا اخراج 2710 کیوسک ہے۔

ضلع گجرات،انہار اور بھل صفائی سے متعلقہ تفصیلات

*6417: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گجرات میں کل کتنی انہار اور راجباہ ہیں؟

(ب) رواں سال ضلع گجرات میں بھل صفائی پر کتنی لاگت آئی؟

(ج) کتنی نہروں کی بھل صفائی ہوئی اور کتنی باقی رہ گئی ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گجرات میں انہار اور راجباہ کی کل تعداد 21 ہے۔

(ب) رواں سال ضلع گجرات میں بھل صفائی پر 0.439 ملین روپے لاگت آئی ہے۔

(ج) رواں سال ضلع گجرات میں تین نہروں کی بھل صفائی کی گئی اور باقی اٹھارہ نہریں ڈیزائن کے مطابق ٹھیک چل رہی ہیں اس لئے ان کی بھل صفائی کی ضرورت نہ ہے۔

بہاولپور ڈویژن میں محکمہ آبپاشی کے ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

*6464: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سابقہ ڈویژن بہاولپور کے اضلاع میں محکمہ آبپاشی کے ریسٹ ہاؤسز کے نام، رقبہ اور ہر ریسٹ ہاؤس کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز میں سے کتنے ورکنگ کنڈیشن میں ہیں اور کتنے خستہ حالت میں ہیں، ان کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے؟

(ج) یکم جنوری 2008 سے آج تک ان ریسٹ ہاؤسز کی تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، ہر ریسٹ ہاؤس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) یکم جنوری 2008 سے آج تک ان ریسٹ ہاؤسز کے خرچ اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سابقہ ڈویژن بہاولپور کے اضلاع میں محکمہ آبپاشی کے ریسٹ ہاؤسز کے نام، رقبہ، کمرے، ورکنگ کنڈیشن، ان کی تزئین و آرائش پر خرچ کی گئی رقم اور ان ریسٹ ہاؤسز کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جواب تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جواب تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہیڈ تریموں جھنگ سے نکلنے والی رنگ پور نہر کی تفصیلات

*6599: **حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ تریموں جھنگ سے نکلنے والی رنگ پور نہر دو اضلاع کو سیراب کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ نہر سال میں صرف چھ ماہ چلتی ہے جبکہ فصلوں کے لئے سارا سال پانی کی ضرورت رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کے ساتھ ساتھ کروڑوں روپے کی لاگت سے پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سکارپ ٹیوب ویل لگائے گئے تھے جو کہ خراب ہو چکے ہیں، کیا حکومت نے ان ٹیوب ویلوں کو زمینداروں کے پاس فروخت کر دیا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نہر کو سارا سال چالو رکھنے اور ان خراب سکارپ ٹیوب ویلز کو ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ رنگ پور کینال دو اضلاع ضلع جھنگ اور مظفر گڑھ کو سیراب کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ رنگ پور کینال ششماہی ہے اس کو ہر سال 15-اپریل سے 15-اکتوبر تک چلایا جاتا ہے-

(ج) درست ہے-سکارپ ٹیوب ویل گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت بند ہو چکے ہیں-نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) نہر رنگ پور کو پانی کی کمی کے پیش نظر سارا سال نہ چلایا جا سکتا ہے اور نہر رنگ پور کا پانی کا اخراج 2710 کیوسک ہے-

دریائے راوی کا رخ موڑنے کے لئے پختہ بند کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*6600: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے دریائے راوی کا رخ موڑنے اور ضلع شیخوپورہ کی زرعی اراضی بچانے کے لئے 96-1995 میں ایک پختہ بند تعمیر کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائے راوی کا رخ غیر معیاری منصوبہ بندی/نقشہ جات اور نان ٹیکنیکل عملہ کی وجہ سے لاہور کی طرف موڑ دیا گیا جس کی وجہ سے ضلع لاہور کے علاقہ مانگا منڈی اور ملحقہ دیہات کی زرعی اراضی آج تک دریا برد ہو رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دیہات کی اراضی کو دریائے راوی کے کٹاؤ سے بچاؤ کے لئے پختہ بند تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے کہ مالی سال 96-1995 میں موضع نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ کو دریائے راوی کے کٹاؤ سے محفوظ کرنے کے لئے J-Head سپر تعمیر کیا تھا-

(ب) درست نہ ہے-

(ج) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے-

مریدکے-سرکاری اراضی پر قبضہ کی تفصیلات

*6867: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیم نالہ از کھوڑی (سوموری)تا ڈیک نالہ کی پٹڑی (گزرگاہ) پر چک نمبر28(مرید کے شیخوپورہ) کے چند بااثر افراد نے قبضہ کر کے اپنی زمین میں شامل کر لی ہے اوراس جگہ پر سبزیاں کاشت کی جارہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سیم نالہ کی پٹڑی ختم کرنے کی وجہ سے خلق خدا پریشان ہے؟

(ج) کیا حکومت ان ناجائز قابضین سے پٹڑی کی جگہ واگزار کروانے،ان کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے، ان سے اس عرصہ کا جب سے قبضہ کیا ہوا ہے کا تاوان /کرایہ /پٹا وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس حد تک ٹھیک ہے کہ کچھ لوگوں نے نہر کی پٹڑی پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کو پولیس اور انتظامیہ کی مدد سے ختم کروا دیا گیا تھا اور اب کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔بلکہ خلق خدا کو پٹڑی سے گزرنے کے لئے کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہے۔

(ج) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

نہری پانی کی غیر معمولی کمی سے نمٹنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*6869:چودھری عبداللہ یوسف:کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں خشک سالی کی وجہ سے نہری پانی کی غیر معمولی کمی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت کی طرف سے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں۔تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) حکومت کے پاس مذکورہ کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا پلاننگ ہے۔تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) Seepage کی وجہ سے نہروں اور کھالوں سے ضائع ہونے والے پانی کو بچانے کے لئے کون سے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں؟

(د) جن علاقوں میں زمین اونچی ہے اور نہر کا level نیچا ہے وہاں کس منصوبہ بندی کے تحت زمینداروں کو پانی کی کمی سے بچایا جارہا ہے۔تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں خشک سالی کی وجہ سے اس سال خریف کے اوائل میں یعنی 10-جون تک ہمارے نہری نظام میں 23فیصد پانی کی کمی رہی جبکہ ارسا کے تخمینوں کے مطابق یہ کمی

12 فیصد تک ہونی تھی، حکومت کی جانب سے محکمہ انہار اور محکمہ زراعت نے پنجاب کی نہروں میں پانی مہیا کرنے کی منصوبہ بندی کی جس کے مطابق کپاس کی کاشت کے علاقوں میں اپریل اور مئی کے مہینے میں زیادہ پانی دیا گیا۔ جبکہ وسطی اور شمالی پنجاب کی نہروں کو اپریل کے آخری دو ہفتوں میں بند رکھا گیا ہے تاکہ جنوبی پنجاب کی نہروں کو زیادہ سے زیادہ پانی پہنچایا جا سکے۔ اس کے لئے منگلا ڈیم سے بھی زیادہ سے زیادہ پانی چھوڑا گیا تاکہ تربیلا کمانڈ کی نہروں میں پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ پانی کی تقسیم کو شفاف بنانے کے لئے نہروں میں دیئے گئے پانی کی تشہیر کی گئی اور نہروں کی وارابندی کی تفصیل سے ہر موگا کے کسانوں کو آگاہ رکھا گیا تاکہ کسانوں کو پانی کی دستیابی کا وقت معلوم ہو اور اس کے مطابق فصلوں کو کاشت اور سیراب کر سکیں۔

(ب) پنجاب حکومت نہری پانی کی دستیابی کے لئے ارسا کو انڈینٹ دیتی ہے تاکہ دریاؤں اور ڈیموں میں پانی کی دستیابی کے مطابق پنجاب اپنے حصے کے مطابق پانی حاصل کر سکے حکومت کی کوشش ہے کہ کسان اپنی فصلوں کی آبپاشی کے لئے جدید نظام ڈرپ اریگیشن اور سپرنکل اریگیشن کو استعمال کریں تاکہ دستیاب آبی وسائل کی کمی کو پورا کیا جا سکے اور پانی کے ضیاع کو روکا جا سکے۔ اس کے علاوہ پنجاب حکومت پانی کے ذخائر میں اضافہ کے لئے وفاقی حکومت سے نئے ڈیمز بنانے کی پرزور سفارش کرتی ہے اور اس کے لئے کوشاں بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زیر زمین پانی کے ذخائر کو نمکیات سے آلودہ ہونے اور اس کو نیچے جانے سے روکنے کے لئے ان کی مانیٹرنگ کر رہی ہے۔

(ج) Seepage Loss کو کم کرنے کے لئے عمومی طور پر نہروں کے کنارے اور کڑوے پانی والے علاقوں میں ان کے (Bed) بھی پختہ کئے جا رہے ہیں۔ P.I.S.I.P منصوبہ کے تحت اور درج کی گئی تفصیل کے مطابق پانی کے 1460 کیوسک تک بچائے جا سکیں گے جو کہ ضرورت کے مطابق استعمال کئے جا سکیں گے۔ محکمہ آبپاشی و برقیات پنجاب کی طرف سے گزشتہ دو سال کے دوران پنجاب میں پانی کی غیر معمولی کمی پر قابو پانے اور seepage کی وجہ سے ہونے والے نقصانات پر قابو پانے کے لئے جو غیر معمولی اقدامات کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پنجاب میں بحالی آبپاشی منصوبہ (Punjab Irrigation System Improvement Program) کے تحت JICA (جاپان بین الاقوامی تعاون ایجنسی) کے تعاون سے پنجاب محکمہ آبپاشی کے تین زونز ہیں۔

1۔فیصل آباد زون (جھنگ برانچ سسٹم) (11) ڈی جی خان زون (ڈی جی زون کینال سسٹم اور راجن پور کینال سسٹم) (iii) بہاولپور زون (صادقیہ کینال سسٹم) میں بحالی آبپاشی پروگرام کے تحت جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

آبپاشی زون	نہر پختگی (لمبائی)	پانی کی بچت (Seepage Loss)
فیصل آباد زون	286 کینال میل	356 کیوسک
ڈی جی خان زون	394 کینال میل	367 کیوسک
بہاولپور زون	115 کینال میل	737 کیوسک
کل	795 کینال میل	1460 کیوسک

P.I.S.I.P منصوبہ کے تحت حکومت پانی کی کمی کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کر رہی ہے۔چند اہم نکات درج ذیل ہیں:۔

i. پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے،اس منصوبہ کے تحت seepage loss کم کئے جا رہے ہیں۔

ii. پانی چوری کے واقعات کی روک تھام کے لئے پختہ موگا جات لگائے جا رہے ہیں اور نہروں کے کنارے پختہ کئے جا رہے ہیں۔

iii. نہری نظام کی بحالی اصلاحات کا مربوط نظام متعارف کروایا جا رہا ہے۔اس کے ذریعے کسانوں کو تربیت فراہم کی جا رہی ہے اور راجباہ تک آبپاشی نظام کسان تنظیموں کے سپرد کیا جا رہا ہے۔

(د) جن علاقوں کی زمین اونچی اور نہر کا level نیچا ہے۔وہاں لفٹ سکیم کے ذریعے نہر کے پانی کو کھیتوں تک پہنچایا جاتا ہے اس سلسلے میں بہت سی سکیمیں بلوکی ڈویژن، لاہور ڈویژن میں بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہی ہیں۔جس میں سے چیدہ چیدہ سکیمیں درج ذیل ہیں:۔

ڈویژن	نام سکیم
بلوکی	E پلاٹ سسٹم، L پلاٹ سسٹم، K پلاٹ سسٹم
اوکاڑہ	بجلی والا مائنر
لاہور	تہرا ڈسٹی، واہگہ ڈسٹی، شالامار ڈسٹی، رائے مائنر لیفٹ، رائے مائنر رائٹ پل ڈسٹی لیفٹ، پل ڈسٹی رائٹ، کوہالی ڈسٹی، بچر خانہ ڈسٹی ریورس، ہائی لیول گوہاوا۔

ضلع شیخوپورہ، پل کی تعمیر کا معاملہ

*6934: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں سیم نالہ از کھوڑی (سو موریہ پل) تا نالہ ڈیک بمقام ڈیرہ کرڑ برادری برلب سیم نالہ مذکورہ مفاد عامہ کے لئے پل نہ ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیم نالہ کے مذکورہ مقام پر پل نہ ہونے کی وجہ سے برسات کے دنوں میں ٹریکٹر ٹرالی گزارنا ناممکن ہو جاتا ہے ؟

(ج) کیا حکومت درج بالا سیم نالہ کے مذکورہ مقام پر مفاد عامہ کے لئے پل کی فوری تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے جبکہ ننگل سادھاں ڈرین پر لوگوں کے گزرنے کے لئے دو عدد پل آر ڈی 000+0 اور 000+4 پر واقع ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) جی، لوگوں نے اپنی آسانی اور سہولت کے لئے ان دونوں پلوں کے درمیان (آر ڈی 000+2) پر ایک نیا پل بنانے کی نشاندہی کی ہے جس کی تعمیر کے لئے فنڈز درکار ہیں۔ فنڈز مہیا ہونے کی صورت میں محکمہ جلد از جلد اقدامات کر سکتا ہے۔

تحصیل چونیاں، اراضی کو سیراب کرنے کی تفصیلات

*7019: **محترمہ انیلہ اختر چودھری:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل چونیاں کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ اور نہروں کے نام نیز ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مائنر، راجباہ اور نہر میں recommended ڈسچارج سے کم پانی فراہم کیا جا رہا ہے ؟

(ج) ان مائنر، راجباہوں اور نہروں میں کم پانی فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پورا پانی فراہم کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل چونیاں کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ اور نہروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان سے تقریباً 280354 ایکڑ زمین سیراب کی جاتی ہے۔

(ب) درست نہ ہے-صرف وارابندی میں آنے والی نہروں میں پانی کم ہوتا ہے-

(ج) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے-

تحصیل چونیاں، قابل کاشت رقبہ ودیگر تفصیلات

*7020: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل چونیاں میں قابل کاشت کل رقبہ کتنا ہے اور کتنے رقبہ کو نہری پانی میسر ہے نیز کتنے کیوسک پانی مہیا کیا جارہا ہے اور کتنے کیوسک پانی کی کمی ہے ؟

(ب) اگر نہری پانی کی کمی ہے تو مطلوبہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کاارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل چونیاں ضلع قصور میں قابل کاشت رقبہ 280354 ایکڑ ہے اور اسی رقبہ کو نہری پانی کی سہولت میسر ہے-منظور شدہ پانی کی مقدار 1968 کیوسک ہے اور تقریباً 496 کیوسک پانی کی کمی کافقدان رہتا ہے-

(ب) پانی کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے محکمہ نے ایک منصوبہ بنایا ہے جس کا نام "Construction of feeder channel off taking from B.S Link Canal for mitigating of shortage of canal water for the tail area of Kasur District".

جو کہ زیر کارروائی ہے-اس کی تکمیل سے نہری پانی کی کمی کو دور کیا جاسکے گا-تاہم وقتی طور پر پانی کی اس کمی کو دور کرنے کے لئے وارابندی کا سہارا لیا جاتا ہے-

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال تھا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج ہم نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decide کیا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا۔ کلو صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس ختم ہو لینے دیں اُس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 737 حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کا ہے۔ جی، کاٹھیا صاحب!

گوجرہ روڈ جھنگ میں شاہین سائزنگ مل میں ایک کروڑ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 13 اور 14۔اپریل 2011 کی درمیانی شب گوجرہ روڈ جھنگ میں واقع شاہین سائزنگ مل میں 18 ڈاکو بھاری اور جدید اسلحہ کے ساتھ لیس ہو کر آئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ مسلح ڈاکو اپنے ساتھ دو ٹرک بھی لائے، پانچ گھنٹے تک مل میں ڈکیتی کی واردات کرتے رہے اور کم از کم ایک کروڑ روپے کا کپڑا اور دھاگہ لے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مل جھنگ شہر کے گنجان آباد علاقے میں واقع ہے اور پولیس کو بھی بروقت اطلاع دے دی گئی تھی لیکن پولیس ڈاکوؤں کے جانے کے بعد موقع واردات پر پہنچی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس ڈکیتی کی ایف آئی آر کس کس کے خلاف اور کن دفعات کے تحت درج ہوئی ہے نیز اب تک اس کیس کی کیا progress ہے، آگاہ کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب یوں ہے کہ:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ مورخہ 11-04-13 کو تقریباً پونے آٹھ بجے رات شاہین سائزنگ فیکٹری واقع گوجرہ روڈ جھنگ میں دس بارہ افراد جن میں سے تین چار مسلح پسٹل تھے، ملزمان فیکٹری کے چھوٹے دروازے سے جو کہ کھلا تھا اور چوکیدار دروازے پر موجود نہ تھا، وہاں سے اندر داخل ہوئے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ واردات ہوئی تاہم مدعی مقدمہ کے مطابق لوٹے گئے مال کی مالیت تقریباً 67 لاکھ روپے بنتی ہے۔

(ج) یہ مل شاہین سائزنگ گوجرہ روڈ پر تقریباً شہر سے باہر واقع ہے اور اس کے بالمقابل اور ارد گرد تعلیمی ادارے اور پاکستان ملک فوڈ فیکٹری واقع ہیں۔ سڑک زیر تعمیر ہونے کی وجہ سے سڑک پر آمد و رفت سرِ شام ہی کم ہو جاتی ہے۔ مل کا دروازہ کھلا ہونے اور چوکیدار وغیرہ کا موقع پر موجود نہ ہونے اور بجلی بند ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈاکو اندر داخل ہوئے اور مل کے تمام عملہ کو یرغمال بنا کر سامان کپڑا دھاگہ وغیرہ دو ٹرکوں میں فیکٹری کے ملازمین سے load کروا کر جملہ ملازمین کو ایک کمرہ میں بند کر کے فرار ہو گئے اور کافی دیر بعد یرغمال ملازمین نے کمرہ کا دروازہ توڑ کر باہر نکل کر بذریعہ ریسکیو 15 پر 10 بج کر 40 منٹ پر اطلاع دی جس پر فوراً متعلقہ علاقے کے محافظ سکواڈ کو موقع پر جانے کی ہدایت کی گئی جس پر صرف چھ منٹ بعد محافظ سکواڈ کے پولیس ملازمین موقع پر پہنچے اور اُس کے بعد متعلقہ چوکی انچارج، ایس ایچ او، ایس ڈی پی او اور ایس پی انوسٹی گیشن وہاں پر پہنچ گئے۔ فوری طور پر ملزمان کی تلاش اور قانونی کارروائی شروع کی گئی اور اہم مقامات کی ناکہ بندی کی گئی۔ گشت پارٹیوں کو چوکنا کیا گیا تاہم تاخیر سے اطلاع ملنے کی وجہ سے ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

(د) مدعی کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 421 مورخہ 11-04-14 بجرم 395 ت پ تھانہ صدر جھنگ دس بارہ نامعلوم ملزمان کے خلاف درج ہو چکا ہے اور مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ سرِ دست اس قسم کی واردات کرنے والے دو گینگ کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اس بارے میں تھوڑی بہت پیشرفت ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ آئندہ کوئی دو ہفتوں میں اس گینگ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی بڑی مہربانی کہ انہوں نے میرے ساتھ میٹنگ کی جہاں انہوں نے فرمایا کہ آپ کچھ باتیں بتا دیں۔ آپ پولیس کی efficiency دیکھ لیں کہ شہر میں ایک جگہ پر اٹھارہ لوگ آ کر اس طرح کی واردات کرتے ہیں اور دو ٹرک load کرتے ہیں لیکن انہیں پتا ہی نہیں ہے۔ جواب میں یہ لکھتے ہیں کہ چھ منٹ بعد وہاں موقع پر پولیس والے پہنچ جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پولیس کے پاس اتنی بڑی بڑی گاڑیاں ہیں لیکن چھ منٹ میں ہی ٹرک فرار ہو گئے۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ جھنگ کی پولیس اُس جگہ پر پہنچ چکی ہے جہاں پر جا کر دو ٹرک unload ہوئے ہیں لیکن میں آپ کے توسط سے اِن کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ واردات کرنے والے ملزمان میں سے ایک بندہ ظفر خان نامی پنجاب پولیس کا تھا جو ضلع ملتان کے تھانہ ستل ماڑی میں مقدمہ نمبر 219 میں

بند ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ خود ہی وہاں کے ڈی پی او اور تفتیشی افسران کی efficiency دیکھیں کہ انہیں پتا ہی نہیں ہے لیکن مدعی نے خود ہی بھاگ کر trace کر لیا ہے اور ہم انہیں بتا رہے ہیں۔ ہم آج House کے توسط سے پولیس کو بتا رہے ہیں کہ یہ ہمارے مقدمے کا ملزم ہے جو آپ کی پنجاب پولیس کے پاس ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے پورا جواب دیا ہے لیکن House کو صرف یہ بتا دیں کہ کتنے دنوں میں ملزمان کو پکڑ لیں گے جبکہ پتا چل چکا ہے کہ کپڑا کہاں پر اترا ہے اور ملزمان فلاں فلاں ہیں لہذا کتنے دنوں میں اُن کی recovery ہو جائے گی اس کی یقین دہانی کرا دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ جہاں پر یہ سامان unload ہوا ہے اُس جگہ کی نشاندہی ہو گئی ہے اور جس طرح سے انہوں نے یہ بات کی ہے کہ ملزمان میں سے ایک آدمی کسی اور جگہ پر پکڑا گیا ہے اُس کی ابھی حتمی verification نہیں ہوئی۔ بہر حال اس سلسلے میں positive پیشرفت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ڈی پی او صاحب سے کہا گیا ہے کہ وہ within two weeks کوئی positive پیشرفت بھی کریں اور معزز ممبر کو اس بارے آگاہ بھی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کاٹھیا صاحب! آپ بھی رابطے میں رہئے گا، وہ آپ کو آگاہ کریں گے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 744 چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

اٹک، کنویں سے برآمد آٹھ نعشوں سے متعلقہ تفصیلات

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بحوالہ ایک نیوز چینل مورخہ 17-4-2011 کیا یہ درست ہے کہ اٹک کے علاقہ حاجی شاہ کے ایک کنویں سے آٹھ لاشیں ملی ہیں؟

(ب) کیا ان افراد کو قتل کیا گیا تھا، یہ لاشیں کتنی پرانی ہیں، کیا ان کے لواحقین کا پتا چلا لیا گیا ہے اور کیا ملزمان کی نشاندہی یا گرفتاری عمل میں آچکی ہے؟

(ج) ایوان کو اس واردات کی تفصیلات اور پیشرفت سے آگاہ کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب یوں ہے کہ:

(الف) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ آٹھ لاشیں ضلع اٹک کے علاقہ حاجی شاہ روڈ سڑک کے کنارے ایک غیر آباد پٹرول پمپ PSO کی عقبی جانب گہرائی ہے جہاں سے آٹھ اسم مسکن نامعلوم مختلف عمروں کی لاشیں جن کو کسی نامعلوم مقام سے گلا دبا کر قتل کر کے کسی نامعلوم گاڑی میں لا کر پھینکا گیا ہے۔

(ب) ان آٹھ اشخاص کی لاشیں اسم مسکن نامعلوم جن کا گلا دبا کر قتل کیا گیا ہے، DNA کے نمونے لے کر برائے ٹیسٹ لیبارٹری بھی بھجوائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ لاشوں کے finger prints اور فوٹو حاصل کر کے معرفت Interior Ministry نادرا دفتر اسلام آباد سے ریکارڈ حاصل کرنے کے لئے جمع کرائے گئے ہیں جن کا result نہیں ملا۔

(ج) یہ آٹھ لاشیں اسم مسکن نامعلوم آدمیوں کو کسی اور جگہ قتل کر کے ان کی لاشیں ضلع اٹک کی حدود میں پھینک دی گئیں۔ ان لاشوں کو تلاش کرنے کے لئے اشتہار جاری کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے finger prints اور DNA ٹیسٹ نادرا اور لیبارٹری میں بھجوائے گئے ہیں تاکہ ان لاشوں کی شناخت ہو سکے۔ سرِ دست نامعلوم ملزمان اور نامعلوم لاش ہائے کی تلاش جاری ہے اور اس سلسلے میں ابھی تک کوئی واضح پیشرفت نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب فرما دیں کہ جب ان کی شناخت ہو جائے گی اور وجہ قتل پولیس کے علم میں آ جائے گی تو کیا اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کے finger prints اور D.N.A Test نادرا کو بھجوائے گئے ہیں ویسے امید ہے کہ نادرا سے ان کا ریکارڈ trace ہو جائے گا اور جب یہ بات سامنے آ جائے گی کہ ان کا تعلق کس علاقے، تھانے اور کس ضلع سے ہے اور وہاں پر ان کی کس کے ساتھ دشمنی ہے اور کون ان کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے تو اس سے اس معاملے کی further پیشرفت ہو سکے گی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب توجہ دلاؤنوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر 36 ہے جو محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Bait-ul-Mal Act,1991 کے Section II میں provided ہے کہ: -1

"11.Laying of Annual Report before the Assembly.

(1) The Council shall, not later than 15th day of March in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ Section 5 کے تحت اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور پر حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینا مقصود ہوتا ہے۔

"5.Utilization of the Bait-ul-Mal.

(1) The Bait-ul-Mal shall be administered by the Council in the manner prescribed and shall be utilized for the following purposes, namely:-

(i) relief and rehabilitation of the poor and the needy particularly poor widows and orphans;

(ii) educational assistance to the poor and deserving students;

(iii) medical assistance to the poor;

(iv) charitable purposes;

(v) any other purpose of public utility particularly where the beneficiaries would be the disadvantaged sections of the society; and

(vi) any other purpose approved by the Council.

(2) Subject to the general supervision and control of the Council, the distribution of Bait-ul-Mal Fund shall be carried out by the District Bait-ul-Mal Committees to be constituted by the Council for this purpose in such a manner as the Council may determine".

مذکورہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2010 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور ممبران اسمبلی کو ان کے قانونی حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے لہذا اسے آئندہ سیشن تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 37 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، محترمہ زوبیہ رُباب ملک، حافظ قمر حیات کاٹھیا اور جناب طاہر اقبال چودھری کی طرف سے ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Public Service Commission Ordinance, 1978 کے Section 9 کے Sub-Section (3) کے تحت جناب گورنر، پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنے کے پابند ہیں۔ Section 9 میں Provided ہے کہ:

"**9**. The Commission shall, not later than 15th day of February in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The report shall be accompanied by a statement setting out, so far as known to the Commission...

(*a*) the cases, if any, in which the advice of the Commission was not accepted and the reasons therefore and;

(*b*) the matters, if any, on which the Commission ought to have been consulted but was not consulted and the reasons therefore.

(3) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.”

مذکورہ بالا قانون کی واضح provision کے باوجود متذکرہ رپورٹ برائے سال 2010 ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔

متذکرہ رپورٹ کی اہمیت کا اس امر سے یہ ایوان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذکورہ Ordinance کے Section 7 میں provided ہے کہ:

"**7**. The functions of the Commission shall be…

(*a*) to conduct tests and examination for recruitment to:

(*i*) such Provincial services and posts connected with the affairs of the Province, as may be prescribed; and

(*ii*) such posts in or under a Corporation or other body or organization set up by Government under any law, as may be prescribed;

(*b*) to advise the Government on such matters as may be prescribed, relating to the terms and conditions of service of persons who are members of a Provincial service or hold posts in connection with the affairs of the Province; and

(*c*) such other functions as may be prescribed.

موجودہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2010 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور ممبران اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس بھی آج ہی موصول ہوا ہے لہذا جواب کے لئے اسے آئندہ سیشن تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 38 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، محترمہ زوبیہ رُباب ملک، جناب طاہر اقبال چودھری اور حافظ قمر حیات کاٹھیا کی طرف سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! گندم کی خریداری پر بحث کے لئے پہلے بھی ایک دفعہ اجلاس بلایا گیا لیکن اس پر بحث نہیں ہو سکی تھی اس لئے میری گزارش ہے کہ ہماری ایک تحریک استحقاق کو لینے کے بعد گندم کی خریداری پر بحث شروع کرائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! اس کے بعد تحاریک التوائے کار بھی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): میری ایوان سے گزارش ہے کہ وہ اس پر اپنی رائے دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے خود بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں اپوزیشن لیڈر صاحب کو یہ offer کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اجلاس کا main ایجنڈا گندم کی خریداری پر بحث ہی ہے تو اگر اپوزیشن لیڈر چاہتے ہیں تو آپ باقی business کو skip کر کے بحث شروع کرا لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج صبح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا اور گندم کی خریداری پر بحث کی جائے گی تو اب تحاریک التوائے کار کو بھی ہم defer کر رہے ہیں اور میری ممبران سے درخواست ہے کہ وہ بحث کے لئے اپنے نام بھجوا دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے یہ request کی ہے کہ ہماری ایک تحریک استحقاق ہے اس کو اگر لے لیا جائے تو مہربانی ہوگی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایجنڈے سے dedication جس طرح سے اپوزیشن لیڈر صاحب نے show کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ straight away ایجنڈے پر چلے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ اس طرح تو شیخ صاحب کہیں گے کہ مجھے بھی موقع دیا جائے جو کہ پہلے سے ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں، پھر کوئی اور دوست بھی کہے گا کہ میری تحریک کو بھی پڑھنے دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ چونکہ فیصلہ ہو چکا ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ہم نے آج کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں دینا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر دینے کا کوئی موڈ نہیں ہے لیکن میں اور بات تو کر سکتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے آپ اور بات کیسے کر سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ پچھلے تین اجلاس میں Adjournment Motions کا قتل عام ہوا ہے۔ اگر اب بھی آپ نے گندم پر بحث کرنی ہے تو مجھے بھی پتا ہے کہ گندم کی بحث کا کیا result ہو گا۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے یہ Adjournment Motion انتہائی مظلوم عورتوں کے بارے میں ہے تو اس کو صرف آپ مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم اس کو کل لے لیں گے کیونکہ ایک چیز کا جب فیصلہ ہو چکا ہوا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں شیخ صاحب سے کہوں گا کہ یہ Adjournment Motion کی کاپی مجھے دے دیں اور اس پر جو action required ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ہم کروائیں گے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ آپ بحث کا آغاز کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آج کے ایجنڈے پر سال 2011 میں گندم کی خریداری پر بحث ہونی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ مہربانی کریں کیونکہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے، ہمارے ایک معزز ایم پی اے کے گھر پر پولیس نے باقاعدہ حملہ کیا ہے اور ایم پی اے کو اغواء کیا ہے تو میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس کو take up کر لیں کیونکہ اگلا اجلاس چودہ دن بعد آنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہم اجلاس کو کل تک لے کر جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر کل اجلاس نہ ہوا تو پھر اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس تحریک استحقاق کو قائد حزب اختلاف refer کرنے کی بات کر رہے ہیں اور وہ اس کو پڑھنا چاہتے ہیں اس کی کاپی مجھے دے دیں کیونکہ اس کے پڑھنے کے بعد میں نے اس تحریک کا جواب بھی دینا ہے۔ اس کا میں جواب منگوا لیتا ہوں پھر آپ اس پر جس طرح مناسب سمجھیں فیصلہ کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب تک یہ تحریک استحقاق پڑھی نہیں جائے گی تو اس کو بھیجا جا سکتا ہے اور نہ کچھ ہو سکتا ہے۔ معزز ممبر صبح میرے پاس آئے تھے، ہم بالکل ان کے ساتھ ہیں اور ہم کسی بھی معزز ممبر کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی کہہ دیا ہے تو وہ ان سے مل لیں، اس پر کارروائی بھی شروع کرا دیتے ہیں، اس کو House میں پیش کر کے باقاعدہ طور پر بھی consider کریں گے کیونکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم پورے House کو ساتھ لے کر چلیں۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میری دو تحاریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہیں اور ان کا جواب آنا ہے۔ اب میری باقی جو تحاریک التوائے کار ہیں ان کا جواب بھی منگوا لیں اور ان کو pending کر دیا جائے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سال 2011 کے دوران گندم کی خریداری پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ منگوالیں گے، باقی ساری pending کی جاتی ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر سال 2011 میں گندم کی خریداری پر عام بحث ہے، بحث کا آغاز وزیر خوراک کی تقریر سے ہوگا دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتادوں کہ آپ کی تقریروں کی روشنی میں بحث کو sum up بھی کریں گے۔ اس بحث میں ہر معزز ممبر کے لئے پانچ منٹ کا ٹائم ہوگا تو اس لئے معزز ممبران اپنی تقاریر کو پہلے سے مختص کرلیں پھر بعد میں یہ نہ کہا جائے کہ ٹائم تھوڑا ہے۔ اب میں وزیر خوراک سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! شکریہ۔ wheat procurement کا سیزن باقاعدہ طور پر شروع ہوچکا ہے، پنجاب حکومت نے اس کے لئے جتنا initial stage پر اپنا homework کرنا تھا وہ بالکل complete ہے۔ ہم نے اپنے Procurement Centres مکمل کردیئے اور فیڈرل گورنمنٹ سے E.C.C کی میٹنگ میں final ہوا تھا تو اس میں پنجاب کے لئے 35 لاکھ ٹن کا ٹارگٹ fix کیا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں 35 لاکھ ٹن گندم کی خریداری کا ٹارگٹ دیا ہے لیکن ہم نے گندم کی خریداری کے سلسلے میں کسان کو maximum facilitate کرنے کے لئے 40 لاکھ ٹن گندم خریدنے کے انتظامات مکمل کرلئے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے مختلف بنکوں سے loans وغیرہ کا انتظام کرنا تھا، ہماری ہر چیز مکمل ہے اور پورے پنجاب میں 375 Procurement Centres بنادیئے گئے ہیں۔ ہمارے صوبہ میں بار دانہ کی تقسیم شروع ہوچکی ہے، ہم آٹھ بوری فی ایکڑ زمیندار کو دے رہے ہیں اور زمیندار کو facilitate کرنے کے لئے ایک mechanism بنایا گیا ہے کہ تمام Procurement Centres کے اندر ریونیوڈیپارٹمنٹ کا پورا عملہ موجود ہے جس میں پٹواری گرداور اور تحصیلدار تک موجود ہیں۔ ڈی سی اوز اور کمیشنرز کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ اس پورے سسٹم کو look after کررہے ہیں۔ سیکرٹری فوڈ سے لے کر تمام فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے آفیسران فیلڈ میں موجود ہیں۔ میں نے بھی تمام ڈسٹرکٹ کا visit اس حوالے سے شروع کردیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور انتہائی خوشی کے ساتھ یہ اعلان

کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے پاکستان گندم import کرنے والا ملک تھا لیکن یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ تین مہینے کے اندر فوڈ ڈیپارٹمنٹ تقریباً پونے 9 لاکھ ٹن گندم export کر چکا ہے اور تقریباً 25 لاکھ ٹن گندم کے سودے ہو چکے ہیں۔ اس دفعہ ایک کروڑ 81 لاکھ ٹن گندم کی پیداوار متوقع ہے جس میں سے 40 لاکھ ٹن گندم انشاءاللہ پنجاب گورنمنٹ procure کرے گی جبکہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں 35 لاکھ ٹن گندم کا ٹارگٹ دیا ہے۔ اس کے علاوہ 15 تحصیلوں کے اندر گندم کی خریداری PASCO کرتی ہے اور میں PASCO کے حوالے سے یہ عرض کردوں کہ ہم نے آج سے چار دن پہلے پنجاب میں گندم کی کٹائی کا آغاز کر دیا ہے اور ایک دن پہلے جناب وزیر اعظم پاکستان نے بھی باقاعدہ طور پر گندم کی کٹائی کے آغاز کا افتتاح کر دیا ہے اس کے لئے چیف منسٹر صاحب کا vision ہے کہ ہم نے ہر صورت میں اپنے کاشتکار کو facilitate کرنا ہے۔ زراعت جو کہ ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے کسان جتنا maximum facilitate ہوگا تو اتنا ہی بہتر ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم نے گندم export کرنا شروع کیا ہے تو اس حوالے سے پاکستان خوشحال ہوگا اور دنیا کے اندر پاکستان کا اچھا اور باوقار نام پیدا ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز ممبران اور خاص طور پر قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اگر wheat procurement کے حوالے ان کے پاس بہترین تجاویز ہیں یا کوئی ایسی بات ہے تو اسمبلی کے floor پر یا اس کے بعد بھی جو بھی وہ تجاویز دیں گے جو کہ applicable ہوں گی، جن میں کم وسائل کے اندر رہتے ہوئے پنجاب حکومت عمل کر سکے گی تو وہ کرے گی۔ چیف منسٹر پنجاب یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے عوام کو ہر لحاظ سے facilitate کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج گندم کی خریداری پر عام بحث کا دن ہے۔ گندم وہ فصل ہے جو اس صوبہ کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ میرے بھائی نے ابھی ذکر کیا کہ اب ہم گندم کو export کر رہے ہیں تو اگر ساتھ ہی یہ کہہ دیتے کہ اس وفاقی حکومت نے جو اس کی قیمت -/950 روپے فی من تک بڑھائی ہے یہ پیداوار میں اضافہ اس کی وجہ سے ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ اس میں کنجوسی نہ کرتے تو بہتر تھا۔

جناب سپیکر! اللہ کا شکر ہے کہ اس دفعہ گندم کی فصل بہت اچھی ہے لیکن گندم کی خریداری کے سلسلے میں وزیر صاحب نے جو یہاں پر تقریر کی ہے میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ انہوں نے آٹھ بوری فی ایکڑ تقسیم کی ہے جس سے بیس من فی ایکڑ گندم خریدنے کا حکومت کی طرف سے signal دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سردار دوست محمد خان کھوسہ اور جناب سعید اکبر نوانی صاحب جو کہ میرے زمیندار بھائی ہیں ان کی توجہ چاہوں گا کہ یہ مجھے ذرا بتائیں کہ بارانی علاقے کے علاوہ وہ کون سا ایکڑ ہے جہاں بیس من فی ایکڑ گندم کی پیداوار ہوتی ہے؟ صوبہ پنجاب کا کوئی ایسا نہری علاقہ ہے جہاں پر 40، 45، 50 اور 60 من تک فی ایکڑ گندم کی پیداوار نہ ہوتی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس دنیا میں رہ رہے ہیں، یہ بیس من فی ایکڑ گندم کا estimate لگا کر زمیندار کو کیا پیغام دینے جا رہے ہیں؟ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔ میں نے جن اپنے دو معزز بھائیوں کا نام لیا ہے ایک بڑا ہے، ایک چھوٹا ہے۔ یہ کسی جگہ ثابت کر دیں کہ سیلاب کے بعد اس سال کہیں گندم کا ایک سٹور شروع کیا گیا ہو۔ میں وزیر صاحب کی بات سے اختلاف کرتا ہوں، گڈ گورننس کہاں ہے؟ جب پچھلے سال سیلاب آیا تو لاکھوں ٹن گندم open area میں رکھی گئی۔ آپ نے سڑکوں پر دیکھی اور اس کے بعد پورے سال میں آپ ایک نیا سٹور شروع نہیں کر سکے۔ کچھ تو خدا کا خوف کھائیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ڈی سی او کو کہہ دیا ہے۔ یہ جو منتخب نمائندے ہیں ان کے ساتھ بات کرنا آپ گالی کیوں سمجھتے ہیں؟ کیوں نہیں ان کی ڈیوٹی لگ سکتی تھی، کیوں نہیں ان کے ذمے لگایا جا سکتا تھا، آپ نے وزیر زراعت کو اعتماد میں کیوں نہیں لیا؟ چالیس سے پچاس من گندم آتی ہے اور آپ بیس من فی ایکڑ گندم خریدنے جا رہے ہیں۔ کیوں صوبے کی عوام کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں، کیوں کاشتکاروں کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ جنہوں نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے اس صوبے اور اس پاکستان کی عوام کے لئے گندم پیدا کی ہے اور آج آپ کریڈٹ لینے جا رہے ہیں کہ ہم نے 9 لاکھ ٹن گندم ایکسپورٹ کی ہے۔ یہ تو وفاقی حکومت کو دعا دیں جس نے ریٹ بڑھایا تو اتنی فصل ہوئی جو آپ سے پچھلے سال بھی نہیں سنبھالی گئی تھی اور میں چیلنج کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اس سال بھی آپ نہیں سنبھال سکیں گے۔ آپ نے صرف 36 لاکھ ٹن گندم خریدنے کا پروگرام بنایا ہے میں یہ ریکارڈ سے ثابت کر سکتا ہوں اور بعد میں آپ نے یہ کہنا ہے کہ یہ وفاقی حکومت کا قصور ہے۔ (شور و غل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس House کے معزز ممبران اور پنجاب کی آٹھ کروڑ عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں گندم کا ایک ایک دانہ خریدنا پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے اور جہاں پر حکومت گندم نہیں خریدے گی یا یہ آٹھ بوری فی ایکڑ دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس علاقے کا استحصال کرے گی اور پنجاب حکومت یہ کرنے جا رہی ہے۔ جنوبی پنجاب جہاں کثیر آبادی ہے وہ آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے اسی لئے وہ الگ صوبہ بنانے کا کہہ رہے ہیں۔ جس صوبہ میں آپ کو ایک سیٹ نہیں ملی، جس صوبہ کے عوام آپ کو لیڈر تسلیم نہیں کرتے، جس صوبہ میں لوگ آپ سے ہاتھ ملانے کے لئے تیار نہیں آپ کا لیڈر اُٹھ کر اس صوبہ کے بارے میں کہتا ہے کہ فلاں شہر کو صوبہ ہونا چاہئے، کیوں جا کر دوسروں کے معاملات میں دخل دیتے ہیں؟ ہم نے پہلے سندھ کے ساتھ بہت زیادتیاں کی ہیں، سندھ میں دو وزیراعظموں کی لاشیں بھیجی ہیں۔ آج آپ پھر سندھ کو توڑنے کی سازش کر رہے ہیں۔ میں یہاں مطالبہ کرتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے جو بیان دیا ہے اس پر وہ سندھ کی عوام سے معافی مانگیں۔ اس سے سندھ کے لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہوا ہے، وزیراعلیٰ پنجاب کے غلط بیان کی وجہ سے جو پیغام گیا ہے اس پر پورا House ان سے معافی مانگتا ہے۔ یہ پنجاب کے عوام کی گندم خریدنے کو تیار نہیں، یہ کہتے ہیں کہ سرائیکی صوبہ کا ذکر نہ کریں تو وہاں تو آج پندرہ دن ہو گئے ہیں کہ گندم آ چکی ہے اور آپ آج گندم خریدنے کے ٹھیکیدار بن کر نکلے ہیں، کل وزیراعظم آپ کے صوبہ میں گندم کا افتتاح کر کے گئے ہیں۔ آپ کو شرم آنی چاہئے تھی وزیراعظم کے افتتاح سے پہلے اس صوبہ میں گندم کی خریداری شروع ہو جانی چاہئے تھی لیکن آپ نے جان بوجھ کر کہ وزیراعظم گندم کی کٹائی کا افتتاح کر رہا ہے تو آپ نے اس خریداری کی تاریخ اس کے بعد رکھی، اتنی چھوٹی سوچ، اتنا چھوٹا ذہن اور کہتے ہیں کہ فلاں علاقے کے لوگ یہ نعرہ کیوں لگاتے ہیں کہ ہمیں صوبہ دیں؟ کیوں نہ لگائیں جب آپ ان کی گندم تک خریدنے کو تیار نہیں، جب آپ ان کے جائز فنڈز دینے کے لئے تیار نہیں، آپ رنگ روڈ پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں اور ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ سکولوں میں چھتیں ہیں نہ دیواریں مگر دانش سکول پر 90 کروڑ روپے لگا دیئے گئے۔ یہ کیا ضد ہے، کیا انتہا پسندی ہے، کیا غرور ہے کہ کسی کی بات نہیں سنی جاتی؟ مسلم لیگ (ن) کے معزز ممبران بھی بیٹھے ہیں یہ میرے ساتھ اس بات پر اتفاق کرتے ہوں گے کہ اس صوبے میں ہزاروں سکول ہیں جن کی چھتیں نہیں، جن میں غسل خانے نہیں، جہاں دیواریں نہیں اور سکولوں میں بچے درختوں کے نیچے بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ بس ایک آدمی کی ضد شروع ہو گئی ہے کہ دانش سکول بنانا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: کتنی بُری بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اچھی بات ہے کہ آپ کیڈٹ کالج بنائیں، ایچی سن کالج بنائیں لیکن جو آپ کے صوبہ کے سکول چل رہے ہیں ان کو چھتیں تو دے دیں۔ گندم خرید نے نکلے ہیں تو گندم میں بھی فراڈ۔ مسلم لیگ (ن) کے ڈاکوؤں کو مارکیٹ کمیٹیوں کا چیئر مین بنا دیا گیا ہے اور وہ پیسے لے کر اپنے من پسند لوگوں کو باردانہ دے رہے ہیں۔ "باردانے پر بندر بانٹ"، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ وزیر موصوف نے کہا کہ Leader of the Opposition اور اپوزیشن کے ممبران ہمیں مشورہ دیں، آپ کو کس چیز کا مشورہ دیں، آپ کی کوئی سُنتا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر آپ فون کریں تو سیکر ٹریز فون تو سُن لیتے ہیں مگر وہ آپ کو فون کر کے آپ سے مشورہ تک نہیں لیتے۔ آپ کی کیا حیثیت ہے کہ ہم آپ کو مشورہ دینے آئیں؟ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں، آپ ہمارے colleague ہیں، اچھا ہے کہ آپ وزیر ہیں لیکن جو اندر آپ کا حال ہے وہ ہمیں پتا ہے۔ اگر آپ کا مشورہ ہوتا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ کبھی آٹھ بوری فی ایکڑ نہ رکھتے۔ اگر یہاں پر دوست محمد خان کھوسہ کا مشورہ ہوتا، یہ زمیندار آدمی ہیں یا اگر یہاں پر سعید اکبر نوانی کا مشورہ ہوتا تو یہ کہتے کہ ہمارا مذاق کیوں اُڑا رہے ہو؟ چالیس من فی ایکڑ گندم آ رہی ہے کم از کم سولہ یا بیس بوریاں فی ایکڑ تو دو لیکن مشورہ جو ہے وہ ایک آدمی کا ہے۔ وہ مشورہ کس کا ہے اس کا نام میں نے کئی دفعہ لیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: نام نہیں لینا، سارے ڈوب مریں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): وزیر اعلیٰ صاحب چین چلے گئے، ٹھیک ہے لاء منسٹر کو علم سکھانے لے گئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن چین سمیت کتنے ملکوں میں جا کر معاہدے کر چکے ہیں مگر عملی طور پر ان تین سالوں میں جو باہر کے ملکوں کے ساتھ معاہدے ہوئے ہیں اگر کسی جگہ ایک بھی اینٹ لگی ہے تو جو سزا ہمیں دیں ہم منظور کرتے ہیں یا میری بات کی مخالفت سعید اکبر نوانی صاحب کر دیں۔

اس صوبہ کے ساتھ کیا مذاق ہو رہا ہے، کیا سوچ کر یہ گندم کی خریداری نہیں کر رہے؟ پندرہ دن ہو گئے ہیں، گندم مارکیٹ میں آ چکی ہے۔ انہوں نے middleman کو گندم خریدنے کے لئے لگا دیا ہے۔ آج میں یہ کہہ رہا ہوں کہ -/800 روپے فی من سے اوپر گندم نہیں خریدی جائے گی اور سارا پیسا middleman بنائے گا، سارا پیسا مسلم لیگ (ن) کے ورکر بنائیں گے اور مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئر مین بنائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

آج انہوں نے ایک اور پراپیگنڈہ کیا ہے کہ -/117 روپے وفاقی حکومت نے ٹیکس لگا دیا ہے اور -/117 روپے کاٹے جائیں گے۔ میں نے اسلام آباد میں Food Secretary سے بات کی اس نے کہا کہ PASCO اور محکمہ خوراک -/950 روپے فی من گندم لینے کے پابند ہیں۔ کیا فائدہ ہے یہ پراپیگنڈہ کرنے کا؟ یہ -/117 روپے middleman لے گا اور وہ middleman کون ہے وہ ہمیں پتا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ہاں، ہاں، پتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اگلے الیکشن میں جو پیسے خرچ ہونے ہیں ان کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

جناب والا! الیکشن کا خرچہ بہت ہو گیا ہے اور یہ اس کا بندوبست ہو رہا ہے۔ اللہ کرے ان کے الیکشن کا خرچہ پورا ہو جائے۔ عوام خود ان کا بندوبست کریں گے۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ جب یہ اپنی speech wind up کریں تو ایک بات کا جواب اس House کو دیں کہ پچھلے سال اس بات کی واضح کمی محسوس کی گئی کہ صوبہ میں گندم کا ذخیرہ کرنے کے لئے سٹور موجود نہیں ہیں۔ مغل بادشاہ نے کلمہ چوک کی طرف اپنا گھر بنالیا ہے اور وہاں کلمہ چوک پر اڑھائی ارب روپے کا فلائی اوور شروع کر دیا گیا ہے کہ روزانہ دو تین منٹ کی تاخیر ہو جاتی ہے اور صوبہ میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے ایک بھی سٹور شروع نہیں کیا گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پیپلز پارٹی کی طرف سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

اگر کوئی سٹور شروع کیا گیا ہے تو مسلم لیگ (ن) کا کوئی معزز ممبر اُٹھ کر اس جگہ کی نشاندہی کر دے کہ فلاں جگہ پر ایک یا دو لاکھ ٹن کی capacity کا سٹور بن رہا ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہماری غلطی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پیپلز پارٹی کی طرف سے
"کلمہ چوک، کلمہ چوک" کی آوازیں)

میرا خیال ہے کہ کلمہ چوک پر گندم ذخیرہ کرنے کا سٹور بن رہا ہے۔ ہم دعا گو ہیں لیکن دعا کرتے ہوئے یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ ہم کس کے لئے دعا کریں جس کا عقل کا خانہ ہی نہیں ہے اس کے لئے دعا کریں؟ جو کسی کی سننے کے لئے تیار نہیں، جو کسی کی ماننے کے لئے تیار نہیں جو اس House میں آنا بھی اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پیپلز پارٹی کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

آج ہماری جو Business Advisory Committee کی میٹنگ تھی میں نے کہا کہ آج ہم اس کمیٹی کے ذریعے request کرتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ اس معزز ایوان میں تشریف لائیں۔ وزیر قانون نے کہا کہ پہلے آپ یہ یقین دلائیں کہ آپ ان کے سامنے اس طرح سے جھک کر کھڑے ہوں گے۔ ہم نے کہا کہ کیا ہم ان کے غلام ہیں؟ ہم آزاد لوگ ہیں، جمہوری لوگ ہیں، جیالے ہیں، وزیر اعلیٰ کیا جو بھی ہوگا ہم حق کی بات کہیں گے، جو سچ ہے وہ کہیں گے ہم وزیر اعلیٰ کو کسی قسم کی گارنٹی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایک گارنٹی میں ان کو دیتا ہوں کہ ہم وزیر اعلیٰ کی عزت کریں گے اور ان کی respect کریں گے لیکن جو حقائق ہیں وہ ان کو سننا پڑیں گے، اگر وہ نہیں سننا چاہتے اور اگر وہ اس House کو کوئی عزت نہیں دینا چاہتے تو پھر کوئی بات نہیں پنجاب کے عوام دیکھ رہے ہیں، پاکستان کے عوام دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ کسی صوبہ کے وزیر اعلیٰ نے یہ شرط لگادی ہو کہ میں House میں اس assurance پر آؤں گا کہ اپوزیشن میرے خلاف نہیں بولے گی۔

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں کہ یہاں آپ ہی کی کرسی پر ضیاء الحق بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پیپلز پارٹی کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

ہمارا پیپلز پارٹی کا ایک جیالا فیصل آباد سے فضل حسین راہی تھا جس نے ضیاء الحق کو کہا تھا کہ ضیاء الحق ادھر سے اٹھ جاؤ تم وردی میں ہو، تم یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم نے تو حق کی بات کرنی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب آپ ناکام ہو چکے ہیں، آپ کے پاس کوئی منشور نہیں ہے آپ کی کوئی سیاسی ٹیم نہیں ہے، آپ تو کسی کی بات سننے کو تیار نہیں ہیں، آپ کے سیکرٹری وزیروں کی بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ آپ کا جو مقامی ڈی سی او ہے اسی ضلع کا وزیر ہے، اسی ضلع کا ڈی سی او ہے وہ اس وزیر کی بے عزتی کر رہا ہے، اسی ضلع کا ڈی پی او اس کی بے عزتی کر رہا ہے اور ناحق کر رہا ہے، اگر کوئی وزیر یا ایم پی اے کہتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ نہیں "چھوٹ" سکتا۔ شام کو اس کی سفارش لاہور سے آجاتی ہے یا کسی جج کی آجاتی ہے تو وہ آدمی گھر آجاتا ہے۔ پیسے لگتے ہیں، قائد اعظم آتا ہے اور وہ آدمی گھر آجاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: کون اے او۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): سب ہیں۔ میں چیلنج کر سکتا ہوں، ریکارڈ سے ثابت کر سکتا ہوں کہ ڈی سی او، ڈی پی او مسلم لیگ (ن) جن کا اس صوبہ کا وزیر اعلیٰ ہے ان کے ایم پی اے کے ساتھ اتنی زیادتی کرتے ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں اور وہ ایم پی اے سچا ہوتا ہے۔ اگر یہ جھوٹے ہیں یا ہم جھوٹے ہیں تو

پھر وہ آدمی شام کو گھر کیسے واپس آ جاتا ہے؟ وہ کام جو ڈی سی او کو ہم کہتے ہیں وہ نہیں ہو سکتا اور شام کو ہی وہ کام ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب والا! وزیر صاحب کی تقریر سے مجھے ایک دکھ ہوا ہے کہ وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں ایک دفعہ نہیں کہا کہ ایم پی اے حضرات یا ایم این اے حضرات اپنے اضلاع میں نگرانی کریں گے یا ان کو اعتماد میں لیا جائے گا کیونکہ اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہے اس لئے وہ ان کا کیوں ذکر کریں؟ یہاں تو ایک پٹواری اپنی مرضی سے نہیں لگ سکتا۔ ہمارا ایک ساتھی جو مسلم لیگ (ن) کا ایم پی اے ہے اس کا اپنا حلقہ ہے وہ دس دفعہ کہہ چکا ہے کہ آپ میرا یہ پٹواری یہاں سے نہ بدلیں انہوں نے کہا آپ کون ہوتے ہیں، جائیں کام کریں یہ پٹواری بدل گیا ہے اور اب یہ نہیں لگ سکتا۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ ایک منصوبے کے تحت سب کچھ ہو رہا ہے۔ ایک آدمی جو یرغمال بنا ہوا ہے اس سے MPAs کی بے عزتی کرائی جا رہی ہے اور اس سے بڑے دکھ کی بات کیا ہو گی کہ اس ملک کا وزیر اعظم اسمبلی کے ہر اجلاس میں خود بیٹھتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لوگوں کی باتیں سنتا ہے، چودھری نثار علی خان کی تنقید کو سنتا ہے، چودھری نثار کے سخت ترین الفاظ کو سنتا ہے لیکن وزیر اعلیٰ پہلے گارنٹی مانگ رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پیپلز پارٹی کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

یہ تو ہم نے آج تک کبھی نہیں دیکھا حالانکہ جاوید ہاشمی نے قوم سے معافی مانگ لی اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف بھی قوم سے معافی مانگیں۔ میں تو کہتا ہوں معافی مانگ لیں کیا ہو جائے گا؟ غلطی کی ہے معافی مانگ لینی چاہئے اور آپ کی پارٹی کا آدمی کہہ رہا ہے ہم تو نہیں کہہ رہے، مسلم لیگ (ن) کا سینئر لیڈر، مسلم لیگ (ن) کا وہ لیڈر جس کو لاہور سے جتوایا گیا، جس کی بیٹی کو ایم این اے بنایا گیا، جس نے جیل بھی کاٹی، جس پر مسلم لیگ (ن) فخر کرتی تھی وہ آج کہہ رہا ہے کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف قوم سے معافی مانگیں۔ اسی House میں میرے سامنے کھڑے ہو کر کہیں کہ میں ضیاء الحق سے تعلق پر قوم سے معافی مانگتا ہوں۔ ہم انہیں خراج تحسین پیش کریں گے اور میں انہیں ہار پہناؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اگر ہماری بات کو bulldoze کرنے کی کوشش کی گئی تو میں اپنے اس ایوان کے معزز ممبران سے گزارش کروں گا، اپنے مسلم لیگ (ن) کے بھائیوں سے بھی یہ گزارش کروں گا اور میں آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمیں بتایا کریں کہ کون آفیسر آپ کی insult کرتا ہے ہم اپوزیشن کے

ایم پی اے جا کر اس کے دفتر کا گھیراؤ کریں گے اور اس سے آپ کی عزت کروائیں گے۔ میں آپ کو اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں۔ آپ یہ سب کچھ اپوزیشن کے دوستوں کے ذمہ لگا دیں ہم آپ کی یہ ڈیوٹی ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وزراء سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کا سیکرٹری آپ کا کام نہیں کرتا، آپ کا کہنا نہیں مانتا تو یہاں کھڑے ہو کر اس کا نام لیں اگر وہ اگلے دن اپنے دفتر بیٹھ جائے تو ساری اپوزیشن استعفیٰ دے جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

گندم خریدنے کے آغاز میں ہی اس کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے، وہ mission ہی ناکام ہو گیا ہے۔ اب اس صوبہ کا 8 کروڑ غریب کاشتکار جس کے خون پسینے کی کمائی آڑھتی کی نذر ہو چکی ہے۔ میں ان تمام دوستوں کو کچھ نہیں کہتا صرف میاں محمد شہباز شریف کو یہ کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف خدا کا خوف کھاؤ، یہ غرور چھوڑ دو، یہ غرور چھوڑ دو۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ سب کے نام آ چکے ہوئے ہیں۔ پانچ منٹ کا وقت ہے تمام ممبران سے یہ گزارش ہے کہ اس بات کو ذہن میں رکھیں۔ جناب محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہماری پارٹی کو بھی وقت دینا چاہئے تاکہ ہم بھی اپنی بات کھل کر یہاں پر کر سکیں۔ میرے خیال میں انصاف کا تقاضا بھی یہی ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے آپ بولیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وہ اس وقت House میں موجود نہیں ہیں اگر آپ مجھے ان کی جگہ پر بولنے کی اجازت دے دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا صرف چھ سات منٹ ہی لوں گا کیونکہ آپ سختی اتنی کرتے ہیں کہ پانچ منٹ کے بعد گھنٹی بجا دیتے ہیں اس لئے میں آپ سے پہلے ہی گزارش کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فرمائیں۔ شروع کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خوراک، پوری کابینہ اور تمام حکومتی ممبران کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی ناقص پالیسی کی وجہ سے پنجاب کے کسانوں کو 70-ارب روپے کا نقصان ہونے کو ہے۔ پنجاب کے کاشتکار کو اس کا 70-ارب روپیہ اس سال نہیں ملے گا چونکہ حکومت پنجاب کی منصوبہ بندی نہایت ناقص ہے۔ بہت

simple حساب ہے اور میں بہت simple arithmetic آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور آپ خود اس کا حساب کر کے دیکھ لیں کہ اس سال پنجاب کے اندر 17 ملین ایکڑ زمین زیر کاشت ہے اور یہ سرکاری اعداد و شمار ہیں اگر ہم اس کی گندی سے گندی average بھی لگائیں، اگر ہم تیس من فی ایکڑ کی بھی average لگائیں حالانکہ چالیس، پچاس من فی ایکڑ ہے اور یہاں پر ہمارے زمیندار بھائی بیٹھے ہیں آپ کو ایسا کوئی بھی نہیں ملے گا جس کی تیس من اوسط آئی ہو۔ اگر ہم کمزور ترین تیس من فی ایکڑ کی اوسط بھی نکالیں تو اس سے 22.5 ملین ٹن گندم پیدا ہو گی لیکن حکومت پنجاب نے تین ملین ٹن کا اپنا target دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ حکومت پنجاب نے زمیندار کی 15 فیصد گندم خریدنے کا maximum target رکھا ہے اور باقی 85 فیصد آڑھتی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ آپ آج منڈی کا ریٹ پتا کروا کر دیکھ لیں اور میں پتا کر کے آرہا ہوں آج منڈی کا ریٹ -/825 روپے فی من ہے اور سرکاری ریٹ -/950 روپے فی من ہے۔۔۔(شور و غل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! -/950 روپے فی من سرکاری ریٹ ہے لیکن گندم -/800 اور -/825 روپے فی من پر فروخت ہو رہی ہے اگر آپ حساب لگائیں تو زمیندار کو -/125 روپے فی من کے حساب سے نقصان ہو رہا ہے اگر اس کا accumulative total effect دیکھیں تو پنجاب کے کاشتکار کو گندم پیدا کرنے کے ساتھ 70۔ارب روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس وقت حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ پٹواری سے فرد ملکیت لینی ہے، بحیثیت ایم پی اے میرے لئے فرد ملکیت لینا تو بہت مشکل ہے چونکہ پٹواری ملتا ہی نہیں ہے اور اگر پٹواری مل جائے تو پھر تحصیلدار سے verification کروانی ہے، پھر باردانے کے لئے بنک ڈرافٹ جمع کروانا ہے اور پھر جیسے قائد حزب اختلاف نے نشاندہی کی ہے کہ آپ کی پیداوار کا تقریباً ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ کے لئے باردانہ ملے گا یہ ساری ملی بھگت آڑھتی کے لئے ہو رہی ہے، آڑھتی وہ ظالم شخص ہے جو -/800 روپے فی من کے حساب سے گندم خرید رہا ہے، پھر وہ ہر من کے پیچھے اڑھائی کلو گرام بٹہ لگا رہا ہے جو کہ سوا چھ فیصد یہ نقصان پہنچتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی زندگی سہل کرے، آسان کرے۔

جناب سپیکر! میں ڈیرہ غازی خان کا ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں ہماری فصل کی harvesting threshing ہوتے ہوئے دس پندرہ دن ہو چکے ہیں اور میں وزیر خوراک کو challenge کرتا ہوں کہ

ابھی تک ایک بیگ بھی نہیں خرید ا گیا۔ بارشوں کا موسم ہے اور گندم تیار ہو کر باہر کھلے عام میں پڑی ہوئی ہے اور خراب ہونے کا خدشہ ہے لیکن حکومت کی طرف سے باردانہ نہیں دیا گیا۔ آج کی یہ شنید ہے کہ آج باردانہ دیا جائے گا، ڈی سی او صاحب کے کہنے کے مطابق میرے گاؤں کے ساتھ جو Purchase Centre ہے اس پر آج 1500 بیگ دیئے جائیں گے اور وہاں پندرہ سو سے زیادہ لوگ لائن میں کھڑے ہوئے ہیں اگر سب کو ایک ایک بیگ بھی دیا جائے تو شاید وہ بھی پورا نہ ہو سکے۔ حکومت کی اس پالیسی میں کسان کے ساتھ ایک بہت بڑی discrimination ہو رہی ہے اور یہ ہماری ترجیحات میں نہیں آ رہا۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ افسروں کو کہا گیا ہے کہ discourage کیا جائے، گندم کی 22.5 ملین ٹن پیداوار ہو گی اور تین ملین ٹن یعنی حکومت پندرہ فیصد خریدے گی اور اس کے پاس بقیہ 85 فیصد گندم خریدنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ ابھی وزیر خوراک صاحب نے بڑے بلند دعوے کئے اور بڑے فخر سے بتایا کہ انہوں نے ایکسپورٹ کی مارکیٹیں ڈھونڈ لی ہیں۔ اگر ایکسپورٹ کی مارکیٹیں ہیں تو پھر حکومت ایک ایک دانہ خریدے۔ حکومت جو بار بار یہ اعلان کرتی ہے کہ ہم ایک ایک دانہ خریدیں گے تو حکومت خریدے۔ جو کاشتکار اس ملک کو چلا رہا ہے، آپ کی انڈسٹری سے زیادہ آپ کا کاشتکار اس ملک کو چلا رہا ہے۔ جب انڈسٹری پر مشکل وقت آتا ہے، ان پر tough times آتے ہیں تو ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹری والے اپنی انڈسٹری اٹھا کر بنگلہ دیش چلے جاتے ہیں۔ کاشتکار کہیں جا سکتا ہے اور نہ ہی اس نے کہیں جانا ہے بلکہ اس کا جینا مرنا اسی دھرتی کے ساتھ ہے، وہ son of the soil ہے اور وہ اسی زمین پر رہے گا۔ ہمیں اس کا خیال کرنے کی ضرورت ہے۔ کاش! گندم کی خریداری سے پہلے یہ اجلاس کیا جاتا اور ہمارے مشورے لئے جاتے اور حکومت یہ چیز discuss کرنے سے نہ بھاگتی، اگر ہم اسے یہاں پر پہلے discuss کرتے تو شاید اپوزیشن بنچوں سے کوئی مفید مشورہ آ جاتا۔ انڈیا ہمارا ہمسایہ ملک ہے آپ جا کر پنجاب میں دیکھیں کہ کس طرح وہاں پر کوآپریٹو کے ذریعے باردانہ، گندم کی پیداوار بلکہ حکومت ان کے لئے سب کچھ produce کرتی ہے اور ان سے لیتی ہے، ہماری طرح نہیں کہ کاشتکار اپنی پیداوار کرنے کے بعد اسے در در لے کر پھر رہا ہے لیکن اسے خریدنے والا کوئی نہیں ہے، وہ سردیوں کی ٹھنڈی راتوں میں اٹھ کر پانی لگاتا ہے اور گرمیوں کی گرم دوپہروں کے اندر اپنے کھیت کا خیال رکھ رہا ہوتا ہے تاکہ ہم سب بھوکے نہ ہوں۔ اس وقت ساری دنیا کو food security کے crisis کا مسئلہ ہے لیکن ہمارے پنجاب کا کاشتکار آپ کے لئے آپ کی فوج ہے وہ آپ کو security provide کر رہا ہے لیکن ہم اس کے ساتھ کس طرح treat کرتے ہیں؟ کاشتکار وہ مظلوم طبقہ ہے کہ جب وہ اپنی پیداوار لے کر جاتا ہے تو خریدنے والا

اس کا نرخ لگاتا ہے -جب اس اسمبلی کی طرف سے یہ پنسل خریدی گئی ہو گی تو اس کو بیچنے والے دکاندار نے کہا ہو گا کہ یہ -/3 روپے کی ہے، -/5 روپے یا ایک روپے کی ہے اور ہماری اسمبلی نے جو نرخ کہا ہو گا اس سے تھوڑی سی negotiation کی ہو گی کہ -/2 روپے کی بجائے آپ -/2 روپے کی دے دو یعنی بیچنے والا اپنی چیز کا نرخ بتاتا ہے لیکن کاشتکار وہ مظلوم طبقہ ہے کہ جب اس کی کاٹن پیدا ہوتی ہے تو جننگ فیکٹریاں اس کا نرخ لگاتی ہیں، جب یہ گندم پیدا کرتا ہے تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ یا آڑھتی اس کا نرخ لگاتا ہے اور جب یہ گنا پیدا کرتا ہے تو شوگر ملز اس کا نرخ لگاتی ہیں اس حکومت کو کاشتکار کے لئے ایسے اقدامات لینے چاہئیں کہ یہ کاشتکار اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے-

جناب سپیکر! یہ اتنی simple سی بات ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی، لوگوں کو اس کی سمجھ کیوں نہیں آتی، آپ ایک فصل پر کاشتکار کو support کریں تو وہ تین، چار ماہ میں economy turn around کر کے دے دیتا ہے-اسی کاشتکار کے پیسے مارکیٹ میں آتے ہیں تو انارکلی اور لبرٹی کی رونقیں بڑھتی ہیں، یہی پیسے لے کر آتا ہے تو ہمارے جیل روڈ کے شورومز پر گاڑیاں بکتی ہیں، اسی کی وجہ سے آپ کی جننگ فیکٹریاں اور ٹیکسٹائل ملیں چلتی ہیں اور پاکستان ٹیکسٹائل ایکسپورٹ کر کے زرمبادلہ کماتا ہے لیکن ہم بار بار اسی کاشتکار کو رگڑتے ہیں اور اس بے چارے کو جو کچھ ملتا ہے وہ اس پر صبر کر کے چپ کر کے بیٹھ جاتا ہے-میری یہ گزارش ہے کہ حکومت ابھی بھی باردانے کی تقسیم کو شفاف کر دے-وزیر خوراک صاحب! ہمارے صوبہ میں گندم کی 22.5 ملین ٹن پیداوار ہوتی ہے اس لئے تین ملین خریدنے سے گزارہ نہیں ہو گا، خدارا کاشتکار سے گندم خریدیں تاکہ آپ کے ملک کی، آپ کے صوبے کی economy کا پہیہ چلے، وہ encourage ہو اور مزید اس میں محنت کرے-میں معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ وفاقی اور صوبائی حکومت دونوں اس وقت کاشتکار کے لئے نہیں سوچ رہیں-ابھی ہم نے ٹریکٹر پر 17 فیصد ٹیکس لگا دیا ہے، کھاد پر 17 فیصد ٹیکس لگا دیا ہے-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: یہ ٹیکس کس نے لگایا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: سب نے لگایا ہے-

MR ACTING SPEAKER: No cross talk please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس وقت کاشتکار کو support کرنے کی ضرورت ہے، میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ یہ وفاقی حکومت سے بھی بات کریں، پاکستان پیپلز پارٹی کے جو بھائی بیٹھے ہیں وہ بھی اپنی حکومت سے بات کریں کہ اگر

حکومت پنجاب کے پاس وسائل کی کمی ہے تو پاسکو گندم خریدے، وفاقی حکومت بھی اس میں شامل ہو جائے اور پرائیویٹ پبلک انٹر پرائزز کو بھی encourage کیا جائے، لوکل فلور ملوں کے لئے بھی سہل کیا جائے کہ وہ بھی گندم خرید سکیں، کسانوں کی کوآپریٹو سوسائٹیز بنائی جائیں جو مل کر یہ چیزیں خریدیں، بنکوں کے کنسور شیم آئیں اور آکر commodities اٹھائیں تاکہ growers کو اس کی commodities کی صحیح قیمت ملے، ساری دنیا کے اندر commodities exchanges ہیں لہذا ہمارے ہاں بھی commodities exchanges بنائی جائیں جس میں storage ہو اور حکومت پبلک پرائیویٹ انٹر پرائزز کے اندر storage facilities بنائے اور لوگ اپنی commodities کو وہاں store کریں۔ بد قسمتی سے حکومت پنجاب کی جو پرانی storage کی facilities تھیں ان کے بھی نیلام ہو رہے ہیں۔ وزیر خوراک میری اس بات سے agree کریں گے اور اگر یہ کہیں تو میں انہیں اخبار کے اشتہارات دکھا سکتا ہوں کہ storage facilities کو نیلام کیا جا رہا ہے۔ جب خوراک اور اپنی food security کے بارے میں ہماری seriousness یہ ہوگی اس وقت تک ہم کبھی بھی کہیں نہیں جا سکیں گے۔ ہم بہت بڑے بڑے ایسے اقدامات کرتے ہیں جن کے ساتھ ہماری اخبار کی خبریں تو شاید ضرور لگ جائیں گی لیکن جو اصل issues ہیں وہ address نہیں ہوتے۔ دانش سکول یا موبائل ہسپتال خبریں تو بڑی اچھی بناتے ہیں اور front page news بنتی ہیں لیکن جب ان غریب کاشتکاروں کی produces نہیں لی جائے گی تو ان کی زندگی کے اندر جو تلخیاں آئیں گی اور ان کی زندگی کے اندر محرومیوں کا جو ایک سیلاب اُٹھے گا اس کے بارے میں بھی خدا کے لئے کچھ کریں۔ ابھی بھی وقت نہیں گزرا، میں وزیر خوراک سے گزارش کرتا ہوں کہ باردانہ کی تقسیم بہتر کی جائے۔ یہ کوئی Rocket Science or Nuclear Science نہیں ہے۔ ہمیں اس چیز کا علم ہے کہ اتنا علاقہ under cultivation ہے اور اتنی ہماری پیداوار ہوگی۔ یہاں پر سارے زمیندار بیٹھے ہیں مجھے بتائیں کہ پچاس من سے کم پیداوار کس کھیت سے آرہی ہے؟ بارانی علاقے جہاں پر بہت کم بارشیں ہوئی ہیں اور خشک سالی ہے تو وہاں پر بھی 30 من فی ایکڑ سے زیادہ پیداوار ہوگی۔ میری گزارش ہے کہ اگر ہماری گندم کی پیداوار 22 یا 25 ملین ٹن ہونی ہے اور خریداری کا ہدف ہم نے صرف تین ملین ٹن رکھا ہے تو پھر باقی گندم کہاں جائے گی؟ اس سے صرف حکومت کی بدنامی ہوگی۔ مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے جو کرتا دھرتا لوگ ہیں وہ اپنی مرضی سے باردانہ تقسیم کریں گے۔ اس وقت market price اور سرکاری price کا ڈیڑھ سو روپے فی من کا فرق ہے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلم لیگ

(ن) کے لوگ اپنی جیبیں بھریں گے۔ مجھے ابھی میرے ایک معزز اور محترم ساتھی نے بتایا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایک ایم پی اے کے ڈیرے پر -/100روپے کے حساب سے باردانہ تقسیم ہو رہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ بات غلط ہو۔ میری دعا ہے کہ یہ بات غلط ہو لیکن جس وقت باردانہ کا حصول اتنا مشکل بنا دیا جائے گا کہ پٹواری ڈھونڈو، تحصیل دار سے تصدیق کراؤ پھر باردانہ ملے گا تو اس سے کسان کیا سوچے گا؟ باردانہ کے حصول کے لئے عجیب طرح کی شرائط عائد کی گئی ہیں اور کاشتکار کے لئے مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ لغاری صاحب اس ایم۔پی۔اے کا نام لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! خواجہ صاحب کو اگر کوئی اعتراض ہے تو وہ اپنی باری پر اس کا جواب دے دیں لیکن میری تقریر میں مداخلت نہ کریں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس وقت کاشتکار کو discourage کیا جا رہا ہے تاکہ وہ حکومتی نرخ پر اپنی گندم نہ بیچ سکے۔ میں پھر سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت کی طرف سے گندم کی خریداری کے target کو بڑھایا جائے، مزید پیسوں کا انتظام کیا جائے، بہتر storage facilities بنائی جائیں اور ایک commodity exchange کو قائم کرنے کے لئے کام شروع کیا جائے تاکہ اس صوبہ کے کاشتکار کو اپنی جنس کا آسانی کے ساتھ صحیح نرخ مل سکے۔ اگر ہم میں policy making کے حوالے سے کوئی کمی ہے تو پھر باقی دنیا میں بہتر models کو دیکھیں اور ان کو replicate کیا جائے۔ ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے اندر agriculture marketing and agriculture commodities کی handling کا ایک بہترین نظام موجود ہے۔ اگر ہم اور کچھ نہیں کر سکتے تو ان سے وہ نظام سیکھ لیں، ان سے پوچھ لیں۔ 1935 میں The Punjab Cooperative Act لاگو تھا تقسیم کے بعد ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے اندر اسی 1935 کے Act کو adopt کیا گیا۔ ہم دونوں ملکوں کے اندر The Punjab Cooperative Act,1935 نافذ ہے۔ ہندوستان نے اس Act کو استعمال کرتے ہوئے، اس میں ترامیم کرتے ہوئے اور اس کو بہتر کرتے ہوئے اپنے کاشتکار کو on field inputs مہیا کیں اور پھر on field اس کی پیداوار بھی اٹھائی جاتی ہے جبکہ ہمارا کاشتکار inputs کے لئے بھی آڑھتی اور سود کے چکر میں پھنسا ہوا ہے اور اپنی پیداوار فروخت کرنے کے لئے بھی اس کو کوئی جگہ نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک مرتبہ پھر میں وزیر خوراک سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ یہ اعلان کر کے میرے دل کو خوشی سے مالا مال کر دیں کہ حکومت purchase کا target بڑھا رہی ہے اور سیاسی

وابستگیوں سے پاک، ایک شفاف طریقے سے باردانہ کی تقسیم کو یقینی بنایا جائے گا۔ باردانہ کے حصول کے لئے کاشتکار کو پٹواریوں کی جکڑ سے نکال کر آسانی اور بہتری پیدا کی جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آج نماز کے وقفے اور کورم point کئے بغیر ایک عمیق تر مسئلے کی طرف حکومت کی پوری پوری توجہ مبذول ہے اس پر میں حکومت کی شکر گزار ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ wheat procurement کے حوالے سے کاشتکاروں کو درپیش مسائل کو کس طرح سے حل کیا جائے؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے محسن لغاری صاحب نے انتہائی تفصیل کے ساتھ اس پورے House کو تمام points سنا دیئے ہیں تو ان کے بعد تقریر کرنے کے لئے صرف ایک دو باتیں رہ جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ باردانہ کی کمی کی شکایات اور کسی policy کے بغیر wheat procurement کے کام کو کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے آڑھتی کا role بڑھتا جا رہا ہے اس میں improvement کے لئے تجاویز دی جا چکی ہیں۔ مجھے ایک چیز point out کرنی ہے کہ growers کے اوپر ایک indirect tax burden بھی ہے، گو کہ indirect tax burden ایک نیا لفظ ہے لیکن اگر اس پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ گندم کو کاشت کر کے grow کرنے کے لئے pesticides, fertilizers اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان سب چیزوں کے اوپر جو taxes لگے ہیں وہ بذات خود growers پر ایک بہت بڑا بوجھ ہیں۔ پہلے کہتے رہے کہ ہم G.S.T نہیں لگائیں گے لیکن اب یہ tax بھی لگا دیا گیا ہے۔ یہ چھپ چھپ کر جو taxes لگائے جا رہے ہیں اور grower جو indirect tax burden face کر رہا ہے اس کی طرف توجہ دینا بھی انتہائی ضروری ہے۔ کھادیں، زرعی ادویات اور بجلی کی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کہوں گی کہ growers کو ان چیزوں پر subsidy دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے شہباز شریف صاحب کو یہ کہوں گی کہ آپ کو اپنے سستے تنوروں کی روٹیوں کی قسم، آپ یہ سوچ لیں کہ جب آپ کے پاس گندم ہوگی تو پھر ہی آٹا ہوگا اس لئے اس گندم کی بھی اتنی ہی قدر کریں جتنی قدر آپ سستے آٹے اور سستی روٹی کی کرتے ہیں یہ اس کی baseline ہے، یہ اس کی بنیاد ہے۔ لوگوں کی غربت میں اضافہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر wheat procurement کے ہدف کو حکومت تبدیل نہیں کرتی تو پھر growers کا بہت زیادہ نقصان ہو جائے گا۔ حکومت کو ہر صورت میں wheat procurement کے اپنے اہداف کو بڑھانا ہوگا۔ ایک ٹیلیویژن چینل کی خبر کے مطابق باردانہ میسر نہ ہونے کے باعث زمیندار خود گندم کو تھیلوں میں بھر کر

سڑک کے کنارے لے آئے ہیں۔ گندم کی کٹائی ہو رہی ہے اور زمینداروں کو بارش سے اس کے خراب ہونے کا خطرہ لاحق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی حکومت کی main power تخت لاہور میں ہے اور آپ urban area کے لوگ کہلاتے ہیں۔ پنجاب کی زیادہ اکثریت کا شتکار طبقہ سے تعلق رکھتی ہے جن کے حقوق کے لئے آواز اٹھانے کے لئے آج ہم یہاں اس ایوان میں موجود ہیں۔ اس ایوان کے ممبران کی اکثریت backward areas or agricultural areas سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر آپ گندم کے ایک ایک دانے کی خریداری کرنے کی پالیسی اختیار کر لیں تو یقیناً یہ ان growers کے اوپر ایک بہت بڑا احسان ہو گا اور ان کی ترقی کا باعث بھی بنے گی۔ growers friendly policy بنائی جائے۔ یہاں پر بہت سی task forces بنائی گئی ہیں میں سفارش کرتی ہوں کہ wheat procurement کے حوالے سے بھی ایک task force تشکیل دی جائے اور surplus wheat کے ایک ایک دانے کو خرید کر export کیا جائے۔ ہم نے farms to market roads اسی لئے بنوائی تھیں تاکہ کسانوں کو آسانی ہو سکے۔ ایک ٹیلی ویژن چینل کی خبر کے مطابق آج ہماری ہی بنائی ہوئی سڑکوں پر growers اپنی گندم لے کر کھڑے ہیں اور اسے حکومت خرید نہیں رہی۔ ایک کمیٹی یا task force اور کچھ ذمہ دار لوگوں کی ضرورت ہے۔ آج بھی دیر نہیں ہوئی، گندم کا دانہ دانہ خریدنے کے لئے حکومت اپنی policy کو revise کرے اور میاں محمد شہباز شریف صاحب سے appeal ہے کہ وہ urgent basis پر بیٹھیں اور ان تمام کاشتکاروں کو on board لے کر wheat procurement کے حوالے سے ایک favourable policy تشکیل دیں اور اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس حوالے سے کامیابی ہو گی اور ہمیں ان غریب کاشتکاروں کی دعائیں ضرور ملیں گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمارے بھائی نے اس ایوان میں اعداد و شمار کے مطابق بڑی سیر حاصل گفتگو کی ہے لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ انگلش کے ایک محاورے کا حوالہ دوں گی۔ A stitch in time saves nine بات یہ ہے کہ ہم آج اس اسمبلی میں کھڑے ہوئے ہیں اور یہ اسمبلی منتخب نمائندوں کے اوپر مشتمل ہے۔ دراصل ہمارا کام کیا ہے؟ basically ہمارا کام یہی ہے کہ ہم نے پالیسیاں بنانی ہیں، ہم نے اپنے عوام کے لئے پورے system کو ایک تسلسل کے ساتھ چلانا ہے اور بروقت فیصلے

کرتے ہوئے ایسی پالیسیاں مرتب کرنی ہیں کہ اُن پالیسیوں کے ثمرات عام لوگوں تک پہنچ سکیں۔ کیا ہمارے پنجاب کے آج کے حکمران اس چیز کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ کامیاب ہیں؟ میں یہ دیکھتی ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میڈیا کا دور ہے جس کے باعث ہم یہ دیکھ رہے ہیں اور سب یہ دیکھ رہے ہیں کہ باردانہ کے لئے لڑائیاں اور دھکم پیل ہو رہی ہے۔ ہمارے کسان دن رات محنت کر کے اس گندم کو اگاتے ہیں، جب اس گندم کے ثمرات سے مستفید ہونے کا وقت آتا ہے تو وہ ایک لمبی قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ باردانہ کے حصول کے لئے وہ گھنٹوں قطار میں لگے ہوئے ہیں تو آپ اس صورت حال کو اپنے اوپر رکھ کر دیکھئے اور خود سے محسوس کر کے سوچئے کہ وہ کس کرب اور اذیت سے گزرتے ہیں؟ ایک تو باردانہ ندارد، دوسرا گندم کی خریداری کا process ابھی تک proper طریقے سے شروع ہی نہیں ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم جدید دور کے لوگ ہیں لہذا ہم انقلاب لے کر آئیں گے۔ انقلاب لانے کے لئے سر میں سینگ کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ انقلاب لانے کے لئے proper planning کی ضرورت ہے اور ابھی میرے بھائی نے کہا کہ ہم ہمسایہ ملک سے ہی سیکھ لیں۔ ہم ہمسایہ ملک سے کیا سیکھیں؟ میں یہ کہتی ہوں کہ آج سے ہزاروں سال پیچھے فرعونِ مصر کے اُس دَور میں چلے جائیں اور اُن سے ہی نصیحت سیکھ لیں کہ جب کوئی latest equipment نہیں تھا اور اُس وقت ہر کام ہاتھوں پیروں سے کیا جاتا تھا۔ حضرت یوسف کے اُس وقت کے دَور کو اگر آج کاپی کر لیتے۔ ابھی تک دعوے کئے گئے کہ ہم گودام بنائیں گے، پچھلے سال کے بجٹ میں بھی یہ کہا گیا کہ ہم نئے گودام تعمیر کریں گے تاکہ گندم ضائع ہونے سے بچ سکے لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک بھی گودام تعمیر نہیں ہوا۔ حضرت یوسف نے اُس دَور میں سات سال کے لئے غلہ ذخیرہ کیا تھا اور سب سے اہم چیز اناج ہے کیونکہ پیٹ میں اناج ہوگا تو زندگی ہوگی، زندگی ہوگی تو باقی سارے لوازمات ہوں گے اور پڑھائی لکھائی تو بعد میں آتی ہے۔ سب کچھ بالائے طاق رکھتے ہوئے نئے گودام بنانے چاہئیں تھے، باردانہ تقسیم ہونا چاہئے تھا اور اُس کی قیمت خرید صحیح طریقے سے متعین کرتے ہوئے middleman کے کردار کو ختم کرنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! آپ نے یہ کہا تھا کہ آج ہم point of orders نہیں لیں گے اور اپنی بات گندم پر بحث میں کر سکتے ہیں۔ میں علامہ اقبال کے شعر سے اپنی اس بات کو ختم کروں گی:۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشہء گندم کو جلا دو

جناب والا! میں آپ کی اجازت سے ایک بات ضرور کہوں گی کہ اس اسمبلی میں جس دن محکمہ داخلہ کے سوالات کے جوابات تھے اُس دن ایک سوال کا جواب آیا تھا کہ پنجاب میں حکام بالا کے حکم کے مطابق ہر ایک کو ایف آئی آر درج کرانے کا اختیار حاصل ہے۔ سوچے سمجھے بغیر اور پالیسی مرتب کئے بغیر جو فیصلے ہوتے ہیں اُن فیصلوں کا نقصان بھی اُتنا ہی بڑا ہوتا ہے۔ محکمے کی طرف سے اس سوال کا جواب آیا کہ لاہور میں 75,800 جھوٹی FIRs درج ہوئی ہیں، وہ جھوٹی FIRs درج ہوئی ہیں لیکن آپ ذرا سوچئے کہ 75,800 لوگ کس کرب اور اذیت سے گزرے ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ کا پانچ منٹ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب محترمہ حمیرا اویس صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نگہی سلیم صاحبہ!

محترمہ نگہی سلیم: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ گندم کی خرید کے اوپر آج جو بحث شروع کی گئی ہے یہ بحث کافی عرصہ سے pending تھی۔ وزیر اعظم کی پالیسی 09-2008 کے باعث ہمارے ملک کو خاصی خود کفالت حاصل ہوئی بلکہ اس پالیسی کی وجہ سے ہم نے گندم export کرنا بھی شروع کر دی۔ پاکستان یقینی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے یہ زمیندار ہر قسم کا چیلنج قبول کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے زمینداروں کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کریں اور اُن کے ساتھ تعاون کریں تاکہ وہ گندم کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کریں۔ ہماری آبادی کا 70 فیصد حصہ زراعت سے منسلک ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جیسے ابھی میرے ساتھیوں نے گندم کے حوالے سے پنجاب حکومت کی negligence کا ذکر کیا ہے اور ہمارے قائد حزب اختلاف نے بھی اس چیز کا برملا اظہار کیا ہے کہ پنجاب کے اندر اربوں روپیہ خرچ کر کے جس طرح سے flyover کا سلسلہ شروع کر کے اپنے علاقے کو facilitate کیا گیا ہے میں خود بھی یہ سمجھتی ہوں کہ اس سے بہتر تھا کہ گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے نئے گودام بنائے جاتے کیونکہ ہماری 60 فیصد economy زراعت سے حاصل ہوتی ہے اس لئے اس چیز کو priority پر رکھنا چاہئے تھا کہ اس میں زیادہ سے زیادہ بہتری پیدا کی جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جہاں اربوں روپیہ مختلف پالیسیوں پر خرچ کیا جا رہا ہے تو نئے گودام بنانے کے لئے کچھ پیسے خرچ کئے جانے ضروری تھے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے دانش سکولوں پر اربوں روپیہ خرچ کیا ہے اور ایک ایک دانش سکول پر کروڑوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کون سی education کی promotion کے لئے یہ کوششیں کر رہے ہیں کیونکہ گزشتہ دنوں پانچویں اور آٹھویں کلاس کے بورڈ کے

امتحانات لئے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ نویں اور دسویں کلاس کے بورڈ کے امتحانات ہوئے تو ہم سب کو اس چیز کا واضح طور پر پتا ہے کہ بچوں کو رول نمبرز کے سلسلے میں کس طرح سے خوار کیا گیا اور انہیں (ب) فارم بنانے کے لئے دفاتر کے چکر لگانا پڑے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ ہی گدھے اور گھوڑے کو ایک ہی لائن میں کھڑا کر دیا گیا کہ ابھی بورڈ کے امتحانات ہوئے نہیں تھے تو یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ تمام بچے کامیاب قرار دیئے جائیں گے۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ ایک خاص بات کی طرف مبذول کرانا چاہوں گی کہ غیر مسلم طلباء کو اسلامیات کی جگہ Ethics کا آپشنل مضمون دیا گیا تھا لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پانچویں اور آٹھویں کلاس کے غیر مسلم طلباء کو Ethics کی کوئی کتاب یا سلیبس نہیں دیا گیا۔ جب کسی سکول کا پرنسپل، ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس بورڈ سے سفارش کرتا تھا کہ غیر مسلم طلباء کے لئے انہیں کوئی کتاب فراہم کی جائے تو محکمہ تعلیم کی طرف سے انہیں یہی چیز بتائی جاتی تھی کہ آپ net سے topics حاصل کر لیں۔ اس میں افسوس کی بات یہ ہے کہ جب بچوں کا سو نمبر کا پیپر لیا گیا تو وہ بچے جو position holders تھے انھوں نے ethics کا جو پیپر دیا اس میں ethics کے حوالے سے جو topics دیئے گئے تھے ان میں سے سوال نہیں آئے۔ ان بچوں کو یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے ہر صورت یہ پیپر دینا ہے۔ ان بچوں کا جب نتیجہ آیا تو پانچویں اور آٹھویں کے تمام غیر مسلم بچوں کی result sheets پر (*)star لگا ہوا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ غیر مسلم بچوں کے ساتھ ایسا کرنا discrimination ہے۔ ان بچوں کو کوئی کتاب دی گئی اور نہ سلیبس دیا گیا۔

آپ ایک طرف تو ایجوکیشن میں بڑی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، دانش سکول بنائے جا رہے ہیں لیکن دوسری طرف انہی بچوں کو بالکل پیچھے پھینک رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ چاہوں گی کہ اگر وزیر تعلیم میری بات سن رہے ہیں تو براہ مہربانی اس چیز کو دیکھیں کیونکہ یہ discrimination ہے اور ان بچوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی بھی ہے جو position holders تھے۔ یہ بھی زیادتی ہے کہ سب بچوں کو ایک لائن میں کھڑا کر دیا گیا اور سب کو کامیاب بھی قرار دیا گیا اور دوسری طرف انہی بچوں کی result sheets کے اوپر (*)star بھی لگا یا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العلمین۔ جناب سپیکر! گندم کی کٹائی شروع ہے اور ایک کروڑ اسی لاکھ ٹن پیداوار متوقع ہے۔ کسانوں کے لئے صرف زبانی facilitate نہیں بلکہ عملی طور پر اقدامات بھی کرنے چاہئیں۔ میں خود بھی زمیندار ہوں اور یہاں زیادہ تر ممبران کسان ہیں اور

گندم کی پیداواری مشکلات سے آگاہ ہیں۔ وفاقی حکومت نے گندم کی قیمت میں اضافہ کر کے کسان کو معاشی سہولت بہم پہنچائی ہے جس کے وہ مستحق تھے۔ اس مہنگائی میں گندم کے سٹوروں کی فوری ضرورت ہے جن کی تعمیر فوری طور پر پنجاب میں شروع ہونی چاہئے۔ پنجاب میں کاشتکار ایک تذبذب میں گندم کاٹ رہا ہے، پیداوار کی قیمت کم، محنت زیادہ اور خریداری کا پروگرام کسان پر واضح نہ ہے۔ میرے ضلع چکوال میں گندم کھیتوں میں ڈھیروں کی شکل میں کئی جگہ پڑی ہوئی ہے۔ ہمارا ملک زرعی ہے، جب تک زراعت کو فوقیت نہ دی جائے گی ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوگا۔ میں صوبوں کے خلاف نہیں، United States of Pakistan بنانے پر اعتراض نہیں مگر صوبے خود کفیل، خود مختار، معاشی طور پر مضبوط اور یکجہتی کا باعث ہونے چاہئیں نہ کہ قومی یکجہتی کو نقصان پہنچے اور قومی سلامتی کی بنیاد پر کوئی صوبہ نہیں بننا چاہئے۔ ہمیں فیصلہ کرنا چاہئے کہ آج ہم آپس میں بے شک مخالفت کریں مگر ملک کی سلامتی پر کوئی مخالفت نہ ہو۔ میری تجویز ہے کہ وزیر صاحب کھادوں سے بچنے کے لئے خود زرعی سائنسدانوں کی ایک کمیٹی بنائیں اور غیر ضروری کھادوں پر پابندی لگائیں۔ چکوال کا علاقہ بارانی ہے وہاں اتنی زیادہ کھاد ڈالی جاتی ہے کہ پہلے جو ٹینڈے چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے اب وہ بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں جن کے کھانے سے طبیعت بھی خراب ہوتی ہے۔ یہ کھاد کہاں سے آ رہی ہے کن ملکوں سے آ رہی ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ ہم بے شک ایک دوسرے کی مخالفت کریں لیکن ایسی کوئی مخالفت نہ ہو جس سے ہماری قوم، ملک اور یکجہتی کو نقصان پہنچے۔ ہمارا ملک زرعی ملک ہے جب تک ہم زراعت پر مناسب توجہ نہ دیں گے اور غریب ان پڑھ کسان کو مالی طور پر مستحکم نہ کریں گے تو ہم اس ملک کو آزادی کی ان راہوں پر نہیں چلا سکیں گے جن پر چل کر بالآخر ملک معاشی طور پر مضبوط ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! گندم کی پیداوار کے حوالے سے حکومت جو مناسب ترین اقدامات مزید اٹھا سکتی ہے وہ اٹھائے۔ اس اسمبلی کے ممبران جو کسان ہیں آپ انھیں خط لکھیں کہ وہ اپنی تجاویز دیں کہ جن پر عمل کر کے صوبہ پنجاب کو آپ مستحکم زرعی صوبہ بنا سکیں۔ اگر آپ کی طرف سے مجھے خط آئے گا تو میں ایک بارانی زمیندار ہوں اور بہت بڑی زمیندار ہوں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت مضبوط منصوبے آپ کو پیش کروں گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب احمد حسین ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میں بہت مختصر باتیں کروں گا اور کوشش کروں گا کہ repetition نہ ہو۔ اس وقت دیکھنے میں آیا ہے کہ پچھلے سال کی گندم کا ایک بہت عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے اور خاص طور پر اس وقت جن مراکز پر گندم خریدی جارہی ہے وہاں پر وہ گندم موجود ہے۔ اگر وہاں پر پچھلے سال کی گندم موجود ہے تو پھر نئی خریدی جانے والی گندم کے لئے حکومت پنجاب نے کیا انتظامات کئے ہیں اور اس گندم کو پہلے کیوں وہاں سے remove نہیں کیا گیا اس سے ہونے والے نقصانات کو بھی مدنظر رکھا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم تین ملین ٹن گندم خرید رہے ہیں اور باقی حکومت خریدنے سے قاصر ہے تو اس وقت صورتحال یہ ہو گی کہ middleman اور وہ کاروباری طبقہ جو blackmail کرکے کاشتکار سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے وہ اس وقت دھاک لگائے بیٹھا ہے کہ اتنی کم گندم لینے کے بعد باقی جتنی بھی گندم ہے وہ اپنے من مانے نرخوں پر خریدے گا۔ میں اس سلسلے میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں اگر اس پر عمل کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید حکومت کو اتنی گندم خرید بھی نہ کرنی پڑے اور غریب کاشتکار کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ اگر اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ حکومت تمام گندم خریدے گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کاروباری لوگ جو آج چھ سات سو روپے فی من کا rate بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں جب وہ یہ دیکھیں گے کہ اسی rate پر حکومت تمام لوگوں سے گندم خرید رہی ہے جو کہ export بھی ہو رہی ہے تو فرق تین چار سو روپے کی بجائے دس بیس روپے کا ہو گا اور وہ لوگ بھی حکومت کی طرح عوام کی گندم خرید رہے ہوں گے۔

جناب سپیکر! ایک بہت اہم بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پٹواری یا تحصیلدار کے ذمہ لگا دیا گیا ہے کہ پرچہ بنا کر دیں اور ان لوگوں کو دیں جو کاشتکار ہوں جبکہ یہاں practice یہ ہو رہی ہے کہ گندم کو خریدنے والے طبقے نے deal کر لی ہے اور وہ کاشتکاروں کے جھوٹے پرچے حاصل کر رہے ہیں اس پر میری تجویز یہ ہے کہ کوئی ایسا سخت اقدام اٹھایا جائے یا ایسا حکم جاری کیا جائے کہ اگر کسی پٹواری یا تحصیلدار نے اس قسم کی embezzlement کی تو اس کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے گی۔ آپ آج اس سزا کو نافذ کر دیں اور اس کا ڈرپیدا کر دیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم جتنی بھی گندم خریدی جائے گی اُس کاشتکار کی خریدی جائے گی اور گندم خریدنے والے اس میں فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ پٹواری کا ریکارڈ درست ہونا یا اُس کی چیکنگ ہونا بھی اس میں بہت ضروری ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہر ایم پی اے کے حلقے میں جب گندم خریدی جائے تو اُس کمیٹی میں متعلقہ ایم پی اے کو ضرور رکھا جائے،

اسے monitor کرنے کے لئے ایم پی اے کو خصوصی طور پر نامزد کیا جائے اور کوشش یہ کی جائے کہ پارٹی سے ہٹ کر تمام لوگوں کی گندم خریدی جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر جنوبی پنجاب وہ علاقہ ہے جہاں سے گندم کی bulk پیداوار آتی ہے اور جنوبی پنجاب میں محرومیوں کی وجہ سے اگر وہاں سے گندم کم خریدی جائے گی تو زیادتی ہوگی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ترقیاتی منصوبوں کو کم کر کے اُس پیسے کو گندم کی خریداری میں لگا کر اگر تمام گندم خریدی جائے اور خصوصی طور پر اُن محروم علاقوں کے لوگوں کے لئے مکمل گندم خریدی جائے تو یہ محرومی ختم ہوگی جس کی وجہ سے آج سرائیکی صوبے کا نعرہ لگا ہے۔ میں وزیراعظم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج اس کا اعلان کیا ہے۔

(اذانِ مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں میں ایک اور محرومی کا جو اضافہ ہونے جا رہا ہے آج ہی اُس کی کوئی حکمت عملی ایسی بنالی جائے کہ وہاں پر رہنے والے ہم لوگ یہ محسوس نہ کریں کہ یہاں تختِ لاہور کی طرف سے ہمارے ساتھ ایک اور زیادتی ہو رہی ہے۔ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جلال پور کے جلسے میں وزیراعظم صاحب نے جنوبی سرائیکی صوبے کا جو مطالبہ تسلیم کیا ہے اس پر میں اُن کو خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں آخر میں صرف دو باتیں اور کرنا چاہوں گا کہ ایک سازش کی گئی ہے کہ پچھلی جو گندم موجود ہے اُس میں سے بہت ساری گندم کو خراب گندم show کر کے ایک اور ڈاکا مارا جا رہا ہے جس کے لئے کوئی خصوصی کمیٹی بنائی جائے جو اس چیز کو بھی چیک کرے کیونکہ گندم بہت زیادہ ہے اور پچھلی بہت ساری گندم کو خراب declare کر کے ایک اور ڈاکے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو اڑھائی کلو گرام کا بٹہ لگتا ہے اُس پر کاشتکاروں کی امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ اگر ایک بوری پر اڑھائی کلو بٹہ لگتا ہے تو کتنے ہزاروں لاکھوں ٹن گندم ضائع ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس گندم کے مسئلے کو کسی پارٹی بازی اور بغیر کسی مخالفت کے صرف اور صرف اُس کاشتکار کا خیال کیا جائے جو ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اگر کاشتکار خوشحال ہوگا تو ہم خوشحال ہوں گے، اس کے لئے خصوصی حکمت عملی بنائی جائے اور خاص طور پر یہ اعلان کیا جائے کہ ہم تمام گندم خریدیں گے تاکہ مسائل حل ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب رانا تنویر احمد ناصر صاحب!۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد وارث کلو صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ملنا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے اُس دن بھی آپ سے ایک عرض کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر بات کر کے اور کورم point out کر کے چلے جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کوئی بھی point out نہیں کرے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب ہر وقت مذاق کے mood میں رہتے ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی یہ خود گندم پر بات کرنے کے mood میں نہیں تھے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں مذاق کے mood میں نہیں ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا اہم issue ہے اس پر میں تھوڑا سا یہ عرض کروں گا کہ اس میں محترم قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب، محسن لغاری صاحب اور میرے بہت سارے دوستوں نے غلط اعداد و شمار دیئے ہیں اور کہنے کی یہ کوشش کی ہے کہ یہ حکومت گندم کی خریداری میں پوری طرح توجہ نہیں دے رہی۔ میرے پاس تھوڑے سے اعداد و شمار ہیں جسے بے شک یہ check کر سکتے ہیں۔ اس حکومت کو تین سال ہو گئے ہیں تو حکومت نے پہلے سال 57 لاکھ ٹن گندم خریدی تھی، دوسرے سال ساڑھے 37 لاکھ ٹن اور اس سال 40 لاکھ ٹن گندم خریدنے کا ہدف ہے اور منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم اس ہدف کو مزید بڑھائیں گے۔ چونکہ اس سال گندم کی فصل bumper crop ہے اس لئے ہم توقع کرتے ہیں کہ یہ بڑھائیں گے اور انشاء اللہ دانہ دانہ گندم خریدی جائے گی۔ بات ہو رہی تھی کہ ساری گندم خریدی جائے لیکن بات وہ ہوتی ہے جو حقیقت کے مطابق ہو۔ پچھلے سال بھی گندم

ایک کروڑ 80 لاکھ ٹن تھی لیکن اس دفعہ توقع ہے کہ اس سے بھی زیادہ ہوگی اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ساری کی ساری گندم کی فصل صرف حکومت پنجاب خرید کرا پنے پاس رکھ لے۔ میں پچھلے ادوار کی بات کروں گا۔۔۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! یہ اپنی تجاویز دیں۔

ملک محمد وارث کلو: میں اپنی تجاویز ہی دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری یہ عرض ہے کہ یہاں پر اپنی اپنی تجاویز منسٹر خوراک کو دینی ہیں اس لئے میرے انتہائی قابل احترام کلو صاحب اپنی تجاویز دیں لیکن جو یہ بات کر رہے ہیں وہ تو منسٹر صاحب کا کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! میرے خیال میں جس کا جو ٹائم ہے اُس میں وہ جو مرضی کہے جس طرح محترمہ نگہی سلیم صاحبہ نے بھی باتیں کی ہیں۔ جی، کلو صاحب! آپ فرمائیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا موازنہ بھی کروں گا کیونکہ پچھلی دفعہ بھی میں ممبر تھا۔ پچھلے سالوں میں کبھی بھی 25 لاکھ ٹن سے زیادہ گندم نہیں خریدی گئی جس کا ریکارڈ موجود ہے لیکن میاں محمد شہباز شریف نے جب دیکھا کہ گندم کا ریٹ -/950 روپے فی من ہو گیا تو انہوں نے فوراً 57 لاکھ ٹن کر دی جس کی figure 37 لاکھ روپے آئی۔ یہاں پر بات ہوئی کہ اس دفعہ گندم گوداموں میں پڑی ہے۔ میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لاتا ہوں کہ 20 لاکھ ٹن گندم جو گوداموں میں پڑی ہے وہ اس وجہ سے پڑی ہے کہ 30 لاکھ ٹن گندم باہر بھیجنے کے آرڈر حکومت پنجاب کے پاس موجود تھے جو export ہونی تھی۔ یہاں سے گندم کراچی پورٹ پر جاتی تھی لیکن سندھ میں ایک طاقتور وزیر نے دفعہ 144 کی آڑ میں حکومت پنجاب کے گندم لے کر جانے والے ٹرکوں سے بھی جگا وصول کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے صرف آٹھ لاکھ ٹن گندم جا سکی جبکہ 20 لاکھ ٹن ابھی بھی پڑی ہے لیکن اس کے باوجود مزید انتظامات کر لئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح وزیر موصوف نے وعدہ کیا ہے تو مزید بھی خریداری ہوگی۔ جو خریداری پچھلی دفعہ ہوئی تھی اور مارکیٹ میں گندم پھینکتے رہے تو -/950 روپے فی من rate تھا اور ہم نے demand and supply کے فارمولے کو بھی دیکھنا ہے کیونکہ میں بھی ایک زمیندار ہوں اور -/950 روپے فی من صرف بڑے زمیندار کو ہی مل رہا ہے اور demand and supply فارمولے

کے مطابق مارکیٹ میں -/700 سے -/750 روپے فی من گندم تب ملتی رہی ہے کہ جب ضرورت ہوتی تھی تو محکمہ خوراک گندم مارکیٹ میں پھینک دیتا تھا۔

جناب سپیکر! جب سے میاں محمد شہباز شریف آئے ہیں اور انہوں نے جو پالیسی دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل درست رہی ہے اور گندم کی خریداری میں یہ فارمولا بنایا گیا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ والے چھوٹے کاشتکار سے گندم خریدی جائے گی اور اس کی باقاعدہ خسرہ وگرداوری چیک ہوگی۔ یہاں بات پٹواریوں اور فلاں، فلاں کی ہو رہی تھی تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس طرح چیک اینڈ بیلنس نہ ہوا تو اس وقت صورتحال یہ ہو گی کہ ساڑھے بارہ ایکڑ والا غریب چھوٹا کاشتکار پیچھے بیٹھا رہ جائے گا اور میرے جیسا بڑا زمیندار پہلے اپنے اثر و رسوخ سے گندم فروخت کر کے فارغ ہو جائے گا۔ ایک کروڑ 80 لاکھ ٹن میں سے اگر 40 لاکھ ٹن گندم حکومت نے خریدنی ہے تو پھر آپ دیکھیں کہ اس فارمولے کے تحت باقی بچنے والی ایک کروڑ 40 لاکھ ٹن گندم بڑے زمینداروں کی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فارمولے کو strictly observe کرنا چاہئے اور چھوٹے کاشتکاروں سے گندم خرید کر سٹور کرنی چاہئے۔ گندم کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ خوراک والے اسے open بھی سٹور کر لیتے ہیں کیونکہ جب شروع شروع میں گندم آتی ہے تو یہ اسے open گوداموں میں سٹور کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! آرڈیننس کے ذریعے withholding tax 17 percent لگا دیا گیا ہے جو کہ گندم پر براہ راست لگ گیا ہے جس کی وجہ سے کاشتکاروں کو -/950 روپے کی بجائے -/140 روپے deduct ہو کر -/810 روپے فی من مل رہے ہیں جو کہ غریب، چھوٹے کاشتکاروں کا قتل عام ہے۔ اب یہ ٹیکس مشینری پر بھی لگ گیا ہے جس طرح محسن لغاری صاحب نے کہا ہے کہ جس نے ٹریکٹر book کروایا تھا اس پر بھی لگ گیا ہے جو کہ کاشتکاروں کا قتل عام ہے اور ایسے طریقے سے غریب کاشتکاروں کا قتل عام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! 9۔ارب روپے کی لاگت سے پنجاب میں گریٹر تھل کینال کی first phase بنائی گئی ہے جبکہ اس پراجیکٹ پر 31۔ارب روپے مزید لگنے ہیں تو اس phase کو operational کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے دو ہزار کیوسک پانی ارسا سے مانگا ہے۔ صوبوں کی کل requirement پندرہ ہزار کیوسک ہے جبکہ بجلی کے شارٹ فال کی وجہ سے ارسا نے بیس ہزار کیوسک پانی چھوڑا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ چار اضلاع جن میں بھکر، خوشاب، جھنگ اور لیہ شامل ہیں تو گریٹر تھل کینال کے first phase کے لئے اگر ارسا سمندر میں پھینکے جانے

والے پانی سے دو ہزار کیوسک پانی دے دے تو ہماری تھل کینال operational ہو جائے گی اور 9-ارب روپے بچ جائیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب نعیم خان بھابھا صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ملک جہانزیب وارن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد معین وٹو صاحب!۔۔۔ وہ بھی نہیں ہیں، جناب ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ جس موضوع پر آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے وہ اتنا احساس اور اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے پاکستان کی بالخصوص اور پنجاب کی بالعموم 70 فیصد آبادی براہ راست منسلک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت پاکستان کی backbone ہے اور پاکستان زراعت پر basis کرتا ہے۔ جو زرعی products ہیں اس basis پر ہماری ملیں اور فیکٹریاں چلتی ہیں جس سے ہماری معیشت کا پہیہ رواں دواں ہے۔ میرے کافی بھائیوں اور دوستوں نے اس پر بات کی ہے۔ میں راجہ صاحب جو کہ قائد حزب اختلاف اور میرے بڑے بھائی بھی ہیں کا انتہائی احترام کرتا ہوں اور ان سے بحیثیت محب وطن ایک پاکستانی اور ایک کاشتکار کا بیٹا ہونے کے ناتے سے دست بستہ یہ التجا کروں گا کہ راجہ صاحب! ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جمہوری حکومت ہیں، ہم منتخب ایوان کا حصہ ہیں اور ہم اسمبلی کے ذریعے قانون سازی کریں گے لیکن میں جناب سپیکر کی وساطت سے ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ Ordinances کیوں ہمارا منہ چڑا رہے ہیں؟ اور جو حالیہ آرڈیننس جاری کیا گیا ہے اسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاشتکاروں، زمینداروں اور پاکستان و پنجاب کے 70 فیصد دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے ایک معاشی قاتل ثابت ہوگا جس سے پاکستان کی زراعت اور زمیندار طبقہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس آرڈیننس کے ذریعے 17 فیصد سیلز ٹیکس ٹریکٹر اور ٹریکٹر کے پارٹس، pesticides، فرٹیلائزرز اور زراعت کی تمام inputs پر لگایا گیا ہے۔ ٹریکٹر کی قیمت پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں دو لاکھ سے لے کر ساڑھے تین لاکھ روپے تک jump کر کے اوپر چلی گئی ہے۔ جب زراعت میں اہم کردار ادا کرنے والی چیزوں پر سیلز ٹیکس لگا دیں گے تو یہ معاشی قتل نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

جناب سپیکر! اس نام نہاد کالے آرڈیننس کے ذریعے آڑھتیوں، جننگ ملز اور رائس ملز پر بھی withholding tax 2 percent لگا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے آڑھتی آج کاشتکاروں کا گلا کاٹ رہے ہیں اور راجہ صاحب! کاشتکاروں کا گلا کاٹنے میں کس کا کردار ہے؟ وفاقی حکومت کے اس آرڈیننس

کا کردار ہے، پنجاب حکومت کا اس میں کردار نہیں ہے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ آپ کی پاسکو گندم کی خریداری تو یکم مئی سے کر رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

میں یہ بات on record کہہ رہا ہوں اور اگر میری یہ بات غلط ہو تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ پاسکو یکم مئی سے گندم کی خریداری شروع کر رہی ہے۔ اگر یہ کاشتکار pro کاشتکار ہوتے اور pro poor ہوتے تو یہ پالیسی ایسے بناتے؟ ہاں، جناب سپیکر! جہاں تعریف کرنے والی بات ہے تو میں appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے گندم کی قیمت کو -/950 روپے فی من کیا اور میں اس پر بہانگ دہل appreciate کرتا ہوں لیکن میری دست بستہ اپوزیشن کے بھائیوں سے التجا ہے کہ وہ بتائیں پاسکو نے علی پور، لیہ، حافظ آباد، میلسی، بورے والا، بہاولنگر اور خان پور میں جہاں گندم خریدنی تھی تو وہاں پر کتنی بوری گندم خریدی گئی ہے؟

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے کہا کہ ہم نے پنجاب کے کاشتکار کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے 25۔ارب روپے کا interest بنکوں کو دیا تاکہ کاشتکار کی معیشت کا پہیہ چلتا رہے اور اس gap کو bridge کرنے کے لئے جب ایکسپورٹ پالیسی adopt کرتے ہوئے ہم نے گندم ایکسپورٹ کے لئے بھجوائی تو "مکسی فورس" کے غنڈوں نے وہاں دفعہ 144 لگا کر ہماری گندم کو نہیں جانے دیا۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں اپنے بھائیوں سے سوال کرتا ہوں کہ سندھ میں کس کی حکومت ہے؟ ہماری پنجاب کی گندم کو وہ کراچی تک کیوں نہیں جانے دے رہے؟ وہاں غنڈوں کی فورس بیٹھی ہوئی ہے جو کہ آئین کی خلاف ورزی ہے کیونکہ food commodity پر کوئی کسی قسم کی دفعہ 144 لاگو نہیں ہوتی اور یہ آئین پاکستان کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ ہماری پنجاب حکومت کا کوئی vision نہیں ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ vision اور پالیسی کی تعریف کیا ہوتی ہے؟ یہی vision ہے کہ first come first go. یعنی پہلے آیئے اور پہلے پایئے۔ کاشتکار کو one go میں دو سو بوری دی جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پٹواری کے چنگل سے جلد از جلد آزاد ہوں۔ اس کے لئے بھی پنجاب حکومت نے ایک effective نظام قائم کیا ہے جس میں ایک ایم پی اے کا نامزد کردہ نمائندہ، کسان فورم کا نمائندہ اور لوکل زمیندار کے نمائندہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ کیا ہی اچھا

ہوتا کہ آج میرے بڑے بھائی راجہ ریاض صاحب ایک ایسا لائحہ عمل دیتے، ایک ایسا vision دیتے، ایک ایسی پالیسی دیتے اور وفاقی حکومت سے بات کر کے آتے کہ ہم وہ کالا آرڈیننس واپس لے رہے ہیں تو میں آج ان کو خراج تحسین پیش کرتا لیکن انہوں نے وہ کچھ نہیں کیا۔ میں ہمیشہ یہ نہیں چاہتا کیونکہ I am son of the soil، میں دیانتداری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ I am not playing with gallery، میں حقائق بیان کر رہا ہوں اور اگر کوئی اس کو جھٹلا دے تو میرا گریبان حاضر ہے۔

جناب والا! ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے monitoring کا ایک effective نظام دیا ہے، میڈیا آزاد ہے اور ہمارے میڈیا کے بھائی جا سکتے ہیں اس کے علاوہ ہم نے ایک پالیسی اور vision دیا ہے، الحمد للہ سیلاب کے باوجود پاکستان کی تاریخ میں گندم کی bumper فصل ہوئی ہے۔ ہم 40 لاکھ ٹن گندم اس لئے خرید رہے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ قیمتیں level میں رہیں، قیمتوں پر کنٹرول رہے اور ہم قیمتوں کو کنٹرول کر رہے ہیں لیکن کوئی شک نہیں کہ اس میں مزید بہتری کی گنجائش ہے اور ہمیں گودام بنانے چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم مستی خیل صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آخری بات کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ کبھی اگر راجہ صاحب مہربانی فرمائیں تو جو انہوں نے غریبوں، کسانوں، کاشتکاروں اور مفلوک الحال طبقہ کے بچوں کے لئے جو دانش سکول بنائے گئے ہیں ان کی مخالفت کی ہے وہ چھوڑ دیں۔ ایچیسن کالج اور گھوڑا گلی میں مراعات یافتہ اشرافیہ کے بچے پڑھتے ہیں اور اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے غریبوں اور کسانوں کے بچوں کو ان کے مقابلے میں کھڑا ہونے کے لئے دانش پبلک سکول قائم کئے ہیں تو یہ کوئی دہرا معیار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور مجھے فخر ہے کہ میرے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ہیں اور میں ان کا ممبر ہوں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ رائے محمد اسلم خان!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں انہیں welcome کرتا ہوں اور ہم میں یہ جرأت اور ہمت ہے کہ ہم تنقید سن سکتے ہیں۔ کاش! اُس کرسی پر وزیر اعلیٰ پنجاب بیٹھے ہوتے اور میرے معزز ممبران کی بات بھی اسی توجہ سے سنتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ رائے محمد اسلم خان صاحب!

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آج جس اہم موضوع پر بات ہو رہی ہے اس کو سیاسی رنگ دینا چاہئے، نہ تنقید برائے تنقید کرنی چاہئے بلکہ میرے بہت سے بھائیوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں، بہت اچھی تجاویز دی ہیں اور facts and figures بتائے ہیں لیکن میں زمینی حقائق کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ عملاً کاشتکاروں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟ اس process سے جو کاشتکار اور زمیندار گزرتا ہے اسے یہ احساس ہے کہ گندم کی خریداری کے سلسلے میں کاشتکار کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! پٹواری سے فرد ملکیت حاصل کرنے سے لے کر گندم کو فوڈ سنٹر میں پہنچانے تک جو کاشتکار کا حال ہوتا ہے وہ سب جانتے ہیں تو میری متعلقہ وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اسے آسان اور کرپشن سے پاک بنائیں۔ جب ایک سادہ کاشتکار پٹواری کے پاس جاتا ہے تو بغیر پیسے کے اسے فرد ملکیت نہیں ملتی، بغیر پیسے کے انہیں گرداوری بھی نہیں ملتی اور جب وہ اس process سے نکل کر گرداوری کی نقل اور زمین کی فرد ملکیت حاصل کر لیتا ہے تو اس کے بعد اسے کئی کئی دن لائنوں میں لگنا پڑتا ہے۔ ابھی میرے ایک معزز بھائی نے یہ کہا ہے کہ وہاں کمیٹی میں کسانوں میں سے ایک نمائندہ لیا جاتا ہے، ایم پی ایز کا نامزد کردہ نمائندہ لیا جاتا ہے، کسانوں کی تنظموں کا ایک نمائندہ لیا جاتا ہے لیکن حقائق یہ ہیں کہ سارا دن ایک کاشتکار لائن میں کھڑا رہتا ہے، دوسری طرف رات کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نمائندہ اپنے گھر میں بیٹھ کر آڑھتیوں کی فہرستیں تیار کرتا ہے اور پٹواری سے جعلی گرداوریاں حاصل کی جاتی ہیں۔ میرے ایک معزز بھائی نے کہا تھا کہ ایک ایم پی اے کے ڈیرے سے -/100 روپے فی بوری باردانہ بیچا جا رہا ہے تو میں اس کی نفی کرتا ہوں کیونکہ ایم پی ایز عوام کے منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں، پھر انہوں نے انہی لوگوں کے سامنے جانا ہوتا ہے تو وہ ان کی روزی روٹی کا سودا کیسے کر سکتے ہیں لیکن کرپشن ہو رہی ہے اور پچھلے دو سالوں کا یہ تجربہ ہے کہ کرپشن ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تین لوگوں کی جو وہاں پر کمیٹی بنائی جاتی ہے اب تو ان کے دستخط بھی خود کر لئے جاتے ہیں اور انہیں پتا نہیں ہوتا کہ آج کتنی درخواستیں وصول کی گئی ہیں، ان کی ترتیب کیا تھی اور کتنا باردانہ تقسیم کیا گیا ہے؟ ہمیں اس چیز کو کنٹرول

کرنا ہے اور اس نظام کو مؤثر بنانا ہے۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے نمائندہ کو چاہئے تھا کہ پٹواری کی کرپشن کو کنٹرول کرے لیکن ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے نمائندے آڑھتیوں سے پیسے لے کر جعلی گرداوریاں وصول کر کے ان کے نام لسٹوں میں شامل کرتے ہیں تو اصل میں اسی وجہ سے کاشتکار کا استحصال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے صرف 15 فیصد گندم خریدنی ہے اور 85 فیصد کا کوئی وارث نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ 15 فیصد گندم صرف کسانوں سے خریدی جائے لیکن وہ 15 فیصد گندم مڈل مین اور سرمایہ دار طبقہ سے لی جاتی ہے جو کہ ستر فیصد طبقہ کا مسلسل استحصال کر رہے ہیں۔فوڈ سنٹر پر جو باردانہ کی تعداد fix کی جاتی ہے اور ٹارگٹ دیا جاتا ہے اس میں آدھی سے زیادہ تعداد منڈیوں میں آڑھتیوں کے پاس پہنچ جاتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ نے کوٹا دینا ہے تو یہ سنٹروں کو نہیں، منڈیوں کو نہیں، آڑھتیوں کو نہیں بلکہ پٹوار سرکل پر کاشتکاروں کو دیا جائے کہ اس پٹوار سرکل میں سے اتنی گندم خریدی جائے گی۔اگر آپ نے پٹوار سرکل بنا رکھے ہیں تو اس میں رقبہ بھی برابر ہے اور ان تمام سرکل میں گندم بھی کاشت ہوتی ہے تو کیوں نہ تمام پٹوار سرکلز میں باردانہ کی برابر تقسیم کی جائے۔ وزیر خوراک صاحب سے گزارش ہے کہ یہ ایک بہت بڑا دھوکا ہے، یہ ایک بہت بڑا ڈرامہ ہے، آج کسی کسان کے بیٹے سے پوچھ کر دیکھیں کہ وہ کون سا علاقہ ہے جہاں ایک ایکڑ سے صرف آٹھ بوری گندم پیدا ہوتی ہے، انہیں کم از کم بیس فیصد کوٹا کرنا چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔ جب ملک میں حالات خراب ہوں تو سرمایہ دار اور صنعت کار اپنی فیکٹریاں دوسرے ممالک میں لے جاتے ہیں لیکن کاشتکار اپنی زمینیں کہاں شفٹ کریں؟ کاشتکار کی تو قبریں اسی زمین میں بنی ہیں، اس نے تو اِسی زمین میں دفن ہونا ہے۔ملک کی ستر فیصد آبادی جو آپ کی خوراک کے لئے غلہ پیدا کرتی ہے، آپ کی فیکٹریاں چلانے کے لئے raw material پیدا کرتی ہے، اگر آپ انہیں ختم کرنا چاہتے ہیں تو آپ پاکستان کی ستر فیصد عوام کا استحصال کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ انقلاب ضرور آئے گا جس انقلاب کی آپ بات کرتے ہیں۔ خدارا زرعی انقلاب کا نعرہ لگائیں۔ پاکستان کے کسان کی بہتری کا سوچیں اور باقی کسی انقلاب کی بات نہ کریں اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو یہ ستر فیصد آبادی، یہ کاشتکار ایک دن اس تیس فیصد آبادی کو گریبانوں سے پکڑ کر اپنا ملک ان سے آزاد کرا لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محمد حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ اشعار عرض کروں گا کہ:

سمندر دے کلیجے تے رڑھک ہک در کے مر جاوے
ہے ڈب کے مرن مہنا تے بندہ تر کے مر جاوے
اُدوں سورج دی اگ اگڑے اُدوں تپاں نوں ہوش آوے
جدوں پوہ دی برف اُتے غریبی ٹھر کے مر جاوے
تے مالی دی محبت نوں بڑا وڈا اُلامہ اے
کوئی تتلی چمن ویکھے تے ہوکا بھر کے مر جاوے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج ہمارے معزز ممبران نے زراعت اور wheat procurement کے حوالے سے جو تجاویز دی ہیں ان میں بہت سے اعداد و شمار دیئے گئے ہیں۔ اس بات سے تو کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور منسٹر صاحب نے خود فرمایا ہے کہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن اس ریڑھ کی ہڈی پر کتنی ضربات لگائی گئیں اور آج تک ہمارے farmers اور growers کا استحصال ہو رہا ہے۔ یہ کب تک ہوتا رہے گا؟ آج بھی ہماری ستر فیصد آبادی دیہات میں موجود ہے اور زراعت کے پیشے سے منسلک ہے۔ اگر آپ پچھلے بجٹ کو دیکھ لیں تو GDP میں بھی اس کا role reflect 26.4 percent ہو رہا ہے۔ اگر ملک کی معیشت میں زراعت کا کردار نہ ہوتا تو اس ملک کا کیا بنتا؟ یہ ہمارے لئے ایک بہت ہی بڑا لمحہ فکریہ ہے اس وقت procurement policy جس میں ہم کہتے ہیں کہ food security دی جائے یہ تو پوری دنیا کا مسئلہ ہے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے وزیراعظم پاکستان نے پالیسی کا اعلان کیا اور کسان کو incentive دیا اور ہمارے کسانوں اور کاشتکاروں نے ثابت کر دیا کہ ان میں اتنے guts and qualities موجود ہیں کہ دُنیا میں کسی قسم کا بھی بحران آ جائے تو وہ اس کو نمٹنے کے لئے تیار ہیں۔ ان میں اتنی جرأت ہے کہ وہ اس food security سے نکل سکتے ہیں۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے تو ہمیں زراعت کے حوالے سے دنیا کے اوپر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم نے اس food security کو، اس opportunity کو کس طرح سے avail کرنا ہے۔ بجٹ 09-2008 میں cold storage کے لئے جو پیسے رکھے گئے اور اس کا انفراسٹرکچر بنانا تھا جس کے لئے ایک ادارہ PEMCO بنایا گیا، vision کے حوالے سے جو بات میرے معزز دوست کر رہے تھے میں اس vision کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ وہ storage facility تو دے دی گئی

لیکن باقی کا انفرا سٹرکچر کہاں گیا،اس کو کیوں مکمل نہیں کیا گیا؟vegetables and fruits کے لئے export zones بنائے گئے تھے، منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم اس دفعہ 3.5 ملین یعنی 35لاکھ ٹن گندم procure کریں گے، اس کا ہدف 3.5 سے 4.0 ملین ٹن رکھا گیا ہے لیکن جس طرح منسٹر صاحب نے خود فرمایا ہے کہ 2.5 ملین ٹن کے سودے ہو چکے ہیں تو وہ 2.5 ملین ٹن اس میں کیوں نہیں شامل کئے جا رہے؟ اس طرح سے ہم 6 ملین ٹن یعنی 60 لاکھ ملین ٹن گندم procure کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے معزز بھائی مستی خیل نے بہت اچھی بات کی، انہوں نے کہا ہے کہ زمینداروں کا استحصال آڑھتی کر رہے ہیں تو یہ fault کہاں پر ہے؟ ہمیں مارکیٹنگ سسٹم improve کرنے کی ضرورت ہے اگر ہم اس مارکیٹنگ سسٹم کو improve نہیں کریں گے تو زمینداروں کا استحصال ہوتا رہے گا۔ کسی بھی فصل کی بات کر لیں اگر ہم نے کاٹن میں اتنی ایکسپورٹ کی ہے تو اس میں گورنمنٹ نے زمینداروں کو کہاں facilitate کیا؟ یہ ایک انٹرنیشنل مارکیٹ تھی جس میں crisis آیا تو ریٹ اتنا بڑھ گیا جس کی وجہ سے ہماری کاٹن ایکسپورٹ automatically بڑھ گئی۔ میں اس میں زیادہ نہیں، تھوڑی سی تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ اس وقت بھی جو wheat procurement policy ہے اس کے مطابق ہم نے پچھلے سال یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم گندم کا دانہ دانہ خریدیں گے تو آج ہم کیوں ان کسانوں کو ignore کر رہے ہیں، ہم کیوں وہ دانہ دانہ خریدنے کی بات نہیں کر رہے؟ میرے علم کے مطابق اس وقت دو سو بوری فی دِن ایک گاؤں کو دی گئی جو آٹھ بوری فی ایکڑ کے حساب سے ہے اور دو سو سے زیادہ بوری فی دِن کے حساب سے نہیں دیں گے۔ اگر آپ اعداد و شمار دیکھ لیں تو اس کے مطابق ساٹھ مربع سے لے کر ایک سو ستر مربع تک گاؤں موجود ہیں ان اعداد و شمار کے مطابق ایک گاؤں میں ایک مربع پر دو بوریاں آتی ہیں تو دو بوری ایک مربع پر فی دن ملے گی تو procurement کیسے ہو گی؟ ہمیں اس عمل کو شفاف بنانا چاہئے جس طرح پچھلے سال اخبار میں اس پالیسی کی advertisement ہوتی رہی اس دفعہ بھی اخبارات میں advertisement دینی چاہئے کہ ہم کسانوں کو اس حساب سے procure کریں گے اور ان کے ریٹس کو ensure کرنے کے لئے جتنی بھی پرائیویٹ کمپنیاں ہیں ان کو involve کرنا چاہئے۔ اس میں ہمارے ایکسپورٹ کے جتنے بھی ٹینڈر ہو چکے ہیں یا ہمارے پاس موجود ہیں جو منسٹر صاحب نے کہا ہے ہمیں ان اہداف کو بھی اس میں شامل کر لینا چاہئے۔ اس طرح ہم ساٹھ لاکھ ٹن گندم procure کر لیں گے تو یقین کریں کہ یہ کسانوں پر بہت بڑا احسان ہو گا اور وہ کسان آپ کی ضروریات سے زیادہ آپ کو دے گا۔ 3.5 ملین ٹن food security گورنمنٹ reserve کے طور پر

رکھ لے اور 25 لاکھ ٹن گندم جس کے سودے ہو چکے ہیں اگر اس کو بھی شامل کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ کسانوں پر بہت بڑا احسان ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں، بہت شکریہ۔ جی، سعید اکبر خان نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج گندم کی خریداری پر اس House میں بحث ہو رہی ہے یہ بہت ہی ضروری ہے۔ مجھے تو صرف بحث اس لئے کرنی ہے کہ میرے چھوٹے بھائی راجہ ریاض صاحب نے اپنی تقریر میں مجھے یاد فرمایا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس درد دل سے، جس پیار اور محبت سے انہوں نے پنجاب کے عوام کے لئے wheat procurement پر اپنے جذبات کا اظہار کیا میں ان کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس پورے House کے تمام ممبران کو یہ علم ہے کہ wheat procurement کرتی کون ہے، اس کا total share فیڈرل گورنمنٹ دیتی ہے۔ اس دفعہ فیڈرل گورنمنٹ نے 85۔ارب روپیہ دیا ہے جس سے پنجاب میں گندم خریدی جائے گی۔ اس خرید پر کسی دوسرے پر الزام لگایا جائے، اگر گندم میں نے خریدنی ہے اور پیسا راجہ ریاض صاحب نے دینا ہے جتنا یہ پیسا دیں گے تو اتنی ہی ہم گندم خرید سکیں گے۔ دوسرا جو اس وقت بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جو strategic reserve تھا، میرے بھائی یہاں بیٹھے ہیں میں criticize کرنے کا ذہنی طور پر قائل نہیں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حقائق ہمارے سامنے آئیں اور ان حقائق پر ہم بیٹھ کر بات کریں، جہاں راجہ ریاض صاحب بات کر سکتے ہیں وہ جا کر بات کریں جہاں ہم بات کر سکتے ہیں ہم ان سے بات کریں۔ وہ strategic reserves ہوتے تھے اور emergency کو meet کرنے کے لئے ہوتے تھے۔ پچھلے سال بھی 25 لاکھ کے reserves تھے جو کہ فیڈرل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے اور اس کے against Provincial Government اپنی ضرورت کے مطابق خرید کرتی ہے۔ پچھلے سال کے 25 لاکھ کے مقابلے میں اس دفعہ وہ reserve پانچ لاکھ ٹن کر دیا گیا ہے۔ جب پہلے ہی بیس لاکھ ٹن کم کر دیا گیا ہے تو پھر purchase definitely کم ہو گی اس لئے میری اپنے پیپلز پارٹی کے ممبران سے یہ گزارش ہے کہ جو emergency storage کرنی تھی emergency کو meet کرنے کے لئے جو storage کرنی تھی اس کا بھی ایک مقصد ہوتا ہے، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو صوبہ گندم زیادہ پیدا کرتا ہے وہاں یہ maximum stock کیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی صوبے کو جیسے اگر

بلوچستان کو ضرورت پڑتی ہے تو فیڈرل گورنمنٹ یہاں سے گندم اٹھا کر صوبہ بلوچستان کو دے دیتی ہے۔ دوسری اس میں فلاسفی یہ ہے کہ جب اگلی فصل تیار ہوتی ہے تو اس وقت دیکھا جاتا ہے کہ آیا ہماری فصل target کے مطابق ہے پھر اس کو اسی وقت dispose of کر دیا جاتا ہے otherwise وہ 20 لاکھ یا جتنا بھی reserve ہے وہ اگلی فصل کی کمی کو پورا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پچھلی دفعہ فیڈرل گورنمنٹ نے گندم کی خرید کے لئے 130-ارب روپے دیئے آج اس کے لئے وہ 85-ارب روپے دے رہے ہیں۔ میری راجہ ریاض صاحب سے یہ request ہے کہ کل ہی وزیراعظم صاحب سے ملیں اور ان سے کہیں کہ پنجاب میں جو آپ کا reserve ہے ایک تو اس کو بڑھائیں دوسرا جو procurement کے لئے آپ نے بجٹ رکھا ہے اس کو maximum کریں تاکہ پنجاب کے کاشتکار سے جو گندم خریدی جارہی ہے وہ پوری خریدی جائے اس کے علاوہ انہوں نے جو دوسری باتیں کیں کہ یہاں گندم خریدنے میں نقص ہے میں ان کی اس بات سے کبھی deny نہیں کرتا اور ان کی بات کو وزن دیتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ اپنی اس پالیسی پر پھر غور کریں۔ عام کاشتکار کی سہولت کے لئے اگر کوئی اور تبدیلی کرنی پڑتی ہے تو ضرور کریں۔ باردانے کی جو تقسیم ہے وہ منصفانہ ہونی چاہئے اور ہر آدمی کو جو بھی کاشتکار ہے جس نے بھی گندم کاشت کی ہے اس کو بلاتفریق باردانہ دیا جائے تاکہ کوئی بھی اس میں یہ محسوس نہ کرے کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میرے بھائی مستی خیل صاحب نے بھی کہا کہ پانچ چھ اضلاع میں PASCO گندم خریدتی ہے۔ ہمارے ملحقہ ضلع لیہ کے کچھ حصوں میں محکمہ خوراک گندم خریدکرتا ہے اور کچھ حصوں میں PASCO خرید کرتی ہے۔ ہمیں یہ احساس ہے کہ اس دفعہ گندم کی خرید دو تین دن لیٹ شروع ہوئی ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ میں criticize کر رہا ہوں بلکہ میں جو facts ہیں وہ بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر! PASCO نے اپنا target یکم مئی کا رکھا ہے۔ اگر وزیراعظم صاحب نے کل گندم کی کٹائی کا افتتاح کرنا تھا تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ تین دن پہلے PASCO گندم خرید شروع کر دیتی تو شاید پنجاب گورنمنٹ پر بھی اس بات کا pressure آتا اور وہ بھی انہی تاریخوں میں خریداری شروع کر دیتی۔ ایک بات میں پورے House کی توجہ کے لئے کہتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کی economy کو اگر کسی نے سہارا دیا ہوا ہے تو وہ زراعت ہے۔ آپ پچھلے تین سال یا اس سے پہلے کے ادوار کی economy کی growth دیکھ لیں، جہاں تک انڈسٹری کی growth کا تعلق ہے وہ تو اتنی نیچے آچکی ہے جس کا کوئی حد حساب ہی نہیں ہے۔ پچھلے تین سالوں میں اگر اس economy کی growth کو بڑھایا ہے

اور اس ملک کی economy اگر survive کر رہی ہے تو وہ صرف اور صرف زراعت پر کر رہی ہے اور کاشتکاروں کے سہارے پر کر رہی ہے۔ میں فیڈرل گورنمنٹ سے اور پنجاب گورنمنٹ سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ یہ 70 فیصد کی آبادی 100 فیصد آبادی کو feed کر رہی ہے تو اس کو جتنی بھی مراعات دی جائیں وہ کم ہیں otherwise اس ملک کی economy survive نہیں کر سکے گی اور یہ قطعاً criticism نہیں ہے۔ آرڈیننس کے ذریعے اس زراعت کا جو حشر کیا گیا ہے، آڑھتیوں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے کیونکہ زراعت پر ٹیکس صوبائی حکومت لگاتی ہے لیکن income پر فیڈرل گورنمنٹ کا ہی right ہے۔ انہوں نے آڑھتیوں پر جو ٹیکس لگایا ہے میرے سارے زراعت پیشہ بھائی یہاں پر بیٹھے ہیں آیا وہ ٹیکس آڑھتی دے گا؟ آپ اور ہم دیں گے۔ دوسرا جو اس میں گھپلا ہونا ہے وہ بہت ہی بھیانک ہے وہ یہ ہے کہ جتنے بھی CBR کے لوگ ہیں وہ جو ان سے حساب لیں گے، آپ سے، مجھ سے اور کاشتکار سے ٹیکس وصول کر لیا جائے گا لیکن یہ گورنمنٹ کے کھاتے میں نہیں جائے گا۔ میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر صرف fair collection ہو جائے، اس collection سے اگر اس ملک کو فائدہ ہو تو پھر جتنی بھی تکلیف اٹھانی پڑے ہمارے کاشتکار اور ہم اس تکلیف کو بھی اٹھانے کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں جو بظاہر نظر آ رہا ہے کہ انہوں نے آڑھتیوں پر جو ٹیکس لگایا ہے وہ ٹیکس جب collect ہو گا، عام کاشتکار سے لے لیا جائے گا لیکن وہ آڑھتی کھا جائیں گے کیونکہ CBR کا کوئی نظام دیہاتوں میں نہیں ہے جو یہ ٹیکس وصول کر سکے۔

جناب سپیکر! جو DAP کی بوری آج سے ایک مہینہ پہلے -/1800 روپے کی تھی وہ اس وقت -/4400 روپے پر پہنچ چکی ہے۔ ظلم کی بھی حد ہوتی ہے، کس طریقے سے آپ زراعت پیشہ افراد کی اور زراعت کی ترقی کو بہتر کر رہے ہیں؟ یہ ہمارے لئے اور ہمارے تمام دوستوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آیا DAP کی ساڑھے چار ہزار کی بوری گندم میں استعمال کر کے، کوئی زراعت پیشہ فرد مجھے یہ بتا دے کہ اس ساڑھے نو سو پر بھی کوئی زراعت پیشہ فرد مجھے یہ بتا دے کہ گندم کے لئے -/4500 روپے کی D.A.P بوری استعمال کر کے -/950 روپے فی من گندم فروخت کر کے اگر کوئی کاشتکار کچھ بچا سکتا ہے تو وہ بڑا خوش قسمت ہو گا otherwise ہر کاشتکار کو پلے سے دینا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ wind up کریں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اس وقت نہایت ہی اہم بات کر رہا ہوں، اس House کے زیادہ ممبران rural areas سے ہیں چونکہ وہاں کی آبادی زیادہ ہے لہذا ہمیں پارٹی ازم اور سیاست سے نکل کر اس ملک کی اکانومی کے بارے میں بات کرنی چاہئے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس ملک کی اکانومی کو سہارا

دیا ہوا ہے، اکانومی کو سہارا دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک کو سہارا دیا ہوا ہے۔اگر ہم انہیں ان آرڈیننسوں کے ذریعے سے ذبح کریں گے تو پھر کس طریقے سے یہ ملک ترقی کر سکے گا؟ بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ سے انڈسٹری کے جو حالات ہیں وہ تو آپ کے سامنے ہیں۔اگر آپ نے اسی طریقے سے یہ ٹیکس لاگو کر کے زراعت کا بھی یہی حشر کرنا ہے تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی والے میرے دوست بیٹھے ہیں، آپ پچھلے تین سال کا ریکارڈ چیک کر لیں کہ پاسکو والے گندم لیتے ہیں اور آخر میں وہ کافی جگہوں سے بھاگ جاتے ہیں اور کاشتکاروں کو payment نہیں کرتے لہذا میں یہ بھی استدعا کروں گا کہ ہمارے دوست اس پر بھی فکر کریں کہ جہاں کاشتکار کو گنے کی payment کا problem ہے، گنے کی payment بھی نہیں مل رہی، میں حکومت پنجاب سے استدعا کرتا ہوں کہ آج تک کاشتکاروں کو گنے کی payment نہیں ہو رہی، وہ اس کا notice لیں اور آپ کی وساطت سے راجہ ریاض صاحب سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ چونکہ ابھی purchase شروع ہو رہی ہے تو راجہ صاحب پاسکو کے ذمہ دار لوگوں سے ضرور کہیں کہ آپ جو گندم خریدیں اس کی payment بھی پوری کریں۔قطعاً یہ معاملہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے ہم پارٹی کی سطح پر سوچیں بلکہ یہ ملکی سطح کی سوچ ہے اور ہم نے ملکی level کی بات کرنی ہے لہذا میں یہاں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر یہ 85-ارب کو 100-ارب کر دیں گے تو گندم کی خرید 40 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 60 لاکھ ٹن بھی ہو جائے گی۔جب پیسے ہوں گے تو ضرور خرید کر لیں گے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے انتہائی قابل احترام بھائی نے ذکر کیا ہے تو میں اس سلسلے میں پہلے تو اپوزیشن کے تمام ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج ان کی وجہ سے سعید اکبر نوانی صاحب کو یہ موقع ملا کہ وہ گندم کی خریداری پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔مجھے ابھی سابقہ وزیر خزانہ نے بتایا ہے اور میں وہ آپ کی خدمت میں بھی عرض کر دیتا ہوں کہ ہر سال وفاقی حکومت کے علاوہ صوبائی حکومت پنجاب بنک اور مختلف بنکوں سے arrangements کرتی ہے لہذا ہماری یہ گزارش ہو گی کہ جس طرح پہلے arrangements کئے جاتے تھے اب بھی وہ کئے جائیں۔این ایف سی ایوارڈ میں صوبہ پنجاب کو سو ارب روپیہ زیادہ ملا ہے، وہ کہاں غرق کیا ہے؟ وہ کہاں پھینکا ہے؟ ذرا اس کا حساب دے دیں۔اس صوبے کی اکانومی کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے، اس صوبے کے بجٹ کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے،

آپ اڑھائی اڑھائی ارب کے پراجیکٹ لگا رہے ہیں جو بجٹ میں منظور ہی نہیں ہوئے صرف ایک شخص نے اس صوبے کی اکانومی کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے جو کسی کی سنتا ہے، سمجھتا ہے اور نہ مانتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایک نہایت اہم بات ہے کہ پورے سندھ کے ہر ضلع میں دفعہ 144 نافذ کر دی گئی ہے کہ گندم ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں نہ جا سکے حالانکہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب گندم کی shortage ہو سندھ کے جو لوگ رحیم یار خان ہمارے بارڈر کے ساتھ ہیں وہ پنجاب سے گندم خریدتے تھے، جتنے زیادہ buyers آئیں گے اس سے کاشتکار کو زیادہ ریٹ ملے گا- مجھے ابھی تک اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ سندھ گورنمنٹ، فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر یا وزیر زراعت کی یہ کون سی بہترین حکمت عملی ہے کہ انہوں نے سندھ کے ہر ضلع میں دفعہ 144 نافذ کر دی ہے-اس وجہ سے جو گندم پنجاب سے سندھ جاتی تھی اور ایکسپورٹ ہوتی تھی وہ رک گئی ہے-آپ اس پر بھی ضرور غور فرمائیں چونکہ یہ نہایت اہمیت کی حامل بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! بہت شکریہ- ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا ٹائم دیا ہے تو مجھے بھی ٹائم دیں-

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں-اسے سب follow کریں گے تو بات بنے گی-

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! House in order نہیں ہے-وزراء صاحبان اپنی نشستیں چھوڑ کر عام ممبران کی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں-انہیں کہیں کہ وہ ذرا اپنی سیٹوں پر بیٹھیں-

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں-

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! آپ کے clock کی سمجھ نہیں آتی کہ جہاں پانچ منٹ دینے ہوتے ہیں آپ وہاں پر پندرہ منٹ دے دیتے ہیں اور مجھے لگتا ہے کہ اپوزیشن کے ممبران کو پانچ منٹ کی بجائے دو منٹ دیتے ہیں-آپ neutral ہیں اور ہم آپ کی بہت عزت و احترام کرتے ہیں

معزز ممبران: آپ ٹائم ضائع کر رہی ہیں-

ڈاکٹر آمنہ بٹر: میں ٹائم ضائع نہیں کر رہی- جو لوگ ٹائم ضائع کرتے ہیں ان کو extra time دیتے ہیں-سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ facts کو state کرنا چاہئے، جھوٹ نہیں بولنا چاہئے اور misstate

نہیں کرنا چاہئے۔ کہیں پر بھی ایسا نہیں ہوا کہ پاسکو نے قیمت ادا نہ کی ہو بہر حال نوانی صاحب نے یہ بات اٹھائی ہے تو میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے یہ استدعا کرتی ہوں کہ ان شوگر ملوں کی بات کی جائے جو کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی نہیں کرتیں۔ شوگر ملوں کے مالکان جو خاص طور پر اس حکومت کا بھی حصہ ہیں وہ کاشتکاروں کو گنے کی قیمت بروقت ادا کیوں نہیں کر رہے؟ بہت ساری ایسی شوگر ملیں ہیں جو چھ چھ مہینے اور سال سال تک قیمت ادا نہیں کرتیں۔ یہ کاشتکار کا استحصال ہو رہا ہے اور اس حکومت کا تو کاشتکار کا استحصال کرنے کا یہ ایک طریقہ ہے۔ پچھلے سال کے دوران گودام کیوں نہیں بنائے گئے؟ گودام نہ بنانے کی وجہ سے سیلاب میں گندم ضائع ہوئی۔ جب ہم سیلاب میں ریلیف ورک کرنے جاتے تھے تو ہم نے اپنی آنکھوں سے ضائع شدہ گندم دیکھی۔ سیلاب سے متاثرہ کاشتکار کو ریلیف پہنچانے کے لئے جب ٹیکس لگایا جاتا ہے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ یہ مڈل مین پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے اور کاشتکار کو ریلیف مل رہا ہے۔ جب غریب آدمی کو ریلیف ملے تو سرمایہ داروں کو ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت غریبوں کے ریلیف کے لئے کام کرتی ہے۔ ہمارے لئے یہ ایک المیہ ہے اور ہماری بدقسمتی ہے کہ پنجاب جس میں سب سے زیادہ زراعت کی پیداوار ہے لیکن ہمارے حکمران سرمایہ دار ہیں، مل مالکان ہیں انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے، انہیں کوئی اندازہ ہی نہیں ہے کہ فی ایکڑ آٹھ بوریاں بہت کم ہیں۔ پچھلے سال صدر پاکستان آصف علی زرداری اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے گندم کی جو -/950 روپے فی من قیمت مقرر کی تھی جس کی وجہ سے کسان کو incentive ملا، کاشتکار کے حالات بہتر ہوئے اور اس دفعہ bumper crop ہوئی ہے لیکن انہیں یہ اندازہ نہیں ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کسان کو فی ایکڑ آٹھ بوریاں دے کر بہت بڑا احسان کر رہے ہیں۔ چلو آٹھ بوریاں فی ایکڑ دے بھی دیں لیکن وہ تو ملتی ہی نہیں ہیں۔ ہم سب کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہماری constituency کاشتکاروں پر مشتمل ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ باردانہ کہاں چلا جاتا ہے، مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ باردانہ بھی سستی روٹی کے تنوروں کی طرح ہے جن کا ذکر تو کیا جاتا ہے مگر وہ عوام کو کبھی نہیں ملتے۔ میری استدعا ہے کہ فی ایکڑ آٹھ بوریاں باردانہ بہت کم ہے اسے بڑھایا جائے اور پھر کوئی ایسا foolproof اور transparent طریق کار اختیار کیا جائے کہ کاشتکار کو باردانہ ملے، وہ یہ باردانہ کوئی خیرات میں نہیں لے رہے۔ انہی لوگوں کی وجہ سے ہماری economy چل رہی ہے۔ یہی لوگ ہیں کہ جن کی وجہ سے ہماری table پر food آ رہا ہے اس کے باوجود ہم ان کی convenience کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ ہم سرمایہ دار اور صنعت کار کو قرضے دینے کے لئے سب سے آگے ہوتے ہیں لیکن ہم غریب کسان کو آسان شرائط پر

قرضہ دینے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھاتے۔ہم کسان کو سستے ٹریکٹروں کی فراہمی کے لئے کوئی steps نہیں اٹھاتے۔ہم گرین ٹریکٹر سکیم کا اعلان تو کرتے ہیں لیکن اس سکیم کے ٹریکٹر بیوروکریٹس کے پاس چلے جاتے ہیں۔کاشتکار جو کہ آپ کو گندم produce کر کے دے رہا ہے۔کاشتکار نے اس مرتبہ گندم کی bumper crop دی ہے تو ہمیں ان کا احسان مند ہونا چاہئے اور ان کو سہولیات کی فراہمی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ہمیں ان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی بجائے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ باردانہ کی تعداد بڑھائی جائے اور گندم کی storage کے لئے نئے گودام تعمیر کئے جائیں۔مرکزی حکومت پر الزامات لگانے کی بجائے پنجاب حکومت اپنی کارکردگی کو بہتر بنائے۔بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سعید اکبر نوانی صاحب نے انتہائی اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنی پارٹی کی خاطر کسی پر الزامات لگا کر point scoring کرنے کی بجائے بہتری لانے کے لئے تجاویز دی جائیں۔چھوٹے کاشتکاروں کو آنے والے وقت میں جو سہولتیں دی جا سکتی ہیں ان کے بارے میں مفید تجاویز محکمہ خوراک کو دی جائیں تاکہ ان پر عمل کرنے کے بعد کاشتکاروں کو فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! گزشتہ پندرہ دنوں میں Food Inspectors and D.F.Cs کی تقرری کے حوالے سے ضلع مظفر گڑھ کے اندر بہت زیادہ ناانصافیاں ہوئی ہیں۔میں دو منٹ میں ان کا تذکرہ کرکے اجازت چاہوں گا۔قواعد یہ ہیں کہ کسی بھی فوڈ انسپکٹر کو اس کے ہوم ڈومیسائل والے علاقے کے اندر تعینات نہ کیا جائے۔جن فوڈ انسپکٹروں کے خلاف کئی کئی انکوائریاں چل رہی ہیں ان کی تعیناتی کی جائے اور نہ juniors کا تقرر کیا جائے۔ضلع مظفر گڑھ کے اندر ایسے لوگوں کو فوڈ انسپکٹر اور D.F.C تعینات کیا گیا ہے جو کہ اسی ضلع کے ڈومیسائل رکھتے ہیں۔ان کو اپنی اپنی تحصیلوں اور مواضعات کے اندر تعینات کیا گیا ہے۔ان میں سے چند لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کی constituency بھی وہی ہے، وہ اسی علاقے کے رہائشی ہیں، الیکشن بھی لڑتے ہیں اور اسی علاقے کے اندر ان کی بطور فوڈ انسپکٹر تعیناتی کرکے ایک بہت بڑی بنیادی ناانصافی کی گئی ہے کہ جس سے بہتری کا کوئی خاص امکان نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر! کاشتکاروں کی بہتری کے لئے تجاویز دینے کو دل چاہتا ہے لیکن میں جو بات کرنے والا ہوں وہ اتنی بڑی حقیقت ہے کہ جس کے اندر دو opinions ہو ہی نہیں سکتیں۔ یہ وہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر پٹواری فرد ملکیت دیتے ہوئے پیسے لے گا، ہر فوڈ انسپکٹر وزن کرتے ہوئے دو، اڑھائی یا تین کلو زیادہ گندم لے گا اور پھر اس میں سے کٹوتی بھی کرے گا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ 90 فیصد سے زیادہ middlemen اور آڑھتی اس میں کمائی کریں گے اور چھوٹے کاشتکار پھر انہی آڑھتیوں کے رحم وکرم پر ہوں گے۔ بدنام ترین فوڈ انسپکٹروں کو اس بنیاد پر تعینات کیا جاتا ہے کہ وہ اس کام کے اندر سب سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے کہ جن سے کوئی آدمی انکار نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! میں دو باتوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد اجازت چاہوں گا۔ موجودہ حکومت نے گندم کی خریداری کے target کو کم کیا ہے اور اس مقصد کے لئے مختص شدہ رقم کو کم کر کے 130۔ ارب روپے کی بجائے 85۔ ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ یہ کمی کاشت کی بنیاد پر کی جانی چاہئے تھی۔ ضلع مظفر گڑھ جس کا 70 فیصد علاقہ گزشتہ سال سیلاب زدہ تھا اور اس سیلاب کی وجہ سے وہاں پر موجود کاٹن کی فصل مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی۔ کاٹن کی فصل کے خالی رقبے میں گندم کاشت کی گئی اور نتیجتاً مظفر گڑھ میں گندم کی کاشت routine سے 70 گناہ زیادہ ہوئی۔ اگر موجودہ کاشت کو مدنظر رکھتے ہوئے target مقرر کیا جاتا تو گزشتہ سال کے target سے یقیناً وہ زیادہ ہوتا۔ وہاں پر کاشت double ہوئی ہے لیکن ظلم یہ کیا گیا کہ اس سیلاب زدہ علاقے کے اندر سابقہ target کو ہی لیا گیا اور صوبائی سطح پر جو کٹوتی ہوئی تھی اس کو ان سیلاب زدہ اضلاع کے اندر بھی نافذ کر دیا گیا ہے جو کہ کاشت کے اصل حجم کے بالکل خلاف ہے۔ صوبے کی پالیسی کے مطابق فی سنٹر کو تین ہزار بوریاں روزانہ کی بنیاد پر جاری کی جائیں گی اور نتیجتاً تین ہزار گندم کی بوریاں وصول کی جائیں گی جبکہ ایسے سنٹرز بھی موجود ہیں کہ جہاں کا target ڈیڑھ لاکھ بوری ہے۔ وہاں پر روزانہ تین ہزار بوریاں تقسیم کرنے سے یہ تقریباً دو ماہ کا سیزن بن جائے گا جبکہ عملی طور پر پنجاب کے اندر wheat procurement کا سیزن بڑی مشکل سے بیس دن کا ہوتا ہے۔ میں repetitions سے بچتے ہوئے اپنی بات کو یہیں پر ختم کرتا ہوں کہ کاشتکار کو آٹھ بوریاں فی ایکڑ دینا انتہائی ناانصافی ہے۔ حکومت کی بنائی ہوئی پالیسی پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے کاشتکار ہمیشہ suffer کرتے ہیں۔ میں اپنے ان جذبات کو علامہ محمد اقبال کے ایک شعر پر ختم کروں گا، وہ فرماتے ہیں کہ:

دہقاں ہے کسی قبر کا اگلا ہوا مردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیر زمیں ہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ پچھلے اجلاس میں جب میں نے بات شروع کی تھی تو آپ چلے گئے تھے اور آج بھی لگ رہا ہے کہ آپ جا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! کرسی صدارت پر بیٹھنے پر میں آپ کو مبارک دیتا ہوں۔ عرض کرتا ہوں کہ:۔

ربا سچیا تُوں تے آکھیا سی
جا اوئے بندیا جگ دا شاہ ایں توں
ساہڈیاں نعمتاں تیریاں دولتاں نیں
ساہڈا نیب تے عالی جاہ ایں توں
ایس لارے تے ٹور کدپُچھیا ای
کیہہ ایس نمانے تے بیتیاں نیں

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: آواز نہیں آ رہی، repeat کریں۔

جناب چیئرمین: No cross talk pleas. شاہ صاحب کو بات کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ میرے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے بھائی، بہنوں کو خود تو کوئی چیز آتی نہیں اور اگر حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف سے کوئی بات کرنے لگے تو وہ ہوٹنگ شروع کر دیتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: پہلے شعر پورا کریں۔ اس کو دوبارہ سنائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں پہلے شعر پڑھنا چاہتا تھا لیکن اب انہوں نے مجھے disturb کیا ہے اس لئے میں نے شعر دوبارہ نہیں پڑھنا۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! اگر آپ کو شعر یاد ہے تو سنا دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں کیوں پڑھوں؟ اب میں نے شعر نہیں پڑھنا۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ اپنی تقریر continue کریں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: پہلے اپنا شعر تو مکمل کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں ڈاکٹر صاحبہ کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن یہ میرے ساتھ اب زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! اس زیادتی کا ازالہ کیسے کیا جائے؟ آپ اپنی بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! یہ انتہائی serious issue ہے اور آپ دیکھ لیں کہ جو بھی معزز ممبر یہاں کاشتکار کی بات کرنے لگتا ہے تو حکومتی ممبران اُس کی بات کا مذاق اُڑانے لگ جاتے ہیں۔ میری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی چونکہ دیہاتی علاقے کی نمائندہ جماعت ہے اور ہم پنجاب کے تمام دیہات سے واضح اکثریت سے جیت کر آئے ہیں اور یہاں پر جب بھی کاشتکار کی بات ہونے لگتی ہے تو یہ حکومتی ممبران اُسے مذاق کا رنگ دے دیتے ہیں۔ آپ اب بھی دیکھ لیں کہ ڈاکٹر غزالہ رضا صاحبہ نے میری بات کا مذاق اُڑانے کے حوالے سے یہ دوسری attempt کی ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ انہیں نہیں پتا کہ کاشتکار کن حالات میں زندگی گزار رہا ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ! پلیز آپ شاہ صاحب کو interrupt نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ان حرکتوں سے کیا یہ ڈاکٹر لگتی ہیں؟ (قہقہے)

زمیندار پنجابی میں کہتے ہیں کہ ایہہ تیرواں مہینہ اے۔ مجھے پتا ہے کہ میرے بچوں کی فیس کہاں سے جانی ہے، مجھے پتا ہے کہ میری گاڑی میں سی این جی یا پٹرول کہاں سے ڈلنا ہے، میں کسی سرمایہ دار کا بچہ نہیں ہوں میں اس صوبے کے غریب کاشتکار کا بیٹا ہوں اور آج صبح جب میں اپنے گاؤں سے اجلاس میں آنے کے لئے نکل رہا تھا تو میرا والد میرا بازو پکڑ کر کہہ رہا تھا کہ تم اجلاس attend کرنے جا رہے ہو، یہ گندم کس نے بیچنی ہے؟ ہماری گندم -/700 روپے فی من سے زیادہ میں نہیں بکنی۔ ہمارے وزیر

خوراک یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے سال جو گندم خریدی تھی، ہم اُس پر 7 کروڑ 90 لاکھ روپیہ یومیہ سود ادا کر رہے ہیں تو انہوں نے وہ وافر گندم کیوں خریدی تھی، ہم نے اُس گندم کو صحیح وقت پر کیوں فروخت نہیں کیا؟ ہم نے اُس گندم کو فروخت کرنے کا کام صرف اس لئے نہیں کیا کہ ہمارے سیکرٹری، ہمارے وزیر خوراک اور ہماری بیوروکریسی زراعت سے related نہیں ہے۔ آپ جس وقت تک زراعت کے stake holders یعنی کاشتکاروں کو زراعت پر پالیسی بنانے میں شامل نہیں کریں گے اُس وقت تک اس پنجاب کا کاشتکار نہیں بچ سکتا۔

جناب چیئرمین! آج مجھے انتہائی دُکھ ہوا جب حکومتی بنچوں کی طرف سے یہ بات کی گئی کہ پنجاب کا کاشتکار ہماری ذمہ داری نہیں ہے، پنجاب کے کاشتکار کی ذمہ داری وفاقی حکومت پر ہے کیونکہ پاسکو نے اُس سے گندم خریدنی ہے۔ ہمارے اس NFC Award میں 100۔ارب روپیہ صوبہ پنجاب کو زائد ملا ہے۔ وہ پیسا کہاں گیا اور یہ پچھلے سال سے 7 کروڑ 90 لاکھ روپیہ یومیہ دے رہے ہیں۔ یہ اس صوبہ کے غریب لوگوں کو گندم subsidize کر کے کیوں نہیں دیتے، ایسا نہ کر کے کس کی جیبیں بھری جا رہی ہیں؟ آج وہاں پر پٹواری بٹھا دیا گیا ہے، مجھے بتائیں کہ جو پٹواری سفارش کے بغیر کسی آدمی کا انتقال درج نہیں کرتا وہ اُسے کیسے نقل خسرہ گرداوری دے گا، وہ اُسے کیسے فرد ملکیت دے گا۔ محکمہ خوراک منہ کھول کر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے اپنے وزیر خوراک سے مل کر گزارش کی کہ ان مگر مچھوں کو ہر سال تبدیل کر دیا کریں کیونکہ یہ بھیڑیے ہیں، یہ کسان کا خون چوستے ہیں اور میں آپ کی وساطت سے یہاں بیٹھے ہوئے سیکرٹری خوراک سے گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے سال بنک سے قرضہ لے کر ایک سال پہلے باردانہ خرید کر رکھ لیا تھا اس کی کیا ضرورت پڑی تھی؟ کیا وہ باردانہ خریدنے کی وجہ سے اب بھی سود کی مد میں کروڑوں روپیہ نہیں جا رہا؟ آج یہ بات کرتے ہیں کہ ہم فلاں تاریخ سے گندم خریدیں گے، میں کہتا ہوں کہ ہماری گندم کی کٹائی آج سے دس دن پہلے کی شروع ہو چکی ہے۔ خدا شاہد ہے کہ اس ایوان میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے کاشتکار بھائیوں کے جذبات بالکل میری طرح ہیں لیکن اُن کی زبانوں پر تالے لگے ہوئے ہیں، وہ بات نہیں کر سکتے اور ہماری کوئی شنوائی نہیں ہے۔ کبھی ہمارا پانی کاٹ کر سندھ کو دے دیا جاتا ہے، کبھی ہمارے پیسے سے بلوچستان میں ہسپتال بن رہے ہوتے ہیں کیا انہیں وزیر آباد کا کارڈیالوجی سنٹر نظر نہیں آتا جو پچھلی حکومت نے مکمل کروا دیا تھا، وہ سنٹر صرف اس لئے نہیں چلایا جا رہا کہ اُس سنٹر کا کریڈٹ پرویز الٰہی کو نہ چلا جائے۔ پرویز الٰہی کو اس کارڈیالوجی سنٹر کا کریڈٹ جائے یا نہ جائے لیکن وہاں پر غریب لوگوں کا استحصال ہو رہا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں اور وہاں جا

کر اُن غریبوں کی حالتِ زار تو دیکھیں۔ میں نے اسی ایوان میں شوگر مافیا کا ذکر کیا تھا کہ شوگر مافیا تین سالوں سے زمینداروں کا پیسا کھا رہا ہے، اُس مافیا نے تین سالوں سے road cess کی مد میں پیسا جمع نہیں کروایا۔ یہ مافیا زمیندار کا خون نچوڑ رہا ہے، ہماری حکومت اس حوالے سے کیا کر رہی ہے اور اُن کے ساتھ بات کیوں نہیں کرتی؟ جب ہم کہتے ہیں کہ آپ شوگر کین پالیسی بنائیں اور ہمیں ساتھ بٹھائیں، ہم اُن کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ ہمارے سی پی آر کو چیک کا درجہ ہونا چاہئے یعنی اگر ہمارا سی پی آر dishonour ہو تو اُن کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہئے۔ میں نے کین کمشنر سے بات کی کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں تو کین کمشنر نے بتایا کہ میں تو ایک مل کو ہزار روپے سے زیادہ جرمانہ نہیں کر سکتا۔ ہمارا Labour Department ملوں کو visit نہیں کر سکتا، یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہمارے صوبے کی economy زراعت پر base کرتی ہے تو اُس کی زراعت کے ساتھ کھلواڑ ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر کوئی شخص ماں کی گود سے دہشت گرد پیدا ہوتا ہے، نہ ڈاکو پیدا ہوتا ہے۔ یہی حالات دیکھ کر لوگ بندوق اُٹھا لیتے ہیں، لوگ دہشت گرد بن جاتے ہیں، لوگ راہزن بن جاتے ہیں اور اگر آپ دیہاتوں میں جا کر دیکھیں کہ دیہاتوں میں غربت آج اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جب ہم اپنے حلقوں میں جا کر دیکھتے ہیں تو ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہوتیں، جب ہم اُن دیہاتیوں سے بات کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اُن کے گھروں میں کئی کئی دن تک روٹی نہیں پکتی۔ (قطع کلامیاں)

مجھے اس بات کی انتہائی خوشی ہے کہ آج کاشتکار کا بیٹا بھی اس ایوان میں بیٹھ کر کہہ رہا ہے کہ حسن مرتضیٰ غلط بیانی کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں اپنی عوام اور اللہ کے سامنے سُرخرو ہوں کہ میں اپنی community کی آواز اُٹھا رہا ہوں اور 1947 میں بھی لوگوں نے زمینیں لی تھیں اور کاشتکار بنے تھے۔ آج مجھے تسلی ہو گئی ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے انگریزوں سے زمینیں لی تھیں، ان کو یہ بات کہنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ یہ مجھے کہتے ہیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ اپنا مقدمہ اللہ پر چھوڑتا ہوں اور ان زمینداروں کو میڈیا کی وساطت سے کہتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کی نشاندہی کریں کہ جو لوگ آج میری مخالفت کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترم پرویز رفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طارق گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج ہم گندم کی خرید کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ زراعت کا شعبہ صوبہ پنجاب اور پاکستان کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ جو bad governance سستی روٹی اور فوڈ سپورٹ پروگرام میں تھی اسی کا سلسلہ ابھی چل رہا ہے کہ ہمارے کاشتکار کو اپنی گندم بیچنے کے لئے بے انتہا مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ صوبہ پنجاب میں گندم کی فی ایکڑ پیداوار تقریباً پچاس سے ساٹھ من فی ایکڑ ہے لیکن پنجاب کے کسان کے ساتھ یہ ظلم کیا جارہا ہے کہ اسے صرف بیس من کے لئے آٹھ بوریاں دی جارہی ہیں۔ کاشتکار اپنی بقایا گندم کہاں فروخت کرے گا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کسانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے میں بالکل ناکام ہو گئی ہے۔ پنجاب حکومت کو یہ علم ہونا چاہئے تھا کہ گندم کی فی ایکڑ پیداوار کتنی ہے اس حساب سے باردانہ کی تقسیم کی جانی چاہئے تھی۔ اس کے بعد کاشتکار کو پٹواری کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا، اب پٹواری ملتا ہے اور نہ ہی فرد جاری ہوتی ہے اگر فرد جاری ہو بھی جائے تو تحصیلدار کے پاس جانا پڑتا ہے لیکن وہاں تحصیلدار نہیں ملتا اور کسان دربدر دھکے کھاتے ہیں۔ اگر تحصیلدار مل جاتا ہے تو بعد میں کاشتکار محکمہ خوراک والوں کے پاس جاتے ہیں اور ٹوکن حاصل کرتے ہیں اس کے بعد جب خدا خدا کر کے ان کی گندم بیچنے کی باری آتی ہے تو اس وقت محکمہ خوراک کے اہلکار گندم بیچنے والے سے دو دو کلو زیادہ گندم لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت جس کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا، جس کے لئے کبھی بھی کچھ نہیں کیا گیا، جو صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا sector ہے اور جس کی وجہ سے economy کا پہیہ رواں دواں ہے اس کے لئے حقیقی معنوں میں کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ ہم جمہوریت کی باتیں تو کرتے ہیں، جمہوریت کے نعرے تو لگاتے ہیں، عوام کی بہتری کی باتیں تو کرتے ہیں لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان تین سالوں میں زراعت کی بہتری کے لئے صوبہ پنجاب کی حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسانوں کو سہولیات دینے کے لئے کون سے اقدام اٹھائے گئے ہیں؟ اگر زراعت سے متعلقہ لوگ ترقی کریں گے تو صوبہ پنجاب مضبوط ہو گا، اگر صوبہ پنجاب مضبوط ہو گا تو پاکستان مضبوط ہو گا، اگر پاکستان مضبوط ہو گا تو کسان خوشحال ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں میرے ایک دوست نے کہا کہ 85۔ارب روپے کا فنڈ وفاق دے رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وفاق تو اپنا حق ادا کر رہا ہے اور گندم کی خریداری کے لئے فنڈز دے رہا ہے لیکن صوبہ پنجاب کی حکومت سے تو گندم کی خریداری کے لئے پالیسی ہی نہیں بن رہی۔ انھوں نے کسانوں کو دربدر

کر دیا ہے۔ وفاقی حکومت جب سے آئی ہے اس نے کسانوں اور زراعت کا خیال کیا ہے۔ میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب اور وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی زراعت کے بارے میں سوچا اور انھوں نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ کسان دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے گندم کی قیمت -/950 روپے فی من مقرر کی۔ پاکستان پیپلز پارٹی پاکستانی عوام سے محبت کرتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا ثبوت ہے۔ ہماری حکومت جب اقتدار میں آئی تو حقیقی معنوں میں پاکستان کی economy کو درست کرنے کی کوشش کی۔

جناب سپیکر! پنجاب میں نہ صرف گندم بلکہ اس کے ساتھ ساتھ لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے وہ بہت خراب ہے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ میرے حلقہ پی پی۔93 گوجرانوالہ میں ایک ننھی بچی اسماویہ چار ماہ پہلے قتل ہوئی تھی، پہلے وزیر قانون اور ان کے بعد وزیر اعلیٰ وہاں تشریف لائے تھے اور انھوں نے کہا تھا کہ اسماویہ کے قاتلوں کو سات دن میں گرفتار کریں گے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سات دن میں قاتلوں کو گرفتار کرنے کی جو commitment کی تھی وہ کہاں گئی، کیا سات دن، سال کے برابر ہوتے ہیں؟ آج بھی اس بچی کے والدین دربدر پھر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں اور ننھی معصوم بچی اسماویہ کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

جناب چیئرمین: گجر صاحب! آپ گندم پر بات کریں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! گندم کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ ہم دو منٹ اپنے مسائل بھی discuss کر سکتے ہیں لیکن اب میں یہی کہتا ہوں کہ یہ اپنی گندم کی پالیسی ہی ٹھیک کر لیں کیونکہ لاء اینڈ آرڈر تو بڑی بات ہے۔ یہ کسانوں ہی کا کچھ سوچ لیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! Business Advisory Committee میں وزیر قانون اور قائم مقام سپیکر کی موجودگی میں بات ہوئی تھی کہ اگر House in order رہا اور to the point بات ہو گی تو ہم اجلاس چلائیں گے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی بہت سے مقرر

رہتے ہیں تو میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش ہے کہ اگر اجلاس کو کل تک extend کر دیا جائے اور کل بھی اس موضوع پر بحث ہو جائے تو مناسب ہے۔ اگر آج اجلاس نو بجے رات تک بھی چلایا گیا تو بہت سے دوست رہ جائیں گے جبکہ وزیر خوراک نے بھی statement دینی ہے جو تقریباً ایک گھنٹے کی ہوگی۔ اگر اجلاس کو کل تک extend کر لیا جائے تو اس اہم issue پر جیسے ممبران دلچسپی لے رہے ہیں تو اس سے ایک positive result سامنے آ سکے گا۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! آپ کے پاس ناموں کی جو فہرست موجود ہے اس پر میں نے پہلے قائم مقام سپیکر صاحب جب صدارت فرما رہے تھے تو مشورہ کیا تھا۔ میرے خیال میں نو بجے تک بحث مکمل ہو جائے گی۔ میری وزیر خوراک صاحب سے بھی بات ہوئی ہے وہ تقریباً پندرہ منٹ میں wind up کر لیں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ اجلاس کا وقت ساڑھے نو بجے تک بڑھا دیں اس وقت تک یہ ساری بحث مکمل ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اس issue پر بات کرنے کے لئے میرے خیال میں تیس پینتیس ممبران رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنے لوگ بات نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! تیس پینتیس نہیں ہیں، بہت سے ممبران غیر حاضر ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! دوست لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں ہے یہ پنجاب کا ایک اہم issue ہے جس پر اپوزیشن نے اجلاس بلایا ہے۔ اگر اس پر تفصیلی بات ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بحث ہوئی ہے اس پر وزیر خوراک کو بھی ایک تفصیلی بیان دینا چاہئے، اپنی پالیسی بیان کرنی چاہئے اور یہاں جو اعتراضات ہوئے ہیں ان پر بات کرنی چاہئے۔ اس کے بعد حکومت کی مرضی ہے لیکن ہماری تجویز ہے کہ اجلاس کو کل تک extend کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب شاہ رخ ملک صاحب!

جناب شاہ رُخ ملک: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے وزیر خوراک سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آج کل گندم کی خریداری شروع ہو چکی ہے لیکن اس وقت گندم کی خریداری کے حوالے سے جو حالات چل رہے ہیں، تمام ارکان اسمبلی جو rural areas سے belong کرتے ہیں اُن کے بھی علم میں ہے کہ آج

کل گندم کی خریداری کے لئے ہزاروں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، لائنیں لگتی ہیں اور وہاں پر زمینداروں کے ساتھ یوں سلوک کیا جارہا ہے جس طرح وہ اپنی گندم فروخت کرنے نہیں بلکہ وہاں سے بھیک مانگنے جا رہے ہیں۔ ہمارے صوبہ پنجاب کی 70 فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے۔ میرا تعلق ضلع بہاولپور سے ہے اور پنجاب کی سب سے زیادہ گندم ضلع بہاولپور میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے کہ اس دفعہ موسم اور حالات زمیندار کی favour میں رہے ہیں۔ میرا بھی زمیندار گھرانے سے تعلق ہے اور میری تھوڑی بہت زمین بھی ہے۔ بہاولپور میں جس بندے کی فی ایکڑ گندم کی اوسط 40 من ہے اسے اوسط count ہی نہیں کیا جارہا۔ ہمارے ضلع میں عام زمیندار کی 50 سے 60 من اوسط آرہی ہے لیکن وہاں پر صورتحال یہ ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں زمیندار دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور شدید گرمی کی حالت ہے یہاں تک کہ ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے۔ میرے اپنے حلقے میں N-5 ایک کراچی روڈ ہے جو زمینداروں نے بلاک کر دی تھی اور اُن کا یہ احتجاج جائز تھا۔ وہاں پر ریونیو والے بیٹھے ہیں جو تمام لوگوں کی فرد ملکیت اور خسرہ گرداوری کرتے ہیں. It is not a way and it is not a system. میں آپ کو ایک طریقہ بتاتا ہوں کہ ہمارے زمیندار لوگ بیوپاریوں سے پہلے قرضہ لیتے ہیں اور وہ زمینداروں سے blank cheque لے لیتے ہیں جس پر اُن زمینداروں کے sign ہوتے ہیں۔ زمیندار کی اپنی فردِ ملکیت کا call deposit بیوپاری کے نام ہوتا ہے اور گرداور، پٹواری اور نائب تحصیلدار شام کو بیوپاری کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں۔ یہ میں آپ کو ground realties بتا رہا ہوں۔ شروع میں بیوپاری گندم فی من -/900 روپے میں خرید رہے تھے۔۔۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! یہ باتیں تقریباً تمام مقررین نے کی ہیں لہذا آپ repeat نہ کریں لیکن further کوئی اچھی تجاویز ہیں تو اُن پر بات کریں۔

جناب شاہ رُخ ملک: جناب چیئرمین! یہ کسی نے آپ کو ذکر نہیں کیا کہ بیوپاریوں کے پاس زمینداروں کے cheques ہوتے ہیں۔ ساری کی ساری خسرہ گرداوری بیوپاریوں کے پاس جمع ہوتی ہے۔ اگر زمینداروں نے گندم نہ اگائی تو صوبے میں بے شمار مسائل پیدا ہو جائیں گے اور پنجاب کے زمینداروں کی وجہ سے ہی پورے پاکستان میں ہماری گندم جاتی ہے۔ خدارا جب تک حکومت زمیندار کو سہولیات نہیں دے گی تب تک ہمارا ملک ترقی ہی نہیں کر سکتا۔ پوری دنیا میں due to population اِس وقت food crisis کا چل رہا ہے اور ہماری آبادی بھی rapidly بڑھ رہی ہے۔ اب ہماری آبادی 20 کروڑ ہے لیکن 2020 میں ہماری آبادی 30 کروڑ تک پہنچ جانی ہے۔ اب زمیندار طبقہ ہمارے اوپر اعتبار کرنا بھی

چھوڑ گیا ہے۔ باردانہ اس وقت یوں نایاب ہو چکا ہے جس کو مل جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ میں نے کوئی بہت بڑا معرکہ مار لیا ہے۔ اس میں حکومت اور ہم تمام لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ ایک دوسرے پر تنقید کم کریں اور مسئلے کا حل نکالیں۔ مسئلے کا حل اُسی صورت میں نکل سکتا ہے کہ تمام جماعتیں اکٹھی ہو کر اس پر ایک کمیٹی بنا کر کوئی نہ کوئی لائحہ عمل تیار کریں کیونکہ اس میں ہم تمام لوگوں اور ملک کا فائدہ ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ ملک نوشیر لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب چیئر مین! بہت شکریہ

بولنے پہ پابندی سوچنے پہ تعزیریں
پاؤں میں غلامی کی ہیں آج بھی زنجیریں
آج حرفِ آخر ہے بات چند لوگوں کی
دن ہے چند لوگوں کا رات ہے چند لوگوں کی
اُٹھ کے دردمندوں کے صبح و شام بدلو بھی
جس میں تم نہیں شامل وہ نظام بدلو بھی
دوستوں کو پہچانو دشمنوں کو پہچانو
اے اٹھارہ کروڑ مسلمانو، اے اٹھارہ کروڑ
مسلمانو!

(اذانِ عشاء)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئر مین! نماز کا وقفہ کر دیں۔

جناب چیئر مین: جس نے نماز پڑھنی ہے وہ پڑھ لے۔ جی، لنگڑیال صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب چیئر مین! یہاں پر نوانی صاحب جو فرما رہے تھے میں اُن کی بات کو second اس حوالے سے کرتا ہوں کہ کسانوں کی خریداری پر ہمیں پارٹی ازم سے باہر نکل کر اور point scoring سے ہٹ کر سوچنا چاہئے کیونکہ یہ ایک ایسا issue ہے جو ہر غریب کسان کا ہے۔ وہ کسان جو اتنی محنت اور قرضوں سے اپنی فصل کو پکاتے ہیں، فصل پکنے کے بعد جب خریداری کا وقت آتا ہے تو اُن بے چاروں کو ہم ایسے ایسے بھوکے شیروں کے آگے ڈال دیتے ہیں کہ اُن سے بچنا بہت ہی

مشکل ہو جاتا ہے۔ ملک ندیم کامران صاحب ہمارے پڑوسی ہیں اور ضلع ساہیوال میں گندم کی خریداری کے حوالے سے بخوبی جانتے ہیں۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ پچھلے سالوں میں گندم کی خریداری میں کوئی اچھا کام ہوا یا نہیں ہوا لیکن ٹھیکوں پر کبھی بھی جھگڑے یا لڑائیاں نہیں ہوئیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہمارے اضلاع میں ٹھیکوں پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ Workers کو نوازنے کے اور بھی بہت سارے طریقے ہیں لیکن اگر ہم نے گندم کی خریداری کو صاف اور شفاف کرنا ہے تو میں منسٹر موصوف سے یہ کہوں گا کہ خدا کے لئے partial طریقے سے کوئی ایسا لائحہ عمل بنائیں کہ اس پر کسی پارٹی کی چھاپ نہ آئے۔ اس دفعہ جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اُن میں بالکل ایسے middlemen ہیں جو وہاں کے بدنام ترین لوگ ہیں اور پچھلی دفعہ اُن میں سے ایک دو آدمی ایسے ہیں جن کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ انہوں نے پٹواری سے جعلی گرداوریاں ڈلوا کر 15 ہزار بوریاں دو سنٹروں میں بھگتائیں۔ اب وہی شخص وہاں پر اُن سنٹروں کا all in all ہے۔ ٹھیک ہے اگر یہ لوگ ہمیں پسند نہیں کرتے تو ہمارا عمل دخل نہیں ہونا چاہئے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پچھلے تین سالوں میں کسی ایم پی اے یا ایم این اے نے کسی middleman کو oblige نہیں کیا اور اسے ایک بوری بھی نہیں لے کر دی لیکن پہلی دفعہ وہاں یہ ہو رہا ہے کہ workers کو ٹھیکے دیئے جا رہے ہیں حتیٰ کہ ٹھیکوں پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ میں یہاں پر ایک اور بات بھی کرتا چلوں کہ پنجاب میں فوڈ مافیا ہے جسے سیکرٹری صاحب جانتے ہوں گے اور میرے خیال میں وزیر موصوف کو بھی پتا چل گیا ہوگا۔ پورا محکمہ خوراک اُس مافیا کے آگے بے بس ہے۔ یہ محکمہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ اُن کو ہاتھ ڈالے۔ وہ دس دس سالوں سے ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں جو اپنی من مانی کرتے ہیں، وہ -/100 روپے فی بوری سرِعام بیچتے ہیں اور ہر کسی کو پتا ہے کہ وہاں پر بوریاں بکتی ہیں۔ میں ملک ندیم کامران صاحب سے بھی کہوں گا کیونکہ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ وہ مافیا بوریاں فروخت کرتا ہے، ان کی کوئی انکوائری نہیں کر سکتا اور کسی میں جرأت نہیں ہے کہ انہیں پکڑے اور جیلوں میں ڈالے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے پچھلی دفعہ نوٹس لیا تھا لیکن مافیا نے پنجاب میں اس طرح کے حالات بنا دیئے کہ پھر ہم سب لوگ بے بس ہو گئے۔ ہم نے انہی لوگوں پر depend کیا اور وہی لوگ سنٹروں کے انچارج لگے ہوئے ہیں۔ اگر ہم گندم کی خریداری کو اچھے طریقے سے کرنا چاہتے ہیں تو یہاں بیٹھ کر ہمیں ایسے فیصلے کرنے ہوں گے کہ وہاں پر بیٹھے ہوئے مافیا کو ہٹایا جائے اور پانچ پانچ، دس دس ہزار بوریاں لینے والے لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے کیونکہ ہمارے کسان بھائی لائنوں میں لگ کر صبح سے شام تک بے چارے کھڑے رہتے ہیں تب جا کر انہیں آٹھ بوریاں ملتی ہیں تو جتنی کسی کی گندم ہے یعنی پانچ یا دس

ایکڑ ہے تو قسطوں کی بجائے انہیں ایک ہی دفعہ بوریاں دی جائیں۔ حقیقت میں وہ بے چارے روزانہ صبح سے شام تک لائنوں میں لگ کر آٹھ یا دس بوریاں حاصل کرتے ہیں جس سے وہ تنگ آ کر مڈل مین کو -/950 روپے فی من والی گندم -/800 روپے فی من فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ہمارے پاس گندم کی وافر مقدار ہے تو اس سے بہتر ہے کہ ہم گندم کی open پالیسی کر دیں جس سے کم از کم کسانوں کو -/950 روپے فی من گندم کی قیمت تو ملے گی۔ پچھلی دفعہ جب گندم کی سرکاری خریداری بند ہوئی تو تب کسانوں کو پورے پیسے ملنے شروع ہوئے اور جب تک سرکاری طور پر خریداری جاری تھی تو انہیں -/800 یا -/825 روپے سے زیادہ نہیں ملے اس لئے یہ ساری باتیں توجہ طلب ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ کہتا چلوں کہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیں اور اگر ہم اپنے ایم پی ایز کو سسٹم کا حصہ نہیں بنائیں گے اور انہیں اس حکومت کا حصہ نہیں سمجھیں گے تو یہ مسائل کسی صورت حل نہیں ہوں گے۔ بہتر ہو گا کہ یہ بے شک ہمیں شامل نہ کریں لیکن اپنے ایم پی ایز کو ضلع wise شامل کریں اور انہیں کہیں کہ وہ موقع پر جا کر visit کر کے کسانوں کے مسائل کو حل کریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر چودہ دن پہلے بلائے گئے اجلاس میں اسی مسئلے پر بات کر لی جاتی کیونکہ اس اجلاس بلانے کا مقصد ہی یہی تھا جو کہ بڑا right time اور prime time تھا۔ اگر اس وقت ہم ان مسائل پر بحث کرتے تو شاید ان کا کچھ حل ہو پاتا اب تو field میں گندم کی purchase بھی شروع ہو گئی ہے لیکن پھر بھی اللہ کا شکر ہے کہ کسان اور کاشتکار کی گندم کی خریداری ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین! گندم ایک ایسی commodity ہے جس کے متعلق میرے بھائی پہلے فرما رہے تھے کہ اس پر کسی قسم کی سیاست اور point scoring نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کوئی بھی غیر جانبدار کمیٹی بنا دیں جو گندم اور اس کی متبادل فصلیں جیسے مکئی یا سورج مکھی کے فی ایکڑ منافع کا تخمینہ اور موازنہ کرے۔ گندم کی کاشت کسانوں کے لئے گھاٹے کا سودا ہے اور المیہ یہ ہے کہ گھاٹے کے سودے میں کسان بے چارہ جہاد کر رہا ہے۔ وفاقی حکومت کا یہ انتہائی احسن قدم تھا کہ اس نے -/950 روپے فی من گندم کی قیمت رکھی جس پر کاشتکار نے بڑا اچھا response دیتے ہوئے گندم میں ملک کو خود کفیل کر دیا۔ اب بھی صورتحال یہ ہے کہ گندم کے آج کے rate جو -/950 روپے فی من کسان کو

دے پائیں تو یہ اس کی اشک شوئی ہو گی لیکن physically مارکیٹ میں انہیں -/750,-/800 روپے فی من سے زیادہ نہیں مل رہا اور اس سے کسان اتنا بددل ہو گا کہ آپ اس پنجاب کو سستی روٹی فراہم کر سکیں گے، نہ کوئی سستا دستر خوان اور خدانہ کرے، خدانہ کرے کہ ہمارے ملک میں قحط کی صورتحال پیدا ہو جائے۔

جناب چیئرمین! ایک اور problem یہ ہے کہ جب بھی گندم کی قیمت بڑھتی ہے تو یہ معاملہ politicize ہو جاتا ہے کیونکہ گندم ہر امیر اور غریب نے استعمال کرنی ہوتی ہے تو میری درخواست ہے کہ اگر گندم کے حوالے سے میڈیا پر بیٹھ کر ہمارے زرعی ماہرین قوم کو educate کریں کہ اگر ہم کسان کو یہ rate دیں گے تو اس پر وہ گندم زیادہ کاشت کرے گا جس سے ہمارے غریب ملک کا زرمبادلہ بچنے کے ساتھ ساتھ کسان بھی خوشحال ہو گا اور ملک بھی خوشحال ہو گا۔ خدارا اسے seriously لیں اور اس پر باقاعدہ debate کرائیں تاکہ کسانوں کو فائدہ ہو۔ ہمیں جو مسائل درپیش ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ پہلے پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت گندم ایکسپورٹ کرنا چاہ رہی تھیں لیکن ساتھ ہی میڈیا پر یہ خبر آ گئی کہ بجلی اور فلاں فلاں بم کے بعد اب "گندم بم" چلنے والا ہے تو دونوں حکومتیں سہم گئیں اور گندم کی ایکسپورٹ بروقت نہ کی گئی جس کی وجہ سے آج کسان سے گندم کی خریداری میں دونوں حکومتوں کو دشواری پیش آ رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ خدارا گندم کو politicize نہ کریں کیونکہ یہ ہماری زندگی اور ہمارے ملک کی بقا کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین! آٹھ بوری فی ایکڑ باردانہ کے بارے میں سارے دوست ذکر کر چکے ہیں جو کہ بہت ناکافی ہے تو ہمیں اسے بڑھانا چاہئے۔ اس کے علاوہ وزیر خوراک نے کہا کہ محکمہ مال کے عملہ کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ گندم کے خریداری سنٹروں پر بیٹھ کر پرچہ ملکیت اور فرد ملکیت زمینداروں کو دیں۔ کچھ تحصیلوں میں پاسکو گندم خرید رہی ہے چونکہ گندم وفاقی حکومت کی نہیں ہے اس لئے کسان بھی وفاقی حکومت کا ہے اور نہ پنجاب کا بلکہ وہ تو کسان ہے اس لئے انہیں اس قسم کا order کرنا چاہئے کہ تمام کسانوں کو یہ سہولت بہم پہنچائیں اور محکمہ مال کا عملہ پاسکو کے سنٹروں میں بھی اسی طرح جا کر بیٹھے جیسے محکمہ خوراک کے خریداری سنٹروں میں بیٹھا ہے۔

جناب چیئرمین! افواہ سازی کا بھی آج کل بڑا رجحان ہے ہمارے ضلع بہاولنگر اور تقریباً تمام دیہی علاقوں میں "خوراک مافیا" نے افواہ سازی کے ذریعے لوگوں میں یہ تاثر بٹھا دیا ہے کہ 17 فیصد سیلز ٹیکس لگ گیا ہے اس لئے گندم کی قیمت زمیندار کو عملاً -/800،-/825 روپے فی من ملے گی۔ انہوں

نے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا کر ان غریبوں سے گندم -/750، -/800 روپے فی من خریدی۔ آج ہی صبح راجہ ریاض صاحب نے سیکرٹری خوراک سے فون کر کے اس کی clarification لی ہے اور ہم نے اپنے تئیں کوشش کی ہے کہ لوگوں کو یہ سمجھائیں کہ جو زمیندار گندم فروخت کر رہا ہے تو اسے -/950 روپے فی من ہی ملیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ایسا نہیں ہو رہا تو ان افواہ ساز لوگوں کا کوئی نہ کوئی سدباب ہونا چاہئے۔ یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ زمیندار کو اپنی جنس مارکیٹ rate سے کم پر فروخت کرنی پڑتی ہے اور جب وہ کھاد خریدنے جاتا ہے تو وہی آڑھتی حضرات اسے black میں کھاد فروخت کرتے ہیں۔ خدا کے لئے زمیندار کا استحصال بند کریں اور یہ تھوڑی سی زحمت کر کے ضلعی انتظامیہ کو اس چیز کا پابند کریں کہ وہ مارکیٹ میں جا کر سرکاری rates پر عملدرآمد کرائیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب آصف بشیر بھاگٹ!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے حکومتی بنچوں کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے آج نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے دل پر بڑا پتھر رکھ کر بحث کو برداشت کیا جو انہوں نے پچھلے اجلاس میں بالکل برداشت نہ کی لیکن چلیں دیر آید درست آید۔ یہاں پر ہمارے اپوزیشن بنچوں سے ہی تقریباً 90 فیصد دوستوں نے حصہ لیا ہے اور کچھ ہمارے حکومتی ساتھیوں نے بھی حکومت کی خوشامد اور point scoring کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں repetition میں نہیں جانا چاہتا اور کوشش کروں گا کہ ایک دو ایسے مسئلوں یا پہلوؤں کی طرف اپنے مقررہ وقت میں نشاندہی کر سکوں۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ پچھلے سال جب گندم کی خریداری شروع ہوئی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے ٹی وی اور میڈیا پر آ کر کہا کہ پنجاب کے کسان سے ایک ایک دانہ گندم خریدی جائے گی۔ ایک تو پنجاب کے یہ آٹھ کروڑ عوام پچھلے دو ماہ سے اسی وزیر اعلیٰ سے یہ سننا چاہ رہے تھے کہ وہ پھر ٹی وی اور میڈیا پر آ کر کہیں کہ میں پنجاب کے کسانوں سے گندم کا ایک ایک دانہ خریدوں گا اور دوسرے وہ ان کے اس ہیلی کاپٹر کا بھی انتظار کر رہے ہیں جو پچھلے سال جب نیچے محکمہ خوراک کا عملہ لوگوں کے کپڑے اتار رہا تھا اور غریب کسانوں کو نچوڑ رہا تھا تو ان کے ہیلی کاپٹر اور جہاز میں میرے خیال میں جو fuel پچھلے سال استعمال ہوا، اگر fuel کے پیسے ہی غریب زمینداروں کو دے دیئے جاتے تو شاید بہتر ہوتا۔ ہم نے پچھلے سال بھی کوشش کی کہ بلاواسطہ یا کسی طریقے سے وزیر خوراک، راجہ ریاض صاحب یا باقی دوستوں کو کہا کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب تو ہماری شکل دیکھنا چاہتے ہیں، ہمیں ملنا چاہتے

تھے اور نہ وہ اس ایوان میں آنا چاہتے تھے تو ہم نے ان کی اس طرف توجہ دلائی کہ آپ نے جو طریق کار اختیار کیا ہے اس سے آپ ایک سستی شہرت تو ضرور حاصل کر رہے ہیں لیکن نیچے غریب کسانوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین! وزیر خوراک بھی تشریف فرما ہیں اور میرے خیال میں سیکرٹری صاحب بھی وہی ہیں جو پچھلے سال تھے اور میرے ساتھ بیٹھے ہوئے سارے دوست اس بات سے اتفاق کریں گے کہ غریب کسان کو کس کے ہتھے چڑھایا گیا ہے؟ وہ department جس کے بارے میں آپ سمیت یہاں پر بیٹھا ہوا ایک ممبر بھی یہ تسلی نہیں دے سکتا کہ وہ 100 فیصد corrupt نہیں ہے تو وہ ہے Revenue Department اور دوسرا ماشاء اللہ محکمہ خوراک ہے۔ یہاں پر ایک دوست بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں انسپکٹر، سپروائزر اور اے ایف سی سے لے کر اوپر تک ایک بندہ بھی ایسا ہے جو رشوت اور بھتہ نہیں لیتا یا وہ ایک بوری پر دو کلو نہیں لیتا۔ آپ یہ اندازہ لگا لیں کہ پچھلے سال میڈیا کا ڈرامہ بھی فیل ہوا، بے چارے غریب زمیندار بھی پسے اس لئے ہمیں یہ چاہئے تھا کہ ہم اس سال عقل کے ناخن لیتے۔ ہم نے پچھلے سال کی پالیسی کی فوٹو کاپی نکالی اور وہی فوڈ منسٹر کو دے دی کہ آپ جائیں اور House میں یہ statement دے دیں۔ یہاں ایک پالیسی بیان دے دیا گیا کہ ہم نے فوڈ کی پالیسی بنالی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر حکومتی بنچوں پر جتنے بھی میرے دوست بیٹھے ہیں جن کی وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات چلیں دو سال بعد ہی ہو جاتی ہے لیکن اب جب بھی کسی کی اُن سے ملاقات ہو تو وہ ضرور اُن سے گزارش کریں کیونکہ یہاں پر بیٹھے ہوئے فوڈ منسٹر یا سیکرٹری فوڈ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے 35 لوگوں کی باتیں سنی ہیں لیکن میں یہ بات حلفاً کرتا ہوں کہ ایک بات پر بھی عمل نہیں ہونا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جو پالیسی چیف سیکرٹری صاحب یا ڈاکٹر توقیر صاحب نے بنا کر بھیجی ہے اُسی کو انہوں نے جاری رکھنا ہے۔ چلیں، ان کی مہربانی کہ انہوں نے ہمیں بولنے کا موقع دیا۔ میں اِن سے یہ گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ پیغام ضرور دیں کہ خدارا آپ کے اوپر جو چھاپ لگی ہے کہ آپ لوگ industrialist اور سرمایہ داروں کی پارٹی ہیں اور آپ کا پنجاب کے غریب کسانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تجاویز دیں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: خدارا آپ کے پاس perception بہتر کرنے کا موقع ہے اس لئے آپ ان دوستوں کی تجاویز سن کر میں سمجھتا ہوں کہ پالیسی سٹیٹمنٹ دینے کے ساتھ ساتھ منسٹر صاحب جرات پیدا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ماشاء اللہ بڑے باہمت ہیں اور اُن کی سوچ بھی بہت بڑی ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز wind up کریں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب چیئرمین! میں آخری بات کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھوں گا کہ وہ آج باغی بنیں گے، وہ جاوید ہاشمی صاحب کی طرح باغی بنیں گے اور اٹھ کر سیکرٹری فوڈ کو یہ direction دیں گے کہ خدارا اس پالیسی کو amend کیا جائے اور ان غریب کسانوں کا خیال کریں گے جن کی بوری سے دو دو کلو چوری ہونا ہے، جنہوں نے سو سو روپے رشوت کے طور پر دینے ہیں، جنہوں نے ایک ایک ہزار روپے فرد ملکیت اور جمع بندی کے لئے دینے ہیں۔ میں یہی کہوں گا کہ خدارا انہیں بچائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) سے ایک چھاپ دُھل جائے گی کہ آپ لوگ زمیندار دوست پارٹی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب طاہر محمود ہندلی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ر) نوید ساجد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اطہر حسن گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ تھوڑی دیر پہلے کچھ دوستوں نے یہاں پر فرمایا کہ پیپلز پارٹی صرف کسان کے بارے میں خاص طور پر گندم کی خریداری کے موقع پر باتیں کر رہی ہے اور کوئی پالیسی نہیں دے رہی تو میں ان پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ -/950 روپے فی من گندم کی قیمت جب مقرر ہو رہی تھی تو وہاں پر پنجاب حکومت کے وفد نے اس کی سخت مخالفت کی اور یہ on record ہے، آپ چیک کروا سکتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ گندم کی قیمت زیادہ سے زیادہ -/600 اور -/750 روپے فی من مقرر کی جائے لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت نے اس پر اپنا موقف برقرار رکھا اور -/950 روپے فی من گندم کی قیمت مقرر کر دی۔ ہمارے ملک میں 70 فیصد لوگ بالواسطہ اور بلاواسطہ زراعت سے منسلک ہیں۔ ان کا کاروبار زندگی زراعت کی ہی مختلف اجناس پر منحصر ہے۔ اگر فلور ملز ہیں تو وہ بھی تب چلیں گی جب گندم ہو گی، کاٹن فیکٹری اور ٹیکسٹائل ملز بھی اسی وقت چلیں گی جب زراعت کا شعبہ بہتر ہو گا۔ حالات یہ ہیں کہ جب آپ کی حکومت یعنی ہماری حکومت پنجاب سروے کرتی ہے کہ اس سال کتنے رقبے پر گندم کاشت ہوئی ہے تو اسی حساب سے وفاقی حکومت سے بیٹھ کر انہوں نے اپنے حساب کتاب طے کرنا ہوتے ہیں کہ اس سال ہم نے اتنی purchase کرنی ہے۔

جناب والا! سارا الزام وفاقی حکومت پر دھر دیا گیا ہے کہ صرف 85-ارب روپے انہوں نے مہیا کئے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کا سروے کہاں تھا، آپ کے دلائل کہاں تھے، آپ کی سوچ کہاں تھی؟ اس غریب زمیندار کے بارے میں جو آپ اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہے ہیں کہ ہم نے زراعت کو اوپر لے آنا ہے۔ اس وقت آپ وفاقی حکومت سے بات کرتے اور کہتے کہ یہ پیسے تھوڑے ہیں، ہمیں زیادہ پیسے دیں اور اگر وہ زیادہ پیسے نہیں دے رہے تو یہ جو کلمہ چوک پر overhead bridge بن رہا ہے اس کو اس سال نہ بنائیں اور اگلے سال بنائیں۔

جناب والا! یہاں پر گندم کی خریداری کو سرا سر سیاست کی نذر کیا جا رہا ہے اور point scoring کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ غریب کسان کا استحصال پچھلے سال بھی ہوا تھا، اس سے پچھلے سال بھی ہوا اور اب بھی ہو رہا ہے۔ ابھی ایک ہمارے دوست نے فرمایا کہ صوبہ سندھ نے دفعہ 144 لگا دی ہے۔ بھائی! پچھلے سال تو آپ نے بھی لگائے رکھی تھی، کیوں؟ وہی منسٹر صاحب ابھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت تو آپ کو خیال نہیں آیا کہ دفعہ 144 لگ رہی ہے۔ اب آپ کی قوت خرید سے کام تھوڑا سا باہر جا رہا ہے تو آپ نے دفعہ 144 اٹھالی ہے کہ اب سندھ اور بلوچستان جانیں۔ ہم تو اپنی جان چھڑوالیں۔ گندم کی خریداری کے سلسلے میں بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں اور repeat کرنا اچھی بات نہیں ہے لیکن میں آپ کی توجہ کچھ چیزوں کے بارے میں دلانا چاہوں گا۔ اب گندم کی خریداری کا سلسلہ جاری ہوا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ ضلع راجن پور میں حکومت پنجاب نے گندم کی خریداری کے لئے کوئی ٹھیکہ announce کیا تھا جو کہ چند لوگوں نے وہ ٹھیکہ اٹھالیا اور اب بوریاں ان کی مرضی کے مطابق تقسیم ہو رہی ہیں۔ جب تحصیلدار، قانون گو اور پٹواری کو فون کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں، ہم مجبور ہیں اور ہمیں اپنے گھروں اور بیٹھکوں میں بلا کر ہم سے ٹوکن زبردستی لے لئے جاتے ہیں، آپ جانیں آپ کے ایم پی ایز حضرات جانیں۔ میں نام کسی کا بھی نہیں لوں گا، میں نے کل "ڈی سی او" راجن پور کو فون کر کے بتایا کہ آپ کے تحصیلدار اس طرح فرما رہے ہیں کہ حکومت پنجاب کے حکومتی ارکان اسمبلی ہمیں اپنے گھروں اور بیٹھکوں میں بٹھا کر زبردستی ٹوکن دے رہے ہیں۔

جناب والا! راجن پور میں فی بوری -/100 روپے بک رہی ہے اور میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ حکومتی ارکان اسمبلی کے کہنے پر -/100 روپے فی بوری بک رہی ہے۔ غریب کسان کہاں جائیں؟ یہاں تک ان کی رسائی نہیں ہے اور آپ یہ چیک کروا سکتے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو جس تحصیلدار نے مجھ سے یہ بات کی ہے میں اسے live phone call پر لے لیتا ہوں اور آپ اس

کی باتیں سن لیں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ ہم کس کے پاس جائیں اور کس سے بات کریں؟ خاص طور پر جنوبی پنجاب کا جو علاقہ ہے سب سے زیادہ گندم وہاں سے آتی ہے اور زمیندار طبقہ کا تعلق بھی زیادہ تر وہیں سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کو خاص طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اس میں، میں ضرور حوالے دوں گا کہ جناب وزیراعلیٰ لاہور معذرت کے ساتھ جسے وزیراعلیٰ پنجاب یا خادم اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر صوبہ جنوبی پنجاب کی بات کی گئی تو ہم کراچی صوبہ کے بارے میں بھی بات کریں گے۔ ارے بھائی! آپ کو کراچی کے عوام کے بارے میں کیا problem ہو گیا ہے؟ مطالبہ کریں تو وہ لوگ کریں۔ آپ اپنے صوبہ کی governance کو بہتر کریں، اپنے صوبہ کے حالات بہتر کریں پھر جا کر آپ کراچی کے بارے میں دلچسپی لیں اور ضرور لیں۔ بے شک آپ بلوچستان، کوئٹہ اور پشاور جائیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پہلے اپنے صوبہ کے حالات تو بہتر بنائیں۔

جناب چیئرمین: گورچانی صاحب! شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب چیئرمین! میں آخر میں سرائیکی کی نظم "آزاد" کے اشعار پڑھ کر آپ کو ضرور سناؤں گا اور میں اپنے دل کے جذبات کا اظہار ضرور کروں گا۔

اساں جائے سرائیکی دیس دے
ساڈی دھرتی ما لکھ پال
ایندے سینے سندھ پیا کھیڈدا
ایندے پیریں چھاچھڑ کاک
اے بھاگ وند دنیدی بھاگ وند
ایندا پانی کھیر دی کار
ایں جنڑیئے گھوٹ فرید جیئں
جیندا لالن خدمت گار
بھل اج اے دھرتی بھرم دی
ہے روندی نیر ہزار

ایندے کنڑ تے چابک چھکدے
ایندی رگ رگ سو سو چیر

تے اساں نینگر گوٹھ دے
ہے ساڈا کینجھا حال
ساڈے منہ تے جندرے جبر دے
ساڈے ہتھ کڑیاں وچ بند
اساں قیدی تخت لاہور دے
اساں قیدی تخت لاہور دے
بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔الحمدللہ ربّ العٰلمین۔الصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین o جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے گندم کی خریداری پر بات کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ اللہ رب العزت نے بھی سورۃ یوسف میں اس مسئلہ کا حل بیان فرمایا ہے کہ ملکی معیشت کو استحکام دینے کے لئے حکومتی سطح پر اقدامات ہونے چاہئیں۔چنانچہ جب سید نا حضرت یوسف علیہ السلام وزیر خوراک بنے تو انہوں نے مصر کی معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے ایک اچھی تجویز دی تھی تو میری بھی یہ گزارش ہے کہ قرآنِ مجید کے سنہری اصولوں سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اس وقت گندم کی خریداری کے سلسلے میں بہت باتیں ہوئیں تو میں مختصراً یہ گزارش کروں گا کہ اس کی خریداری کو شفاف بنایا جائے اور مقامی ایم پی ایز کو آگاہ کیا جائے کہ وہاں کے کیا مسائل ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر ضلع کے اپنے اپنے مسائل ہوں گے میں نے اپنے ضلع چنیوٹ میں کسی کو ابھی تک باردانہ کی شکایت کرتے نہیں سُنا البتہ اتنی بات ضرور کہوں گا کہ گنے کے بارے میں ابھی تک یہ شکایات موجود ہیں کہ پچھلے سیزن کے پیسے ابھی تک ادا نہیں کئے گئے۔ کاشتکار بنکوں اور منڈیوں سے اُدھار لے کر وہ چیزیں کاشت کرتے ہیں جب بروقت ان کی payments نہیں کی جاتیں تو پھر آئندہ کے لئے وہ اپاہج ہو کر رہ جاتے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ مل مالکان، خاص کر شوگر مل مالکان اب کافی کمائی کر چکے ہیں ان کو ہدایت کی

جائے کہ کاشتکاروں کو فی الفور payments کی جائیں تا کہ آئندہ کے لئے وہ اپنی فصلیں اچھی اور بروقت کاشت کر سکیں۔ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں کھلے آسمان تلے جو سٹور بنے ہوئے

ہیں ان میں بھی وافر مقدار میں گندم موجود ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم اس کو سیلابوں، بارشوں اور کیڑوں مکوڑوں کے لئے چھوڑ دیں کوئی ایسی جامع پالیسی بنائی جائے کہ جو غریب لوگ ہیں، جن کی پہنچ نہیں ہے ان کو کچھ رعایت دے کر اس کی فروخت کو آسان بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ 'بھوسا' بڑی قیمتی چیز ہے۔ پرانے زمانے میں لوگ کہتے تھے کہ 'ایس شہر نوں تے بھوں دے ریٹ وچ چھڈیا' لیکن آج وہ بھوسا سینکڑوں روپے من بک رہا ہے۔ نئی مشینری جو آئی ہے اس نے ہمارے بھوسے کو اوپر تک پہنچا دیا ہے۔ میری ارباب اختیارات سے یہ گزارش ہو گی کہ بھوسے کے تیلے جو ضائع ہو جاتے ہیں ان کو کارآمد بنانے کے لئے جدید مشینری نکالی جائے یا کوئی منصوبہ بندی کی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے گندم کو کیڑا خراب کرتا ہے اسی طرح ہمارے ملک کے امن و سکون کو دہشت گردی خراب کر رہی ہے۔ یہ دہشت گردی مختلف طریقوں سے رونما ہو رہی ہے۔ رات مجھے 11.00 بجے پتا چلا کہ ہمارے شہر چنیوٹ میں مساجد پر اور مختلف جگہوں پر ایک sticker لگایا جا رہا ہے۔ میں اس کا نمونہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ اس sticker پر لکھا ہے "اللہ" اور نیچے لکھا ہے "نوکر غازی دا"۔ جس کا عام مفہوم یہ بنتا ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ غازی کے نوکر بن گئے ہیں اور جو آدمی موقع پر پکڑا گیا ہے وہ قادیانی تھا اور اس قسم کے لوگ ملک میں انتشار پھیلا رہے ہیں اور نیچے آخر میں لکھا ہے۔ From Smoker Butt Neeli Gang۔ یعنی وہ smoker بھی ہے، اس قسم کے gangs ملک کے خلاف سازش کر رہے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کو بھی نعوذ باللہ وہ غازی کا نوکر بنا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے بھی بہت بڑی اور گہری سازش ہے۔ آپ کی وساطت سے میں وزیر قانون سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سراغ لگایا جائے کہ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔ 1984 کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی رو سے قادیانیوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کسی عبادت گاہ، پرائیویٹ یا سرکاری جگہ پر قرآن پاک کی آیت یا درود شریف نہیں لکھ سکتے۔ پرسوں میں ایک بستی گیا ہمارے یہاں چناب نگر کے پاس ہے احمد نگر ہے جب میں وہاں گیا تو قادیانیوں کے عبادت خانہ کی ٹائلوں پر 'لاالہ الااللہ محمد رسول للہ اور' یا حی یا قیوم' لکھا ہوا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون کی violation ہو رہی ہے۔ اس پر اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں تحریک التوائے کار لانا چاہتا ہوں تاکہ پتا چلے کہ قادیانی کہاں کہاں قانون کی violation کر رہے ہیں اور بہت سارے دوستوں نے پولیس کو بتایا کہ یہاں یہاں قانون کی violation ہو رہی ہے انہوں نے ایس ایچ او کو درخواست بھی دی کہ ان کے خلاف امتناع قادیانیت

آرڈیننس کے تحت مقدمات درج کئے جائیں لیکن آج تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھتے جا رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کے stickers لگائے جا رہے ہیں تو براہِ مہربانی اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور اس کو handle کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ملک عامر ڈوگر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ خواجہ محمد اسلام صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! House کو کل تک extend کر لیا جائے اس کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ باقی سارے دوست اب غیر حاضر ہیں، کل بات کر لیں گے اور وزیر خوراک صاحب ایک تفصیلی بیان دے دیں گے ابھی وہ بھی جلدی میں ہیں اور بہت سارے دوست بھی چلے گئے ہیں تو House کو کل تک extend کر لیا جائے، اس کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر خوراک صاحب بھرپور تیار ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جی، وہ تو تیار ہیں لیکن سننے والا تو کوئی ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں جو بیٹھا ہوں، آپ بیٹھے ہیں، ہم سارے مل کر سن رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بھی حاضر ہوں مگر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! صرف دو مقرر رہ گئے ہیں، بہت شکریہ۔ جی، خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ:

پر جب ملے تو دوسرے کی دیوار پر جا بیٹھا
وہ پرندہ جو میں نے پالا تھا بڑے شوق سے

جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے کہ کسانوں کا استحصال ہوتا تھا، زراعت پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ہماری معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کسانوں کا استحصال نہیں ہو رہا۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کروں گا جنہوں نے زرعی اصلاحات کر کے آج اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اگر administration اچھی ہو تو پھر ملک میں خوشحالی آتی ہے اور

میں یہ بات ببانگ دہل کہوں گا کہ کل تک تو اپوزیشن کو سب کچھ ٹھیک نظر آتا تھا مگر آج آٹھ دِن میں ان کو ایک دم سارا کچھ اُلٹ نظر آ رہا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قوموں میں جب بھی تبدیلی آتی ہے تو step by step آتی ہے ایک ہی دِن میں کبھی کایا نہیں پلٹتی۔ آپ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ایک دِن میں کایا پلٹے گی تو یہ آپ کی خام خیالی ہے اگر by calculation بات کی جائے تو پنجاب میں اس وقت 18 ملین ٹن کے قریب bumper crop ہوئی ہے۔ پنجاب کے پچانوے فیصد کاشتکار ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمیندار ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر calculation کی جائے تو 65-64 فیصد کے قریب دیہاتی آبادی ہے تو اس کے مطابق میرے پاس اگر دو ایکڑ زمین ہے تو دو ایکڑ میں 35 من گندم آتی ہے اور اس میں سے مجھے اپنے گھر کے لئے بھی چاہئے۔ یہاں پر بات ہو رہی ہے کہ ہم نے باردانہ کے لئے جو آٹھ بوریاں ایک ایکڑ کے لئے دی ہیں تو اس کو اس انداز میں نہ لیں کہ جو 64 فیصد آبادی ہے۔ اس نے اپنا stock اپنے sources سے کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب اس 64 فیصد آبادی نے اپنی گندم خود stock کرنی ہے تو اٹھارہ ملین میں سے دس سے گیارہ ملین گندم خود ہی stock ہو جاتی ہے۔ چار ملین پنجاب حکومت نے خریدنی ہے اور باقی اڑھائی سے تین ملین کے لئے شور و غوغا ہو رہا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ پنجاب اس قابل ہوا ہے کہ ہم گندم export کر سکیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اسے پرائیویٹ شعبے کو دے دیں تاکہ میرے کاشتکار بھائی گندم export کریں اور خوشحال ہوں۔ یہاں پر المیہ یہ ہے کہ ہم ابھی تک لکیر کے فقیر ہیں، ہم وہی باتیں کرتے ہیں جو سنتے چلے آتے ہیں۔ یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ شوگر مل والوں نے کاشتکاروں کے پیسے دبائے ہوئے ہیں تو میں اللہ کے فضل سے اور پورے یقین سے اس forum پر کہتا ہوں کہ پچھلے سال کی 99.9 فیصد رقم کاشتکاروں کو مل چکی ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: نہیں، نہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! میں تو ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں اور اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ میری یہ بات درست ہے۔ اس سال کی بھی 93 فیصد رقم کاشتکاروں کو جا چکی ہے۔ ہاں! اس میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ یہ ہے کہ ملوں کی طرف سے CPR issue ہو چکے ہیں البتہ سٹیٹ بنک کی طرف سے کوئی problem ہے جس کی وجہ سے وہ رقم کاشتکاروں کو نہیں مل سکی۔ جہاں تک سٹیٹ بنک کی problem کا تعلق ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب قائم سپیکر: خواجہ صاحب! اب wind up کر لیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اگر ہم اپنی awareness سے بات کریں تو چین میں اس دفعہ گندم کی فصل اچھی نہیں ہوئی۔ اسی طرح یورپ میں گندم کا ریٹ پاکستان سے کہیں زیادہ ہے۔ میری اپنے ان بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ اپنے زمینداروں اور کاشتکاروں کو بچانے کے لئے اپنے اپنے گاؤں میں اپنے اپنے علاقوں میں ایک club بنا کر گندم کو export کریں تاکہ ہمارا پنجاب بھی خوشحال ہو اور ہمارا زمیندار بھی خوشحال ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

خواجہ محمد اسلام: میں آخر میں راجہ صاحب کے بارے میں یہ کہوں گا کہ:-

جسے پرواز سے نہ تھی فرصت
اکیلا جب وہ پرندہ ہوا تو میری دیوار پر آ بیٹھا

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمد شفیق صاحب!

میاں محمد شفیق آرائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بالکل مختصراً بات کروں گا اور میری وزیر صاحب سے صرف دو تین گزارشات ہیں۔ آج جب آپ اس House سے باہر نکلیں تو ہمیں یہ خوشخبری ملے کہ آج کاشتکار کی پٹواری سے جان چھوٹ گئی ہے۔ آج یہ اعلان کر دیں کہ کسی فرد کی ضرورت نہیں ہے، جو بھی کاشتکار سنٹر پر جائے اسے باردانہ مل جائے۔ انہی کے دور میں ہی یہ پابندی لگی اور کاشتکار پچھلے سال بھی ذلیل ہوا اور اس سال بھی اس پٹواری کے ہاتھوں ذلیل ہوگا۔ میری آپ سے صرف یہی ایک گزارش ہوگی کہ اس اسمبلی میں وزیر صاحب کے منہ سے یہ بات سننا چاہوں گا کہ یہ پابندی ختم کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات بوریاں دینے کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکار کو سنٹر سے بے شک پیسے لے کر ہی بوریاں دے دی جائیں وہ ان بوریوں کی رقم جمع کروا دیں اور جب وہ ان کو گندم purchase کے لئے دے دیں تو وہ اس رقم کو واپس کر دیں۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ حکومت پنجاب کا اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے اور یہ خود حکومت کے لئے بھی بہتر ہے۔ آج جو یہ الزام لگ رہے ہیں

کہ ایم پی اے -/100 روپے میں بوری بیچ رہے ہیں یہ ہماری بھی توہین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا notice لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہاں پر پہلے بھی میرے ایک بھائی نے مظفر گڑھ کے حوالے سے کی ہے۔ خود میرے اپنے حلقے میں میرے مد مقابل مسلم لیگ (ن) کا جو امیدوار تھا اس کا بیٹا میرے اپنے سنٹر پر تین سال سے تعینات ہے۔ آپ مجھے بتائیں وہاں پر میری گندم بک سکے گی؟ نہ پہلے کبھی بکی ہے اور نہ اب بکے گی۔ میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں اور سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں، وزیر صاحب بھی یہاں موجود ہیں، مہربانی فرما کر جو اپنے ہی اضلاع میں انسپکٹر لگے ہوئے ہیں خدارا ان کو تو تبدیل کر دیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ رائے صفدر عباس بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب کا مشکور ہوں اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اپنے محدود مالی وسائل کے باوجود 40 لاکھ ٹن گندم خریدے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں پنجاب کے اس غریب کاشتکار کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ جس نے مہنگا ڈیزل خرید کر، مہنگی بجلی استعمال کر کے، مہنگی کھادیں خرید کر اور مہنگی pesticide خرید کر اتنی وافر مقدار میں گندم کی bumper crop پیدا کی ہے۔ پھر مرکزی حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم -/950 روپے فی 40 کلو گرام کے دے کر کسان پر احسان کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں جس طرح سے ڈیزل کی قیمتیں بڑھی ہیں، بجلی کی قیمتیں بڑھی ہیں اس حساب سے تو گندم کی قیمت تین ہزار روپے فی من ہونی چاہئے۔ اس طرح سے یہاں پر یہ بات بھی کی گئی ہے کہ آٹھ بوریاں فی ایکڑ کے حساب سے دی جا رہی ہے یہ بات وہ لوگ کر رہے ہیں جو غیر کاشتکار ہیں جن کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ کس طرح کاشتکار اپنے بیج کے لئے، اپنے گھر کے استعمال کے لئے پورے سال کے لئے گندم کا ذخیرہ کرتا ہے۔

جناب سپیکر! مرکزی حکومت کی طرف سے 17 فیصد sales tax لگا کر کاشتکار کی خدمت کی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ 2 فیصد آڑھتی زمیندار سے وصول کرے گا۔ نوانی صاحب نے جس طرح یہاں پر بات کی تو کیا اس کی collection مرکزی حکومت کرے گی، کیا فیڈرل بورڈ آف ریونیو کا کرپٹ ترین چیئرمین اس کی recovery کرے گا؟ جس طرح سے فیڈرل گورنمنٹ کے معاملات چل

رہے ہیں جو مرکزی حکومت کی آنکھ کا تارا ہے وہی سب کچھ ہے۔ جس طرح نوانی صاحب نے پہلے بات کی کہ 25لاکھ ٹن گندم strategic reserve کے طور پر رکھی جاتی تھی اب پانچ لاکھ ٹن کی کمی کس کے ایماء پر کی گئی ہے ؟یہ مرکزی حکومت کس مافیا کو support کرنا چاہتی ہے اور پنجاب حکومت کے reserve کو کیوں کم کرنا چاہتی ہے اور اس کے علاوہ پنجاب کو 130۔ارب روپے کیوں نہیں دیئے جا رہے ؟ میں یہاں پر یہ بات categorically کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر House کو misguide کیا جارہا ہے، اپوزیشن کی طرف سے House کو غلط بتایا جارہا ہے کہ ہم نے NFC Award میں اتنے پیسے دیئے ہیں اور development کے لئے یہ کیا ہے، وہ کیا ہے اور اس سے گندم کی خریداری کی جا سکتی ہے۔Wheat procurement کے سلسلہ میں Food Account Independent اور علیحدہ ہوتا ہے جس کا ADP سے کسی قسم کا کوئی تعلق ہوتا ہے، ترقیاتی فنڈ سے کوئی تعلق ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا تعلق NFC Award میں ملنے والی رقم سے ہوتا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ اور سٹیٹ بنک مل کر بنکوں کا ایک consortium بناتے ہیں جو انتہائی کم شرح سود پر قرضہ فراہم کرتے ہیں اور اس کو community finance کہا جاتا ہے۔ مرکزی حکومت نے اس سلسلہ میں کیا role play کیا ہے ؟ باتیں کرنے سے تو پیٹ نہیں بھرتا، باتیں تو سب کر لیتے ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت باتیں کرنے کے علاوہ کسانوں کی کیا خدمت کر رہی ہے ؟ کسی بھی system کے بغیر کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا کہ پٹواری کو فارغ کر دیں یہ کر دیں وہ کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: House کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ہر ضلع کی اپنی اپنی بات ہوتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ضلع شیخوپورہ میں معاملات transparent ہیں۔ کسی پٹواری، کسی فوڈ انسپکٹر یا کسی بھی سنٹر کے خلاف آج تک کوئی ایک شکایت بھی نہیں آئی۔ جس طرح حکومت پنجاب کاشتکاروں کی خدمت کر رہی ہے، کاشتکاروں سے اس کی گندم خرید رہی ہے اس طرح کی مثال دوسرے کسی بھی صوبہ میں نہیں ملتی۔ میں آخر میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اپنا فرض باحسن طریقے سے ادا کر رہی ہے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے مقرر افتخار علی بابر کھیتران!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک خرم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔آصفہ فاروقی صاحبہ اور یہ آخری مقرر ہیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے اور چٹ بھی بھیجی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کا نام لکھ لیتا ہوں پہلے میرے پاس نہیں تھا- جی محترمہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ- جناب سپیکر! میری باری سب سے آخر میں آتی ہے اور اس کرسی پر آپ ہی کی موجودگی میں کہنا پڑتا ہے کہ میں آتی سب سے پہلے ہوں اور جاتی سب سے بعد میں ہوں- چلیں، آج بھی سب سے بعد میں جاؤں گی- آج یہاں پر راجہ صاحب نے گندم کی خریداری پر جو points اٹھائے ہیں وہ بڑے مدلل تھے اور سارا House ان کی تائید کر رہا تھا- اگرچہ میں خود تو زمیندار نہیں ہوں مگر زمیندار لوگوں کی یہاں پر مشکلات دیکھ کر، سن کر مجھے یہ خوشی ہوئی کہ اچھا ہوا کہ میں زمیندار نہیں بلکہ ایک عام تعلیم یافتہ گھریلو عورت ہوں- خواجہ اسلام صاحب چائنا کی مثال دے رہے تھے کہ وہاں بہت گندم ہوئی، آپ بھی یہاں چائنا کا نظام لے آئیں، زمینیں nationalize کرو اور جاگیر داریاں ختم کرو تو یہاں بھی اس سے زیادہ اچھی گندم پیدا ہو گی اور ہمارا ملک ان سے زیادہ اچھی ترقی کرے گا مگر ہم نے تو اپنے وسائل اور اپنے نظام کے مطابق یہاں پر چلنا ہے-

جناب سپیکر! ہم جس طرح بجٹ آنے سے پہلے pre budget بحث کرتے ہیں اسی طرح گندم کی فصل آنے سے پہلے تجاویز آنی چاہیئں اور ہمیں یہاں پر اس سلسلے میں سب مشکلات بیان کرنی چاہیئں پھر ہم سب کی اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ملاقات ہونی چاہئے جس میں وزیر خوراک وزراعت بھی اپنے دلائل دیں کہ اپوزیشن یا حکومتی جماعت نے اپنی فصل کو بیماریوں، وائرس اور فلڈ سے بچانے کے لئے یہ یہ تجاویز دی ہیں- پھر اچھا بیج، اچھی کھاد اور باردانہ بروقت ملنا چاہئے اور آج یہ تینوں باتیں موضوع بحث رہی ہیں ان پر کس طرح کنٹرول کیا جائے- جس طرح آج زمیندار رو رہا ہے، جس طرح آج House میں کاشتکاروں کے نمائندے، زمینداروں کے نمائندے اپنی مشکلات بیان کر رہے تھے- کیا بات تھی، کیا پہلے ہمیں یہ مسائل درپیش نہیں تھے اور آج ہم ان مسائل کا سامنا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں نے pre budget میں وزیر اعلیٰ صاحب کو پنجاب کا مہاتیر کہا تھا- کس لئے؟ اس لئے کہ وہ پنجاب پر توجہ دیتے تھے مگر جب پنجاب کا زمیندار روئے گا، جب کاشتکار کو اس کی زمین سے اس کی فصل سے اسے پورا فائدہ نہیں پہنچے گا تو پنجاب کا مہاتیر اکیلا کیا کرے گا؟ ایک شخص عقل کل نہیں ہوتا، آپ تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھ لیں، مشاورت کا نظام رسول پاک ﷺ کے دور سے آ رہا ہے- اگر واقعی ہمارے محترم وزیر اعلیٰ House میں آ کر ہمارے مسائل سنیں تو ہمیں بھی خوشی ہو اور وہ خود بھی اس صوبے کی خدمت زیادہ احسن طریقے سے کر سکتے ہیں- اس بات میں بڑا وزن ہے کہ اگر کوئی

شخص زیادہ محنت کرے اور اسے اس محنت کا پورا معاوضہ نہ ملے تو اس کی دل شکنی ہوتی ہے۔اگر ہم گندم کی فصل بوئیں گے لیکن اس کی مناسب قیمت نہیں ملے گی یا اسے بیچنے کے لئے ہمیں صحیح طریق کار کا پتا نہیں ہو گا تو پھر کسان اگلے سال اس فصل کو زیادہ بونے کی کیسے کوشش کرے گا؟ اگر کسی چیز سے منافع ہوتا ہے خواہ وہ کاروبار ہے، زراعت ہے یا کوئی اور فیلڈ ہے وہ تبھی آگے بڑھتی ہے اور انسان اسے تب ہی زیادہ اچھے طریقے سے آگے لا سکتا ہے اگر وہ سمجھے کہ مجھے اس کا معاوضہ اچھا ملے گا۔

جناب سپیکر! میں اس علاقے سے آئی ہوں جو گندم کا گڑھ ہے، جہاں بڑے بڑے جاگیر دار بیٹھے ہیں، جن کے خلاف میں نے ساری عمر جدوجہد کی ہے، ایسا نظام لانے کے لئے ذوالفقار علی بھٹو کے پیچھے چلی تھی کہ اس قائد نے کہا تھا کہ میں امیر اور غریب ایک کروں گا۔یہاں پر تو غریب الگ رو رہا تھا لیکن یہاں کا امیر بھی رو رہا ہے۔چلیں، پھر امیر اور غریب مل کر اس ملک میں ایک ایسا نظام لانے کی کوشش کریں جس میں امیر اور غریب کی تفریق ختم ہو، یہ ملک بھی ترقی کرے، یہ ملک ڈرون حملوں سے بچے اور ہمارا ملک ایک اچھا فلاحی ملک بنے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں آخر میں گندم کی خریداری سے متعلق نہیں بلکہ میں ذکر کروں گی کہ ہماری اسمبلی خواتین ممبران کی رہائش کے لئے کوئی بندوبست نہیں کرتی۔مجھے تین بندوں کے ساتھ آکر ہوٹل میں ٹھہرنا پڑتا ہے، ایک ڈرائیور، ایک نوکر اور میرے ساتھ ایک عورت بطور helper ہوتی ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ ہم خواتین ممبران اسمبلی کو ایم پی ایز ہوسٹل میں رہائش دی جائے۔کیا یہ discrimination قائم رہے گی کہ مرد ممبران کو کمرے دیئے جائیں لیکن خواتین جو House میں تعداد میں بھی تھوڑی ہیں، ہمیں یہاں پر ٹھہرنے کے لئے رہائش بھی نہ دی جائے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، سوہنا صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): انہوں نے کہا تھا کہ میں نے تقریر نہیں کرنی۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں تقریر تو نہیں کرتا لیکن یہاں پر موجود ممبران اسمبلی اور آپ کو سلام کرتا ہوں اور مجھے یوں لگ رہا ہے کہ ہم سب جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں ہمیں کوئی اور کام نہیں ہے۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیاسی قیادت کی طرف سے کسی proper کام کے لئے کسی مناسب شخص کا تقرر بڑا اہم ہے۔اب آپ دیکھیں کہ میرے بھائی رانا ثناء اللہ کو وزیر قانون بنایا ہوا ہے۔

ان کا قانون سے کیا تعلق ہے ؟آپ نے میرے پیارے شہری بابو کو وزیر خوراک بنا دیا ہے یہ جب فیلڈ میں جاتے ہیں تو انہیں تین دفعہ makeup کروانا پڑتا ہے۔کابینہ کے لوگوں کے ساتھ اس قسم کی ناانصافیاں نہیں کرنی چاہئیں لیکن میں اس موقع پر وزیر خوراک کو ایک تجویز ضرور دیتا ہوں کہ یہ جو فرد جاری کرنے کا سلسلہ ہے اسے ایک اچھا style اور طریقہ دیا جا سکتا ہے کہ جب فصل کاشت ہوتی ہے اور پھر اس کے کاٹنے تک چار پانچ ماہ کا وقفہ ہوتا ہے۔گاؤں کا مکمل ریکارڈ موجود ہوتا ہے اور جب کسی کھیت میں گندم کاشت کی جاتی ہے تو اسی وقت اس کی گرداوری ہو جاتی ہے اور پٹواری کے سامنے ریکارڈ آ جاتا ہے۔اب کاشت کے ایک یا دو مہینے کے بعد پٹواری ہر علاقے کی ایک لسٹ جاری کر سکتا ہے کہ کس مالک نے کتنے کھیت کے اندر گندم کاشت کی ہے پھر اس لسٹ کی تحصیلدار تصدیق کرے پھر آپ وہ لسٹ پرچیز سنٹر پر مہیا کر دیں اور اس طرح زمیندار کو فرد حاصل کرنے سے بچائیں۔اسی طریقے سے حکومت جو پالیسی بنائے کہ آپ نے ایک ایکڑ کے عوض آٹھ بوریاں دینی ہیں یا دس دینی ہیں آپ جو بھی تعین کریں لیکن بروقت پالیسی بنائیں تو گندم کی کٹائی سے ایک ماہ یا کچھ وقت پہلے عزت کے ساتھ اس کاشتکار کو آگاہ کریں کہ آپ نے دس ایکڑ گندم کاشت کی ہے اس میں سے ہم آپ کی اتنے فیصد گندم خریدیں گے اور اس کے لئے اتنا باردانہ فلاں تاریخ کو آپ آ کر لے جائیں۔یہ ایک سسٹم بنانے کی ضرورت ہے۔زمیندار کو عزت و احترام دینے کے لئے اگر آپ اس طرح کا کوئی سسٹم شروع کریں گے تو اس سے بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر!میں دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ دو سال پہلے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ پرائیویٹ سیکٹر کو گندم خریدنے اور سٹور کرنے کے عمل میں شامل کیا جائے۔اس وقت بہت سی فلور ملوں کو اس process کا حصہ بنایا گیا تھا اور گندم کا ایک بہت بڑا حصہ فلور ملوں نے خریدا تھا۔ہماری صوبائی حکومت سٹیٹ بنک سے جو پیسے لیتی ہے اس کے اوپر سود ادا کیا جاتا ہے۔اس سود کو ادا کرنے کے باوجود گندم کو محفوظ کرنے کے انتظامات آپ کو الگ سے کرنے پڑتے ہیں۔آپ اس کے اندر پرائیویٹ سیکٹر کو involve کریں۔پرائیوٹ سیکٹر کے ساتھ اس حوالے سے ایک agreement کیا جائے۔اس سیزن کے دوران بہت سارے پرائیویٹ گودام میسر ہیں۔cotton factories اور دوسری بہت ساری انڈسٹریز کے گودام میسر ہیں۔آپ اس جگہ پر گندم کی خریداری کے سنٹر بنائیں کہ جہاں پر ایک یا دو لاکھ بوری گندم سٹور کی جا سکتی ہو۔آپ براہ راست سٹور کے مالک کو اس کا کرایہ اور دوسرے اخراجات ادا کریں یقیناً وہ کرایہ اور اخراجات اس سود کی رقم سے کم ہوں گے جو کہ آپ سٹیٹ بنک کو ادا کرتے

ہیں۔وزیر خوراک نے گندم کی خریداری کے سلسلے میں اب ایک یا ڈیڑھ مہینے کے لئے دوڑ لگائی ہے تو میں اپنے وزیر موصوف کے لئے ابھی سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو wheat procurement کے حوالے سے آسانیاں میسر کرے اور ان سے کہتا ہوں کہ جہاں آپ ہر وقت اپنے ساتھ پریس کی ایک ویگن رکھتے ہیں وہاں پر کچھ اور بھی ساتھ رکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اب تمام معزز ممبران نے بات کر لی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہاں پر نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ آج کا اجلاس ہم نے بلایا تھا اور ہم اس وقت یہاں پر موجود ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر خوراک کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب میں one man show ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کسی کی بات نہیں سنتے اور ان کی وجہ سے صوبہ میں انتظامی اور، معاشی لحاظ سے خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہٹ دھرمی، غرور اور ان کی طرف سے اس House کی جو insult کی جاتی ہے یہ تمام مسائل اسی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس بات پر مکمل یقین ہے کہ ہمارے چھوٹے بھائی، وزیر خوراک کے اختیار میں کچھ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے صوبہ کے عوام کے حقوق کی خاطر یہاں پر آواز اٹھائی ہے۔ صوبہ میں گندم کی خریداری کے حوالے سے جو مسائل درپیش ہیں ہم نے ان کی نشاندہی کی ہے۔ وزیر خوراک چوہدری عبدالغفور کو ہم اپنا چھوٹا بھائی سمجھتے ہیں اس لئے ہم ان کی بات سنیں گے، اگر وہ صرف بطور وزیر خوراک بات کرتے تو پھر ہم نے ان کی بات نہیں سننی تھی۔ ہم حزب اختلاف والے ان کی بات صرف اس لئے سن رہے ہیں کہ وہ ہمارے اس House کے معزز ممبر ہیں۔ بطور وزیر خوراک ہم نے ان کی بات ہرگز نہیں سننی تھی۔ اس معزز House کا ممبر ہونے کی وجہ سے ہم ان کی بات سنیں گے۔ ہم وزیر خوراک سے یہ گزارش کریں گے کہ وہ جرأت کا مظاہرہ کریں اور ہمت کر کے کوئی ایسی announcement کر دیں کہ جس سے اس صوبہ کا غریب کاشتکار محکمہ خوراک کے ڈاکوؤں اور پٹواریوں کے شیطانی چکر سے بچ سکے۔ پٹواری زمیندار کے کپڑے اُتارنے کے چکر میں ہیں لہذا زمیندار کو ان سے بچایا جائے۔ مجھے امید ہے کہ وزیر خوراک جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی ایسی پالیسی کا اعلان کریں گے جو کہ کاشتکار کے لئے سودمند ثابت ہو۔ وزیر اعلیٰ پنجاب آدمی نہیں کھاتے اس لئے ان سے اتنے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ ہم سے ناراض

ہوئے ہیں تو ہم آج بھی یہاں پر کھڑے ہیں۔اس House کا حصہ ہیں،یہاں پر بات کر رہے ہیں اور ہمیں ان کی ناراضگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اگر آپ اس صوبہ کے کروڑوں کاشتکاروں کو ظلم سے بچالیں گے تو پھر تاریخ میں آپ کا نام ہوگا۔اس امید کے ساتھ ہم آپ کی تقریر سننا چاہیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!ابھی سوہنا صاحب اور راجہ ریاض صاحب جو باتیں کر رہے تھے میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!وارث کلو صاحب منسٹر نہیں ہیں۔اس کا جواب تو وزیر خوراک نے دینا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: میں منسٹر ہوں اور نہ ہی میں wind up کر رہا ہوں۔میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر ایک دو باتیں clear کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب!ہم نے پوائنٹ آف آرڈر بند کئے ہوئے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!آپ نے راجہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی ابھی اجازت دی ہے اس لئے مجھے بھی بات کرنے دیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر!آپ اپنے ہی بنائے ہوئے اصولوں کو توڑ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورچانی صاحب!تشریف رکھیں،کلو صاحب!آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں جلدی سے کہہ لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!پچھلے تین سالوں میں ان کو یہ باتیں یاد نہیں آئیں۔یہ اپنی governance تو ٹھیک کریں۔ان کا گورنر تو آئین کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر!یہ غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورچانی صاحب!آپ تشریف رکھیں،کلو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے راجہ ریاض صاحب سے کہتا ہوں کہ آئین کے مطابق چلیں اور اپنے گورنر کو کہیں کہ وہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی نہ کرے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! انہی خوشامدیوں کی وجہ سے اس صوبے کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ یہ لوگ اس صوبے کو تباہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں۔ گورچانی صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! جب راجہ ریاض صاحب سے تیس آدمیوں کی ایلیٹ فورس واپس لے لی گئی ہے تو تب ان کو یہ باتیں یاد آئی ہیں۔ اب ان کی گاڑیاں واپس لے لی گئی ہیں تو پھر ان کو صوبے میں one man show نظر آرہا ہے۔ میں راجہ صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ کہتا ہوں کہ آپ صبر کریں۔ یہ سب کچھ ان کی اپنی پارٹی کا کیا دھرا ہے کیونکہ انہوں نے مرکز میں کرپشن کی انتہا کر رکھی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: .Order please. Order in the House کلو صاحب! تشریف رکھیں؟ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ دیکھیں! صبح ایک چیز decide ہو گئی تھی اور وہ سب ممبران کے لئے ہے اس لئے اس فیصلے کو follow کریں۔ جی، چودھری غفور صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان کے اندر بڑی خوبصورت گفتگو ہوئی ہے۔ میں قائد حزب اختلاف اور اپنے سابقہ colleague کا بڑا مشکور ہوں کہ وہ میرے لئے بڑے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران نے جو باتیں کی ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان سب کا جواب دوں کیونکہ میں ایک political worker ہوں۔

جناب سپیکر! اشرف سوہنا صاحب ماشاء اللہ بڑے سوہنے ہیں اور ان کا نام بھی بڑا خوبصورت ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب بھی ہمیشہ ان کو بڑی محبت سے ہی بُلاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک شہری بابو کو وزیر خوراک بنا دیا گیا ہے جو کہ دن میں تین دفعہ make up کرتے ہیں۔ میں اپنے بھائی کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے نام کی تختی تو آج بھی جی او آر کے main road پر واقع گھر پر لگی ہوئی ہے۔ میں جی۔ او۔ آر میں نہیں رہتا بلکہ میں تو ایک دیہاتی شخص ہوں۔ اگر میرے clean shave کرنے کو یہ شہری بابو سمجھتے ہیں تو یہ ان کی بُھول ہے۔ میں تو آج بھی اپنے پرانے گھر میں گاؤں کے اندر رہتا ہوں اور میرا تعلق راجپوت خاندان سے ہے۔ میری اپنی ایک identification ہے۔ میرا تعلق ایک زمیندار خاندان سے ہے۔ میرا تعلق اس طبقے سے نہیں ہے کہ جنہوں نے اس ملک و قوم کو لوٹا ہے۔

جناب سپیکر! حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ "انسان کا جسم ایک دُکان کی مانند ہے اور زبان اس کا تالا ہے۔ جب تالا کُھلتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ دُکان سونے کی ہے یا کوئلے کی ہے" ہم اکٹھے رہے ہیں، اکٹھی جدوجہد کی ہے اور بطور ممبر میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

میں نے تیری ہر راہ کا کانٹا اپنی پلکوں سے چُنا
لوگوں نے کہا میں دشمن ہوں تیرا اور تو نے سنا

بہر حال میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ میں قائد حزب اختلاف کا بڑا مشکور ہوں کیونکہ وہ میرے لئے بڑے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ یہاں تک ان کی بات درست ہے کہ یہ ایک بہادر آدمی ہے۔ .Yes, I am میں نے with the passage of time prove کیا ہے کہ میں ایک ڈکٹیٹر کے سامنے کھڑا رہا ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! کیا یہ گندم کی پالیسی پر بات کر رہے ہیں؟ یہاں صرف گندم کے حوالے سے بات کریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میرے بھائی میری بات سننے کی اخلاقی جرأت تو پیدا کریں۔ یہاں پر ہم گندم پر بھی بات کریں گے اور دانش سکولوں کی بات ہوئی ہے میں اُس بات کا بھی جواب دوں گا۔

جناب سپیکر! میں قائدِ حزب اختلاف کا بڑا مشکور ہوں، وہ میرے بھائی ہیں اور ایک منجھے ہوئے سیاستدان ہیں۔ یہ میرے colleague رہے ہیں میں ان کی دل سے respect کرتا ہوں۔ انہوں نے جو چیزیں point out کی ہیں میں سب سے پہلے اُن کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ wheat procurement کے حوالے سے صوبوں کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے وفاقی حکومت تمام صوبوں کے لئے limits مقرر کرتی ہے۔ اس دفعہ وفاقی حکومت نے سندھ کے لئے 15 لاکھ ٹن کا target مقرر کیا ہے، پاسکو پنجاب سے 13 لاکھ ٹن گندم خریدے گی، خیبر پختون خواہ کے لئے 4 لاکھ ٹن گندم خریدنے کا target ہے اور وفاقی حکومت نے پنجاب کے لئے 35 لاکھ ٹن گندم خریدنے کا target مقرر کیا ہے اس کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پر initiative لیتے ہوئے 40 لاکھ ٹن گندم خریدنے کے لئے arrangements مکمل کئے ہوئے ہیں۔ یہاں پر بات ہوئی کہ ان targets کو بڑھایا جائے۔ ہمارا ایک قومی مسئلہ ہے کہ ہم چیز کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے ہم اُس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم اُس چیز کو ایسے نہیں دیکھتے، جیسے وہ ہے۔ یہاں پر وفاقی حکومت کی طرف سے ہمیں facilitate کرنے کی

بات ہوئی تو وفاقی حکومت نے cash کی صورت میں پنجاب حکومت کو کچھ نہیں دیا کیونکہ وفاقی حکومت صرف limits مقرر کرتی ہے کہ آپ through the State Bank اتنی limits کے loans لے سکتے ہیں اور وہ تمام arrangements صوبائی حکومتوں کو خود کرنے ہوتے ہیں۔ پنجاب حکومت نے پنجاب بنک اور نیشنل بنک کے ذریعے دوسرے بنکوں کے ساتھ مل کر گندم کی خریداری کے لئے financial arrangements مکمل کر لئے ہیں۔ آج بھی اگر وفاقی حکومت پنجاب کے عوام کا درد اپنے دل میں رکھتی ہے اور ہماری limits بڑھاتی ہے تو ہم اس سے زیادہ targets achieve کریں گے۔ اس سے پہلے یہاں پر بات ہوئی کہ پاسکو میں ایک سسٹم موجود ہے کہ کاشتکاروں کو گندم کے لئے باردانہ دیا جاتا ہے۔ میں اس حوالے سے یہ عرض کرتا چلوں کہ باردانہ کے لئے جب یہ سسٹم بنایا گیا تو اُس وقت ہم سب اکٹھے تھے، سب کی منشاء کے مطابق ہم نے اکٹھے بیٹھ کر باردانہ کا یہ سسٹم بنایا۔ پچھلے سال میرے یہ سارے بھائی wheat procurement پر مختلف ڈویژنوں میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہے، اُس وقت تو کسی نے باردانہ کے اس سسٹم پر اختلاف نہیں کیا۔ اُس وقت بھی فی ایکڑ کے حساب سے کاشتکاروں کو آٹھ بوریاں دی جارہی تھیں۔ میں یہاں ایوان کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نے فی ایکڑ آٹھ بوریاں دینے کا طریقہ کیسے بنایا ہے۔ ہم نے اس پر پوری study کی ہے کہ اگر کسی کاشتکار کی ساڑھے بارہ ایکڑ زمین ہے اور اُس میں سے وہ گیارہ ایکڑ پر گندم کاشت کرتا ہے اور اگر اُس کی اوسط پیداوار 30 من فی ایکڑ ہوتی ہے تو وہ کل 330 من گندم پیدا کر سکتا ہے۔ اُس کے خاندانی اور ذاتی استعمال کے لئے کم از کم 30 من گندم چاہئے، کٹائی کی مزدوری کے لئے 3 من فی ایکڑ گندم دینی ہوتی ہے اس طرح سے 33 من اُدھر چلی جاتی ہے، پھر تھریشر والے کو تقریباً سوا کلو فی من گندم دینا پڑتی ہے تو اس طرح سے تقریباً 229 من گندم بچتی ہے اور وہ کاشتکار اگلے سال کے بیج کے لئے کم از کم 17 من گندم رکھتا ہے۔ اس طرح سے 119 من گندم اُس کے استعمال میں آتی ہے اور بقایا 211 من گندم فروخت کرنے کے لئے بچتی ہے تو ہم نے اُسی حساب سے مکمل باردانہ کا arrangement کیا ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے یہاں پر بات کی کہ پٹواری کے ظلم سے بچائیں، فرد لینی پڑتی ہے تو تحصیلدار نہیں ملتا۔ کوئی فرد نہیں لینا پڑتی کیونکہ ہم نے ہر سنٹر کے اندر محکمہ ریونیو کے لوگ بٹھا دیئے ہیں، وہیں پر ہمارا محکمہ خوراک بیٹھا ہے۔ کاشتکار وہاں پر جاتا ہے اور وہاں پر سارے پٹواری ایک لائن میں بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ سیدھا اپنے پٹواری کے پاس جاتا ہے، پٹواری اُس کا ریکارڈ دیکھ کر اُس کو سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے جس کے لئے تحصیلدار کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی راجہ صاحب نے کمیٹی کے حوالے سے بات کی۔ ہم اُس کمیٹی کو own کرتے ہیں کیونکہ وہاں پر کمیٹی موجود ہے۔ ہم نے اُس کمیٹی میں ایم پی اے کا نمائندہ رکھا ہے، اُس کمیٹی میں کاشتکاروں کا نمائندہ بھی موجود ہے، اُس گاؤں کا نمبردار بھی اُس کمیٹی میں موجود ہے جو کاشتکاروں کی identification کرتا ہے۔ یہ Supervisory Committee ہے جو دیکھتی ہے کہ کوئی پٹواری کسی کسان سے زیادتی تو نہیں کر رہا، محکمہ خوراک کا کوئی بندہ کسی کاشتکار سے پیسے تو نہیں لے رہا، کہیں باردانہ فروخت تو نہیں کیا جا رہا۔ میرے بھائی راجہ صاحب نے جس دن ایک پریس کانفرنس کی کہ من پسند لوگوں، مسلم لیگ (ن) کے ایم پی ایز اور ایم این ایز کو باردانہ دے دیا گیا اُس وقت تو ہم نے باردانہ تقسیم کرنا شروع کیا تھا۔ انہوں نے قبل از وقت ایک پریس کانفرنس کر کے ایک غلط فہمی پیدا کی۔ ہم زمیندار کو مکمل طور پر facilitate کر رہے ہیں۔ میرے بھائیوں کی طرف سے جتنی آراء آئیں کہ محکمہ خوراک کے اہلکار اور پٹواری پیسے لے رہے ہیں تو میں آج on the floor of the House یہ کہنا چاہوں گا کہ میں خود تمام سنٹروں کا visit کر رہا ہوں، سیکرٹری خوراک سے لے کر نیچے انسپکٹر تک میرے لوگ وہاں پر موجود ہیں، ہماری کمیٹیاں موجود ہیں، میں نے اپنا موبائل نمبر الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر جاری کیا ہے تو میں لوگوں کی شکایات بھی سُن رہا ہوں۔ میں آپ کو یہ پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ مالی کرپشن نے میرے ملک کی بنیادوں کو اخلاقی طور پر کھوکھلا کر دیا ہے اور کسی سرکاری ملازم کی کسی کرپشن کے کیس میں suspension ہوتی ہے تو as a political worker میں سمجھتا ہوں کہ یہ سزا نہیں ہے کیونکہ وہ ملازم چار مہینے کے بعد پھر بحال ہو کر اُسی جگہ پر کرپشن کر رہا ہوتا ہے۔ اب کرپٹ لوگوں کا گریبان پکڑنے کا وقت آ گیا ہے تو ہماری کمیٹیوں کے ممبران اور میرے یہ ساتھی اور بھائی point out کریں کہ آپ کے فلاں پٹواری یا آپ کے محکمے کے فلاں ڈی ایف سی، اے ایف سی، انسپکٹر، سپروائزر یا کسی اور ملازم نے کرپشن کی ہے اگر میں اُسے عبرت کا نشان نہ بناؤں تو پھر کہنا۔ ہم نے اس سسٹم کو آگے لے کر چلنا ہے اس لئے میں اور ہماری حکومت تنقید برائے اصلاح سُننے کے لئے تیار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر دانش سکولوں کی بھی بات ہوئی۔ غریب لوگ جو اپنے بچوں کو بڑے سکولوں میں نہیں پڑھا سکتے یہ دانش سکول اُن کے لئے ایچیسن سکول ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے آگے بڑھنا ہے، آگے جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: House کا وقت مزید 10 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اگر آج بھی وفاقی حکومت ہماری limit extend کرتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ پنجاب کے محکمہ خوراک کی تاریخ اُٹھا کر دیکھیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے دَور میں جتنی wheat procurement ہوئی ہے، میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کے زمیندار کو جتنا facilitate کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کیونکہ یہ چیز ریکارڈ پر موجود ہے۔ ہمارا پورا سسٹم موجود ہے، ہمارا محکمہ مال، محکمہ خوراک اور ہمارے تمام لوگ اس سسٹم کے اندر شامل ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ کوئی کرپشن نہیں ہو گی، محکمہ مال کا کوئی اہلکار کرپشن کر سکتا ہے، نہ محکمہ خوراک کے کسی ملازم کو میں کرپشن کرنے کی اجازت دوں گا۔ ہم خود وہاں پر موجود ہیں، ایک سسٹم موجود ہے اور ہم نے اس سسٹم کو انشاء اللہ آگے لے کر چلنا ہے۔ میں یہاں پر بڑے فخر سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس سے پہلے پاکستان گندم import کرتا تھا، But this is the first time پاکستان کی تاریخ میں تین مہینے کے اندر ہم نے پونے نو لاکھ ٹن گندم export کی ہے۔ ہمارے پاس گندم آج بھی موجود ہے اور وہ گندم وفاقی حکومت کا سٹاک ہے۔ ہمارے پاس وفاقی حکومت کی تقریباً 60-ارب روپے کی گندم موجود ہے اور اس پر جو چار جز دینے ہیں وہ تقریباً کم و بیش 11 سے 12-ارب روپے کے بنتے ہیں۔ ہم تو look after کر رہے ہیں۔ اس وقت اس موقع پر ہمیں facilitate نہیں کیا گیا لیکن پھر بھی میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہاں پر ٹیکسوں کی بات ہوئی تو میں یہ کہتا ہوں کہ زرعی مشینری اور زرعی ادویات پر ٹیکس نہیں ہونا چاہئے، وزیر اعلیٰ پنجاب ٹیکسوں کے خلاف ہیں، کرپشن کے خلاف ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے جس طرح زمینداروں کو facilitate کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اس کے علاوہ پندرہ فیصد ٹیکس کی بات یہاں ہوئی ہے تو یہ زمینداروں میں افواہ ہے جس کی وجہ ایک فارم ہے جو PASCO کے لوگ زمینداروں میں تقسیم کر رہے ہیں۔ زمیندار یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم یہ فارم fill کر کے دیں گے تو پھر ہم سے پندرہ فیصد ٹیکس لیا جائے گا۔ میں آج اس ایوان میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت، کوئی مائی کا لال پنجاب کے کاشتکاروں سے میاں محمد شہباز شریف کے ہوتے ہوئے کوئی ناجائز ٹیکس نہیں لے سکتا۔ ہم نے جہاں wheat procurement میں اپنے کاشتکاروں کو facilitate کیا وہاں ہم نے پچھلی دفعہ PASCO والوں کو بھی facilitate کیا تھا۔ ہم نے انھیں کہا ہے کہ وہ offer آج بھی موجود ہے۔ ہمارے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے لوگ اور دوسرے سرکاری افسر آپ کی خدمت کے لئے موجود ہیں۔ آپ آئیں اور بتائیں۔ ہم نے تو لاکھوں کی تعداد میں باردانہ بھی تقسیم کر دیا ہے اور procurement بھی شروع ہو چکی ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے پچھلے ہفتے

گندم کی کٹائی کا افتتاح کیا لیکن وزیر اعظم پاکستان کل گندم کی کٹائی کا افتتاح کر رہے تھے۔ ہم باردانہ سے لے کر procurement میں involved ہیں لیکن unfortunately وفاقی حکومت کا ادارہ PASCO یکم مئی سے گندم کی خریداری شروع کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنا home work وقت پر کیا ہوا ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ:

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جنھیں جانا دور ہوتا ہے

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ زمیندار ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اور ان کو ہم نے facilitate کرنا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے انھیں facilitate کیا ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ جعلی ادویات کا خاتمہ کیا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ نے کم وسائل کے باوجود دو دو لاکھ کی سبسڈی دے کر دس دس ہزار ٹریکٹر زمینداروں کو دیئے ہیں۔ ان سے زیادہ کون محبت کر سکتا ہے جو رات دن پنجاب کے زمینداروں کے لئے تڑپتے ہیں، جن کے صبح و شام پنجاب کے زمینداروں، کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ گزرتے ہیں۔ میرے چیف منسٹر کے دل میں ان بچوں کا درد ہے کہ جن کے پاؤں ننگے ہیں لیکن اس سسٹم کے اندر موجود کرپٹ لوگوں نے قوم کو لوٹا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! یہ وہ بتائیں جو ہم نے پوچھا ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ کی تعریف کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمیں دنیا کی کوئی طاقت اس سے نہیں روک سکتی۔ پنجاب کے عوام کا درد ہمارے دل میں ہے۔ وہ پنجاب کے عوام کے ٹھیکیدار نہیں بن سکتے جو جامع حفصہ کے قاتلوں کے ساتھ بیٹھنا پسند کریں جو وانا وزیرستان اور باجوڑ کے قاتلوں کے ساتھ بیٹھنا پسند کریں۔

جناب سپیکر! میرے چیف منسٹر اور میرے لیڈر نے پنجاب کے عوام کی اور پاکستانی قوم کی خدمت کی سیاست کی ہے۔ ہم اسی پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ ڈرون حملے کرانے والے اور حاجیوں کو لوٹنے والے پنجاب کے عوام کے دوست نہیں ہو سکتے۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ چائنا کی طرح کرپٹ لوگوں کو جنھوں نے اس ملک اور قوم کو لوٹا انھیں چوکوں میں پھانسی چڑھا دیا جائے۔ ہم آگے بڑھ رہے ہیں اور ہمیں آگے بڑھنے سے یہ جعلی اتحاد نہیں روک سکتے۔ یہ اقتدار کے لئے، اس ملک کو لوٹنے کے لئے، اس ملک کو برباد کرنے کے لئے اسمبلی سے باہر جعلی اتحاد بناتے ہیں اور یہاں آ کر پنجاب کی قوم اور کسان کی بات کرتے ہیں۔ میں لعنت بھیجتا ہوں ان جعلی ہتھکنڈوں اور اتحادوں پر کہ جس کے اندر جامع حفصہ، وانا وزیرستان اور باجوڑ کے قاتل ہوں۔ جس اتحاد میں NRO زدہ لوگ اور محترمہ

کے قائل ہوں۔ ہم نے اب آگے بڑھنا ہے اور اپنے targets achieve کرنے ہیں۔ پنجاب کے زمیندار کا درد ہمارے دل میں ہے۔ ہم سے زیادہ کوئی مائی کا لال پنجاب کے عوام سے محبت نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! خدا کی قسم افسوس ہوتا ہے کہ یہ ملک بڑی مشکل سے بنا تھا۔ سرگودھا کا ایک خاندان جن سے میری دوستی ہے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(99)/2011/381. Dated. 25th April 2011. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:

"In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Mashhood Ahmad Khan, Acting Speaker,** Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with immediate effect.

Dated Lahore, the 25 April, 2011

RANA MASHHOOD AHMAD KHAN
ACTING SPEAKER"